فتاویٰ مصطفویہ

مصنفہ حضور سیدنا الامام الہمام مولانا الشاہ محمد مصطفیٰ رضا خان صاحب قبلہ مفتی اعظم ہند دامت برکاتہم العالیہ



مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُّفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ

الحمد للہ کہ حضرت امام الفقہاء حضور مفتی اعظم ہند دامت برکاتہم العالیہ کے
فتاویٰ مبارکہ کا پہلا حصہ کتاب الایمان شائع ہوگئی۔

فتاویٰ مصطفویہ

: مصنفہ :

حضور امام الفقہاء مولانا مولوی الحاج شاہ محمد مصطفیٰ رضا خانصاحب قبلہ
دامت برکاتہم العالیہ

: ناشر :

مکتبہ رضا بیسلپور ضلع پیلی بھیت (یو.پی)

اشاعت باراول

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ حبیبہ الکریم

تاجدار اہلسنت شاہزادۂ اعلیٰ حضرت حضور مفتیٔ اعظم ہند دامت برکاتہم القدسیہ کے فتاویٰ لاکھوں کی تعداد میں ہیں۔ ۱۳۴۹ھ سے ۱۳۵۹ھ تک کے فتاویٰ کی نقل کا ایک رجسٹر جناب مولانا حکیم ڈاکٹر فیضان علی صاحب نے حضرت مفتیٔ اعظم ہند دامت برکاتہم العالیہ کی مبارک اجازت لیکر جناب مولانا الحاج خالد میاں صاحب کے ذریعہ حاصل کرلیا اور بڑی محنت سے اس رجسٹر میں مندرجہ فتاویٰ کو باب باب کیا پھر پورے رجسٹر کی نقل کر ڈالی پھر کتاب الایمان کی نقل کا رجسٹر سے مقابلہ کیا گیا۔ مقابلہ کے وقت آیات واحادیث وفقہی عبارات میں جہاں بھی ضرورت ہوئی قرآن کریم وکتب احادیث وکتب فقہ وغیرہ سے براہ راست بھی مقابلہ کرلیا گیا۔ اسی سبب سے اشاعت میں چند ماہ کی تاخیر ہوگئی۔ ورنہ یہ مبارک فتاویٰ دار العلوم مظہر اسلام مسجد بی بی جی کے سالانہ جلسۂ دستار فضیلت کے ہی موقع پر ۱۴ر شعبان المعظم ۱۳۹۶ھ کو منظر عام پر آجاتا۔ بہر حال مقابلہ کے بعد کاتب کے پاس کتابت کے لئے کتاب الایمان بھیج دی گئی بعد کتابت وتصحیح پھر دوبارہ حضور سیدی مفتیٔ اعظم ہند دامت برکاتہم العالیہ اور حضور کی حرم محترم سیدہ مخدومہ محترمہ بڑی بی صاحبہ سے بھی طباعت کی متبرک اجازت حاصل کرکے یہ مبارک مجموعہ فتاویٰ زیور طباعت سے آراستہ ہونے جارہا ہے۔ یہ فتاویٰ صرف عام مسلمین یا طالبان علم دین ہی کے لئے مفید نہیں بلکہ علماء کرام اور مفتیان عظام کے لئے بھی نہایت مستند ومعتمد قابل استفاضہ واستفادہ علوم ومعارف کا ایک بے بہا خزینہ ہے۔ تحقیق وتدقیق کے ساتھ ساتھ فصاحت وبلاغت سلاست بیان ورشاقت زبان کے لحاظ سے بھی آپ اپنی مثال ہے۔ اور کیوں نہ ہو جبکہ یہ **علامۂ اجل۔ فقیہ اجل۔ محدث اتم۔ شہزادۂ وتلمیذ مجدد اعظم حضرت مفتیٔ اعظم عالم** دامت برکاتہم العالیہ کے مبارک قلم کا ایک شاہکار ہے۔ اگرچہ تصحیح میں کوشش کی گئی ہے مگر پھر بھی غلطی ممکن ہے کبھی کاتب صاحب کی تصحیح میں بے اعتنائی سے غلطیاں رہ جاتی ہیں۔ بہر حال کہیں کسی قسم کی غلطی پر اطلاع پائی جائے تو یہ نقل وکتابت وطباعت وتصحیح کی غلطی سمجھی جائے۔ اس سے پہلے جناب ڈاکٹر فیضان علی (بن مولوی عرفان علی صاحب مرحوم رضوی بیسلپوری) اور ان کے برادر صاحبان **الکلام الاوضح فی تفسیر سورۃ الم نشرح** شائع کرچکے ہیں اب یہ **فتاویٰ مصطفویہ** کی کتاب الایمان کی اشاعت ان کی دوسری پیش کش ہے۔ مولائے کریم ان حضرات کو دوسری اور کتابوں کی اشاعت کی بھی توفیق عطا فرمائے آمین آمین وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ سیدنا ومولانا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔

محمد اعظم رضوی مصطفوی غفرلہٗ مفتیٔ رضوی دار الافتاء۔ بریلی شریف

۲۶ر ذی الحجہ ۱۳۹۶ھ

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب الایمان

مسئلہ ۱: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غیب نہیں جانتے تھے اور دلیل یہ پیش کرتا ہے کہ بحر الرائق جلد ۳ صفحہ ۹۴ مطبوعہ مصرین ہے وفی الخانیۃ والخلاصۃ لو تزوج بشہادۃ اللہ ورسولہ لاینعقد ویکفر لاعتقادہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعلم الغیب الخ اور ایسا ہی بزازیہ میں ہے۔ جواب شافی بالدلیل مرحمت فرمائے جاویں۔ فقط بینوا توجروا

الجواب

زید بے قید پُر از مکر وکید بدترین وہابی لعین ہے اوس کا حضور پر نور شافع یوم النشور ایمان جان جان ایمان عالم ماکون وما کان سرور عالم وعالمیان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم غیب سے مطلقاً انکار کفر مبین ہے۔ قرآن عظیم کی آیات باہرہ کثیرہ سے انکار ہے۔ قرآن عظیم کا ارشاد کریم ہے تِلْكَ مِنْ اَنْبَاءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهَا اِلَيْكَ۔ یہ غیب کی خبریں ہیں کہ ہم تمہاری طرف وحی فرماتے ہیں اور وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ۔ یہ نبی غیب بتانے پر بخیل نہیں۔ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ۔ اللہ اس لئے نہیں کہ اے عامۃ الناس خود تمہیں غیب پر مطلع فرما دے اور لیکن اللہ (اس کے لئے) چن لیتا ہے اپنے رسولوں سے جسے چاہے۔ اور لا یظہر علیٰ غیبہ احدا الا من ارتضیٰ من رسول۔ خدا کسی کو غیب پر مسلط نہیں فرماتا مگر رسول مرتضیٰ کو۔ اور علمك مالم تكن تعلم وكان فضل الله عليك عظيما۔ خدا نے سکھا دیا تمہیں جو کچھ تم نہیں جانتے تھے (غیب وشہادت سے)، اور اللہ کا تم پر فضل عظیم ہے۔ اور وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تبيانا لكل شيئ۔ ہم نے یہ کتاب تم پر اتاری ہر شی کی روشن تر بیان کو اور هو بكل شيئ عليم۔ وہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہر شئے کے علیم ہیں۔ اور يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جانتے ہیں مابین ایدیہم وما خلفہم کو۔ اور عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ اللہ نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سکھا دیا جو وہ نہ جانتے تھے۔ وغیرہا آیات شریفہ اوس لعین کا یہ ملعون انکار احادیث شریفہ کثیرہ شہیرہ کا انکار ہے۔ حدیث میں ہے ان اللہ قد رفع لی الدنیا فانا انظر الیہا والی ما ھو

کائن فیہا الی یوم القیامۃ کانما انظر الی کفی ہذہٖ۔ بیشک اللہ عزوجل نے میرے لئے دنیا اٹھائی دمیرے پیش نظر فرمادی تو میں اسے اور جو کچھ اس میں روز قیامت تک ہونیوالا ہے سب کو ایسا دیکھ رہا ہوں جیسے اپنی اس کف دست مقدس کو۔ اور حدیث میں ہے۔ اخبرنا عن بدء الخلق حتی دخل اہل الجنۃ منازلہم واہل النار منازلہم ہمیں سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ابتدائے آفرینش سے جنتیوں کے اور جہنمیوں کے اپنے اپنے منازل میں داخل ہونے تک کی خبر دی۔ اور حدیث میں ہے ان اللہ زوی لی الارض فرأیت مشارقہا ومغاربہا۔ تحقیق اللہ عزوجل نے میرے لئے دنیا کو سمیٹ دیا تو میں نے اوس کے مشارق اور مغارب کو ملاحظہ فرمالیا۔ اور حدیث میں ہے۔ تجلی لی کل شیئ وعرفت۔ ہر چیز مجھ پر روشن ہوئی اور میں نے پہچان لی۔ اور حدیث میں ہے۔ علمت ما فی السمٰوات والارض۔ میں نے جان لیا جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمینوں میں ہے۔ اور حدیث ہے قطرت فی حلقی قطرۃ فعلمت ما کان وما یکون۔ میرے حلق میں ایک قطرہ ٹپکایا گیا تو میں نے جان لیا ماکان و مایکون کو (جو کچھ ہوگیا اور جو کچھ ہونیوالا ہے سب کو۔) اور حدیث میں ہے ما من شیئ کنت لم ارہ الا وقد رأیتہ فی مقامی ہذا حتی الجنۃ والنار۔ اور حدیث میں ہے تجلی لی ما بین السماء والارض۔ اور حدیث میں ہے علمت ما بین المشرق والمغرب اور حدیث میں ہے، اخبرنا بما کان وبما ہو کائن فاعلمنا احفظنا۔ اللہ عزوجل بار بار ارشاد فرمائے ہم نے رسول کو غیب کی خبریں دیں۔ ہم نے رسول مجتبیٰ کو غیب پر مطلع فرمایا۔ رسول مرتضیٰ کو غیب پر مسلط کر دیا۔ اور رسول کو سکھادیا جو کچھ وہ نہ جانتے تھے۔ اور ان پر اللہ کا فضل عظیم ہے۔ ہم نے رسول پر وہ کتاب اتاری جو ہر شئے کا روشن بیان ہے۔ ہمارا رسول ہر شئے کا علیم ہے۔ ہمارا رسول ما بین ایدیہم (ابتدائے آفرینش سے) اور ما خلفہم (روز آخر تک) جانتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بارہا اعلان سے فرمائیں میں اپنی کف دست مبارک کیطرح دنیا و ما فیہا تا روز قیامت سب کو دیکھ رہا ہوں۔ میں جو کچھ آسمانوں زمینوں میں ہے سبکو جانتا ہوں۔ میں ہر شئے کو پہچانتا ہوں ہر شئے مجھ پر روشن ہوگئی ہے۔ کوئی چیز جو میری دیکھی نہ تھی وہ ایسی باقی نہ رہی جو میں نے اس مقام میں دیکھ نہ لی جو کچھ مشرق و مغرب میں ہے سب کو میں نے جان لیا۔ مگر بے ایمان وہابی نہ رسول کے فرمانے پر یقین لاتا ہے نہ خدا کے ارشاد پر ایمان وہ کافر دونوں سے کفر کرتا ہے اور بکے جاتا ہے کہ رسول غیب کو نہیں جانتے تھے۔ اور بے ایمانی اور دھوکے اور فریب سے ان نصوص کو اپنی برہان بناتا ہے جن میں علم ذاتی مراد ہے۔ اوس سے کہو کہ بے ایمان عبارت میں "الغیب" سے مراد علم ذاتی ہے۔ اور یہ تیری سمجھ میں نہیں آتا۔ تو اوسے بھی مطلقاً علم غیب کا انکار سمجھتا ہے۔ تو تو بحر پر ایمان رکھتا ہے مگر رسول کے فرمان اور اللہ عزوجل کے قرآن کا منکر ہے۔ اللہ و رسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد و فرمان کے آگے بحر کی عبارت پیش کرنا اس کے بھروسہ رسول کے علم سے مطلقاً انکار کرنا یہ تیرے جیسے بے حیا بے ایمان کا ملعون کام ہے۔ اے لعین تو ان ملعون منافقوں کی طرح قرآنی فتوے سے کافر ہے جنہوں نے بکا تھا کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں فلاں کا ناقہ فلاں وادی میں ہے اور اونھیں غیب

کی کیا خبر وہ غیب کیا جانیں اور پھر منکر ہو گئے اور جھوٹے بہانے بنانے لگے۔ جس پر قرآن عظیم کا وہ قہری فتویٰ نازل ہوا
اور جتا دیا گیا وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ قُلْ أَبِاللَّهِ وَآيَاتِهِ وَرَسُولِهِ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِئُونَ
لَا تَعْتَذِرُوا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ۔ منافقوں نے بھی تو یہی بکا تھا کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غیب نہیں جانتے
وہ غیب کیا جانیں انھیں غیب کی کیا خبر۔ اسی پر تو قرآن عظیم نے فرمایا کہ تم اللہ اور قرآن اور رسول کے ساتھ ٹھٹھا
کرتے ہو۔ اسی پر تو واحد قہار نے اون کے جھوٹے حیلے بہانوں کو کہ ہم تو یوں ہی ہنس بول رہے تھے فرمایا کہ جھوٹے
بہانے نہ بناؤ بیشک تم کافر ہو چکے بعد (اظہار) ایمان کے۔ آمنا باللہ الرحمن ورسولہ والقرآن۔ ہم مسلمان
آیات قرآن واحادیث نبی ذیشان پر ایمان رکھنے والے باتباع قرآن اس وہابی بے ایمان کے کفر پر حکم کرتے ہیں۔
جس نے کہا رسول غیب کو نہیں جانتے تھے۔ اور جس نے لکھا یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ کو علم غیب تھا صریح شرک ہے۔
(فتاویٰ رشیدیہ حصہ ۲ ص۱۰) اور بکا کہ دیوار پیچھے کا بھی علم نہیں (براہین قاطعہ ص۵۱) اور بک دیا کوئی شخص کسی سے
کہے کہ فلاں درخت میں کتنے پتے ہیں تو اوس کے جواب میں یہ نہ کہے کہ اللہ و رسول ہی جانے کیونکہ غیب کی بات
اللہ ہی جانتا ہے رسول کو کیا خبر (تقویۃ الایمان ص۴۶) اور لکھا کسی انبیاء اولیا یا امام یا شہیدوں کی جناب میں
ہرگز یہ عقیدہ نہ رکھے کہ وہ غیب کی بات جانتے ہیں بلکہ حضرت پیغمبر صاحب کی جناب میں بھی یہ عقیدہ نہ رکھے (تقویۃ الایمان
ص۳۰) اور لکھا جو کہتے ہیں کہ علم غیب بجمیع اشیاء آنحضرت کو ذاتی نہیں بلکہ اللہ کا عطا کیا ہوا ہے سو محض باطل اور خرافات
سے ہے (فتاویٰ رشیدیہ ج۳ ص۳۶) اور لکھ دیا جو کچھ اللہ اپنے بندوں سے معاملہ کریگا خواہ دنیا میں خواہ قبر میں سو
اس کی حقیقت کسی کو معلوم نہیں نہ نبی کو نہ ولی کو نہ اپنا حال نہ دوسرے کا (تقویۃ الایمان ص۳۱) اور لکھا اللہ کا سا علم
اور کسی سے ثابت کرنا سو اس عقیدہ سے آدمی البتہ مشرک ہو جاتا ہے خواہ یہ عقیدہ انبیاء و اولیا سے رکھے خواہ پیر و شہید
خواہ امام و امام زادے سے خواہ بھوت و پری سے پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات اون کو اپنی ذات سے خواہ اللہ
کے دینے سے غرض اس عقیدہ سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے (تقویۃ الایمان ص۱۰) اور ہر چہار ائمہ مذاہب اور
جملہ علماء پر افترا کرتے ہوئے بکا۔ اس میں ہر چہار ائمہ مذاہب و جملے علماء متفق ہیں کہ انبیاء علیہم السلام غیب پر مطلع نہیں۔
(مسئلہ علم غیب ص۲) غیب کی بات اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا نہ فرشتہ نہ آدمی نہ جن (تقویت الایمان ص[illegible]) اللہ
اللہ۔ اللہ عزوجل اپنے حبیب و محبوب طالب و مطلوب دانائے غیوب کو علم غیب عطا فرمائے، اور اپنی کتاب مجید میں اس
عطا کا اعلان فرما دے، اور جو ملعون یہ بکے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) غیب کیا جانیں اوس کے کفر کا وہ قہری فتویٰ
دے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بار بار برسر مجالس خطبات میں اپنے رب کے اس عظیم نعمت کا اظہار فرمائیں اور طاعنین
کا رد علی رؤس الاشہاد ارشاد فرمائیں۔ حدیث میں ہے قَامَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ مَا بَالُ
أَقْوَامٍ طَعَنُوا فِي عِلْمِي لَا تَسْأَلُونِي عَنْ شَيْءٍ فِيمَا بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ السَّاعَةِ إِلَّا نَبَّأْتُكُمْ بِهِ۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام من

العزیزالودود والغفور نے منبر مقدس پر قیام فرمایا اللہ عزوجل کی حمد وثنا بیان فرمائی پھر فرمایا کیا حال ہے ان اقوام کا جو میرے علم شریف میں طعن کرتی ہیں تم مجھ سے نہ پوچھو گے کسی شئے کو جو تمہارے اور قیامت کے درمیان ہے مگر یہ کہ میں تمہیں اوس سے خبردار فرمادونگا۔ نگمہ وہابی مردود، منافق مطرود کی طرح یہی بکے جائے کہ انہیں غیب کی کیا خبر وہ علم غیب کیا جانیں۔ رسول غیب نہیں جانتے تھے قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ آیات واحادیث جن سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے علم غیب کا ثبوت ہے اور بھی ہیں مگر وہابیہ کے دس انکار کے مقابل دس دس آیات واحادیث پر بس کریں مشہور ہے الغریق یتشبث بالحشیش ڈوبتا سوار پکڑتا ہے۔ بے ایمان وہابی جب بحر کفر میں غوطے کھانے لگا اور قعر کفر میں ڈوبا تو بچاؤ کیلئے بحرالرائق کی اس عبارت کو پکڑا اس مرجوح قول سے سہارا لیا جس کا غیر صحیح ہونا بالکل واضح اور آشکار۔ اور وہابیہ دیوبندیہ کا گرو مان چکا کہ "شرائط تعارض سے تساوی فی القوۃ ہے پس جواب میں اتنا کافی ہے کہ راجح کے سامنے مرجوح ساقط ومتروک ہے، اور ادب یہ ہے کہ مرجوح میں تاویل مناسب کی جائے۔" (بسط البنان) اس مرجوح قول میں مناسب تاویل نہ کرنیوالا اسے اپنی سند بنانیوالا بے ادب گستاخ ہے۔ ساقط ومتروک مرجوح کو قرآن و حدیث کے نصوص کے رد کیلئے پکڑنیوالا ہے اور اپنے ساتھ کفر کے گڑھے میں صاحب بحر کو بھی ڈبا دینے والا ہے اور طائفہ کے گرو گھنٹال کی معقول بات کو بھی رد کر دینے والا ہے۔ جب طائفہ کے استاد جی کو بھی یہ مسلم ہے کہ ایسی جگہ تاویل مناسب کرنی چاہئے تو لازم تھا کہ بحر وغیرہ علمار کی ایسی عبارت میں یہ سمجھتا کہ اون کی مراد علم ذاتی ہے نہ کہ اوس عبارت کو قرآن وحدیث کے رد کیلئے لے دوڑا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ کیا علمار دین کے ائمہ جن کی وسعت نظر ہم جیسیوں کے حسابوں سے بے انتہا جسکی حد تک ہمارا مرغ وہم بھی پرواز نہ کر سکے تو یہ کیا کوئی سلیم الحواس ادنیٰ عالم بھی ان آیات واحادیث پر جس کی نظر ہو وہ مطلقاً انکار علم غیب برائے انبیار کر سکے گا لا الٰہ الا اللہ امنا برسل اللہ۔ کیا کسی ادنیٰ سے ادنیٰ عقل والے کو یہ وہم ہو سکتا ہے کہ یہ اکابر ان آیات واحادیث پر نظر نہ رکھتے تھے یا انکو دیکھتے ہوئے معتزلیوں اور وہابیوں کی طرح انکو رد کرتے تھے۔ یا یہ کہ ان آیات واحادیث پر نظر تو رکھتے تھے اور یہ اعتقاد بھی رکھتے تھے کہ انبیار کرام کو اللہ تعالیٰ نے غیب کی خبریں تو دیں انھیں غیوب پر مطلع تو فرمایا وہ ایسے امور سے واقف تو تھے جنکا، بداہت عقل اقتضا نہ کرے جو کسی طرح حواس سے معلوم نہ ہو سکیں جتک مرغ عقل کتنا ہی اڑے ہرگز نہ پہنچ سکے جو بے اعلام الٰہی معلوم نہ ہو سکیں مگر اسے علم غیب کہنا جائز نہ رکھتے تھے۔ اسے علم غیب اعتقاد کرنے کو کفر ٹھہراتے تھے باوجودیکہ اللہ عزوجل نے اسے غیب ہی فرمایا۔ اور عقلاً بھی یہ ظاہر کہ وہ امور غیب جنکا علم خدا نے بخشا غائب سے حاضر نہ ہو گئے علم بخشا نہ کہ غائب کو حاضر اور جو ہو چکا اور جو ابھی تک نہ ہوا اسے زمانہ حال میں موجود کر دیا۔ ماکان و مایکون کو معلوم ومشہود فرما دیا نہ کہ خارج میں حاضر وموجود۔ اور ہر کس وناکس کیلئے مشہود۔ تو علم غیب عطا فرمانے سے غیب غیب ہی رہا شہادت نہ ہو گیا۔ اور اپنے حبیب عالم کے لئے معلوم فرما دینے اور اپنے محبوب شاہد کیلئے مشہود

کر دینے سے غیب شہادت ہوگیا غیب باقی نہ رہا یہ کہا جائے تو کیا معاذ اللہ یہ جہالا یہ بھی کہیں گے کہ خدا کو بھی غیب
نہیں کہ وہاں تو سب شہادت ہی ہے اوس سے کوئی شئے غائب نہیں۔ شہادت وہ ہے جو حواس سے معلوم ہو سکے
وہ موجود کہ ہر ایک کیلئے مشہود ہو سکے یہ بھی بعطائے الٰہی ہے اوروں کے لئے۔ ایک ذرہ شہادت کا علم بے عطا
بھی دوسرے کو نا ممکن جسطرح علم غیب کے ساتھ اللہ تعالیٰ منفرد ہے یوہیں علم شہادت کے ساتھ جس طرح علم
غیب اوس کی صفت ہے یوہیں علم شہادت۔ قال تعالیٰ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ اور غیب وہ ہے جو بے
اعلام الٰہی معلوم نہ ہو سکے جس تک حواس و عقل کی رسائی کسی طرح بے تعلیم الٰہی نہ ہو سکے جو ذاتی طور پر خدا ہی کو ہے اور
اوسکی عطائے اوسکے محبوبوں کو ہوتا ہے ہر اک کو نہیں ہوتا۔ مختصر یہ کہ شہادت وہ جو ہر اک کیلئے عقل و حواس سے
ظاہر فرما دیا ہے اور غیب جو اوس کے ساتھ خاص ہے۔ اپنے محبوبوں کو اوس سے جتنا جتنا چاہا بخشا ہے اور ونکو
نہیں دیا ہے حواس سے معلوم کر لینے پر قادر نہیں کیا ہے۔ اصل یہ ہے کہ غیر خدا کیلئے مطلقاً انکار غیب یہ عقیدہ باطلہ
بعض معتزلہ ہے اور یہ وہابیوں ہی کا اب پہلا نام ہے اس سے پہلا نام اس طائفہ باطلہ کا خارجی تھا۔ جیسے اب دیوبندی
وہابی اپنے آپ کو حنفی کہتے ہیں اور نجدی وہابی اپنے آپ کو حنبلی بتاتے ہیں دیوبندی فقہ حنفی میں کتابیں لکھتے اور اوس میں
اپنے مذہب کی رعایت کرتے ہوئے مسائل ٹھونسے ہیں یوہیں معتزلی اپنے آپکو حنفی کہا کرتے اور فقہ حنفی میں تصنیف کیا
کرتے اور اوسمیں اپنے مذہب اعتزال کی رعایت کرتے ہوئے بعض مسائل ٹھونس دیا کرتے تھے۔ اونہیں مسائل سے یہ مسئلہ
بھی ہے۔ بعض نے اسے اخذ کیا اور اون کے ساتھ حسن ظن یہی ہو سکتا ہے کہ انھوں نے اس سے علم ذاتی مراد لیا پھر ان
حضرات صاحب بحر وغیرہ نے بھی یہی سمجھتے ہوئے اپنی تصانیف میں نقل کیا۔ اور یہ بھی ہوتا ہے کہ بعض جامع اقوال ہر گونہ اقوال
نقل کرتا ہے مثلاً مجمع الانہر میں لکھا کہ لو شتم حیوانا ماکول اللحم بکلمة الجماع یکفر (مجمع الانہر میرے پاس اس وقت
نہیں اور میسر بھی نہیں آسکتی یاد پر یہ عبارت لکھی ہے ممکن ہے کہ عبارت میں کچھ فرق ہو) پھر اوس سے اوروں نے نقل کیا۔
اور ایسا ہوتا ہے۔ تو بعض کا نقل کردہ قول جبکہ اوس میں مطلقاً انکار علم غیب مراد ہو جو معتزلہ کے عقیدہ باطلہ کے موافق ہے
یا اوس کا اپنا سہی جبکہ وہ حنفی ہو معتزلی نہ ہو اُس نے ذاتی مراد لیا ہوا ہے دیکھنا اور اوس سے عطائی پر ڈھالنا اور اکابر علماء جہابذہ ائمہ کا اس قول کے
ضعف و مرجوحیت کا جو اشعار فرمایا اسے دیکھ کر اَن دیکھا کر لینا کس درجہ حیا داری ہے؟ ولا حول ولا قوة الا باللہ
العلی العظیم۔ نیز اس سے بھی وہابی کا نظر چرانا بلکہ بعض خبثاء وہابیہ کا اوس اشعار ذاتی کو بھی مطلقاً انکار کی سند ٹھہرانا
کس قدر ڈھٹائی ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ مسئلہ تو صرف اتنا تھا کہ اگر کوئی شخص شہادت خدا و رسول سے نکاح کرے
تو یہ نکاح منعقد نہ ہوگا کہ شرط انعقاد نکاح گواہوں کا رہنا ہے حدیث میں ہے لا نکاح الا بشہود مسلمان کے نکاح میں دو مرد
یا ایک مرد اور دو عورتوں کا حضور شرط ہے جو عاقل بالغ ہوں اور یہ سمجھیں کہ نکاح ہو رہا ہے وہ کون سا نکاح ہے جو خدا سے
غائب ہو اگر محض خدا کی شہادت سے نکاح کرتا یا فرشتوں مثلاً کراماً کاتبین کی شہادت سے کرتا جب بھی باطل ہوتا کہ شرط

صحت نکاح نہ پائی گئی۔ اسمیں بعض مجاہیل نے اتنا اور اضافہ کیا کہ وہ مسلمان شخص کافر ہو جائے گا کیونکہ وہ معتقد علم غیب برائے رسول ہوا ظاہر تو یہ ہے کہ یہ بعض مجاہیل معتزلی ہوگا۔ اوس نے اپنے مذہب کا پیوند اوس میں جوڑ دیا۔ پھر یہ بتاویل علم ذاتی بعض حنفیہ نے بھی اپنی تصانیف میں نقل کر لیا۔ مگر اسکی مرجوحیت کو ظاہر کرتے ہوئے کہ علم ذاتی ہی نہیں ہوتا دوسری قسم علم عطائی بھی ہے تو جب یہ احتمال ہے تو کافر نہیں کہہ سکتے اس احتمال کے ہوتے ہوئے تکفیر صحیح نہیں۔ امام فقیہہ النفس قاضی خان رضی اللہ تعالیٰ عنہ وادخلہ فی الجنان نے اپنے فتاوی میں فرمایا رجل تزوج امرأۃ بشھادۃ اللہ ورسولہ کان باطلا لقولہ صلی اللہ علیہ وسلم لانکاح الا بشھود وکل نکاح یکون بشھادۃ اللہ وبعضھم جعلوا ذلك كفرا لانہ یعتقد ان الرسول صلی اللہ علیہ وسلم یعلم الغیب۔ امام فقیہہ النفس نے یہ نہیں فرمایا کہ یہ کفر ہے بلکہ یہ فرمایا کہ بعض نے اسے کفر ٹھہرا دیا اوس کے ضعف کا اشعار فرما دیا۔ فتاوی خلاصہ میں یہ مسئلہ دو جگہ لکھا جلد اول کتاب النکاح میں تو تحریر ہے اتنا لکھا لوتزوج بشھادۃ اللہ ورسولہ لاینعقد وھل یکفر عرف فی الفاظ الکفر۔ اور جلد ۲ کتاب الفاظ الکفر میں تحریر فرمایا رجل تزوج ولم یحضر شاھد فقال خدا را اور رسول خدا را گواہ کردم یکفر فی الفتاوی[عـہ] لانہ یعتقد ان الرسول والملك عالم بالغیب بخلاف قولہ فرشتہ دست راست را و فرشتہ دست چپ را گواہ کردم حیث لا یکفر لانھما یعلمان۔ فتاوی امام حافظ الدین محمد بن محمد بن شہاب المعروف بابن بزاز کردری میں فرمایا تزوجھا بشھادۃ اللہ تعالیٰ جل جلالہ ورسولہ علیہ الصلاۃ والسلام لاینعقد ویخاف علیہ الکفر لانہ یوھم انہ علیہ الصلوۃ والسلام یعلم الغیب وعندہ مفاتیح الغیب الایہ وما اعلم اللہ تعالیٰ لخیار عبادہ بالوحی والالھام لم یبق بعد الاعلام غیبا نخرج عن حصرین المستفادین من تقدیم المسند والحصر بالا یخاف علیہ الکفر نے صاف کر دیا کہ مراد امام بزازی علم ذاتی ہے کہ اگر عطائی ماننا بھی کفر ہوتا تو یخاف نہ فرماتے اور ما اعلم اللہ تعالیٰ بالوحی والالھام لخیار عبادہ کہکر خیار عباد کیلئے منجانب اللہ وحی والہام سے علم ہونے کو تسلیم نہ کرتے۔ لم یبق غیبا پر وہابیہ بہت بغلیں بجاتے ہیں اور قول بزازی دکھا دکھا کر مسلمانوں کو اکثر فریب میں ڈالا کرتے ہیں۔ مگر ہماری تقریر بالا سے روشن ہوگیا کہ لم یبق غیبا خود اسی طرف مشیر ہے کہ یہاں مراد امام غیب سے غیب ذاتی ہے۔ ان کا مطلب یہ ہے کہ وہ غیب بعد اعلام باقی نہ رہا جو خدا کے ساتھ خاص ہے۔ علماء اہل فہم کی فہم پر اعتماد کرتے ہوئے ایسی قیود ضروریہ اکثر ترک فرما دیا کرتے ہیں جنہیں شراح ومحشین ذکر کرتے ہیں لم یبق غیبا ای مختصا باللہ تعالیٰ

[عـہ] اس عبارت میں اگرچہ اشارۂ ضعف ومرجوحیت نہیں مگر جب اور علماء کے کلام سے یہ ثابت ہے نیز اس طائفہ وہابیہ کے گرو نے ملک الموت بلکہ ابلیس کیلئے بھی علم غیب مانا ہے اور نصوص سے ثابت لکھا ہے تو قطعاً ظاہر کہ اوس عبارت میں بھی علم ذاتی ہی مراد ہے یہ تکفیر بربنائے علم ذاتی ہے ذکر علم عطائی ماننے پر۔ ہم نے یہ عبارت مطبوعہ نسخہ سے نقل کی ہے ممکن ہے کہ قدیم نسخہ کی عبارت میں ضعف ومرجوحیت کی طرف اشارہ کے الفاظ بھی ہوں جو اس طبع کرنے والے نے نکال دیئے ہوں۔ اس طبع کرنے والے نے چند جگہ الحاق کیا ہے جو نسخہ قدیمہ قلمیہ میں نہیں اور جو عقلاً نقلاً محض باطل ہے ۱۲ منہ

درمختار میں ہے تزوج بشہادۃ اللہ ورسولہ لم یجز. بل قیل یکفر۔ اس قیل نے ضعف ومرجوحیت تکفیر کا اشعار فرمایا
علامہ شامی قدس سرہ السامی نے اس قول پر ردالمحتار جلد ۲ میں تحریر فرمایا قال فی التتارخانیہ وفی الحجۃ ذکر
فی الملتقط انہ لا یکفر لان الاشیاء تعرض علی روح النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وان الرسل یعرفون
بعض الغیب قال تعالیٰ فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول۔ یعنی تاتارخانیہ اور حجہ میں فرمایا کہ
ملتقط میں ذکر کیا کہ وہ کافر نہ ہوگا اس لئے کہ اشیاء روح نبی اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر پیش کی جاتی ہیں اور بیشک رسل علیہم
السلام بعض غیب کی معرفت رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول
پھر قلت لکھ کر مقطع کا بند یہ فرمایا جس نے وہابیہ کو بالکل ہی ذبح کر دیا اون کی رگ گردن یکسر قطع فرمادی بل ذکروا
فی کتب العقائد ان من جملۃ کرامات الاولیاء الاطلاع علی بعض المغیبات وردوا علی المعتزلۃ المستدلین
بھذہ الایۃ علی نفیہا بان المراد الاظہار بلا واسطۃ والمراد من الرسول الملک لا یظہر علی غیبہ بلا واسطۃ
الا الملک اما النبی والاولیاء فیظہرھم بواسطۃ الملک اوغیرہ وقد بسطنا الکلام علی ھذہ المسألۃ فی رسالتنا
المسماۃ سل الحسام الھندی لنصرۃ سیدنا خالد النقشبندی فراجعہا فان فیہا فوائد نفیسہ۔ یعنی میں کہتا
ہوں بلکہ بعض علماء نے کتب عقائد میں ذکر فرمایا کہ اولیاء کو کرامات سے بعض مغیبات پر اطلاع ہے اور ان ائمہ نے
معتزلیوں کا رد فرمایا جو اس آیت سے نفی غیب پر دلیل لاتے تھے کہ مراد آیت اظہار بلا واسطہ ہے اور مراد رسول سے
ملک ہے یعنی نہیں مسلط فرماتا اپنے غیب پر کسی کو بلا واسطہ مگر ملک کو لیکن نبی اور اولیاء تو غیب پر انہیں بواسطہ ملک یا کسی
اور واسطہ سے مسلط فرماتا ہے اور بیشک ہم نے اس مسئلہ پر کلام مبسوط کیا ہے اپنے رسالہ سل الحسام الہندی لنصرۃ
سیدنا خالد النقشبندی میں تو اس کی مراجعت کرو اوسے دیکھو کہ اوس میں فوائد نفیسہ ہیں۔ امام برہان الدین مرغینانی
صاحب ہدایہ نے تجنیس والمزید اور علماء کرام اصحاب فتاویٰ عالمگیری نے فتاویٰ ہندیہ میں اس قول کے ضعف یا
بطلان کیطرف اس کے ترک سے اشارہ فرمایا کہ مسئلہ صرف اتناہی لکھا من تزوج امرأۃ بشہادۃ اللہ ورسولہ
لا یجوز النکاح۔ وہ ٹکڑا لاعتقادہ ان النبی علیہ الصلوۃ والسلام یعلم الغیب چھوڑ ہی دیا قیل لگا کر بھی نہ لکھا
مضمرات وخزانۃ الروایات اور معدن الحقائق میں ہے والصحیح انہ لا یکفر لان الانبیاء علیہم الصلوۃ والسلام
یعلمون الغیب وتعرض علیہم الاشیاء فلا یکون کفرا۔ اور صحیح یہ ہے کہ بتحقیق وہ شخص کافر نہ ہوگا اس لئے کہ انبیاء
علیہم السلام غیب جانتے ہیں اور ان پر اشیاء پیش کی جاتی ہیں۔ تو دان کو علم غیب کا اعتقاد) کفر نہ ہوگا۔ وہابیہ بحر الرائق
کی عبارت ہی دھوکہ کو نہیں دکھاتے اکثر شرح عقائد وشرح فقہ اکبر وبزازیہ کی عبارتیں بھی فریب دینے کو پیش
کیا کرتے ہیں۔ عبارت بزازیہ تو اوپر گذر چکی۔ شرح عقائد کی عبارت یہ ہے۔ العلم بالغیب تفرد بہ اللہ تعالیٰ
لا سبیل الیہ للعباد۔ مگر عبارت اتنی ہی نہیں اس کے ساتھ اوسی میں یہ بھی ہے الا باعلام منہ اوالہام تو یہ عبارت

علم عطائی ثابت کر رہی ہے نہ کہ علم عطائی ماننے والے کو کافر مشرک ٹھہرا رہی ہے۔ یوہیں شرح فقہ اکبر کی یہ عبارت ذکر الحنفیۃ تصریحا بالتکفیر باعتقاد ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعلم الغیب آپ پیش کرتے ہیں اور اس کے متصل اس سے اوپر کا اتنا ٹکڑا ہضم کر جاتے ہیں۔ ثم اعلم ان الانبیاء علیہم السلام لم یعلموا الغیب الا ما اعلمہم اللہ تعالی احیانا اس کے بعد ہی وہ عبارت ہے وذکر الحنفیۃ الخ۔ اوپر کی عبارت نے روز روشن سے زیادہ واضح و آشکار کر دیا کہ علم عطائی کا اثبات کفر نہیں۔ وہ تو عقیدہ اسلامیہ ہے ذکر الحنفیۃ تصریحا بالتکفیر الخ میں علم ذاتی ہی کے اثبات پر تکفیر ہے۔ علم عطائی تو اعلمہم اللہ تعالی کہہ کر مصنف نے خود مانا تو کیا آگے خود اپنی تکفیر کا ذکر کیا۔ وذکر الحنفیۃ الخ۔ وہابی یہ نہیں کہہ سکتا کہ ہمارے پیشواؤں کے کلام میں بھی علم ذاتی کے اثبات پر حکم کفر و شرک ہے کہ وہابیہ کے پیشواؤں کی عبارتیں جو اوپر گذریں ان میں صاف تصریح ہے کہ علم ذاتی مانے یا عطائی ہر طرح شرک ہے۔ والعیاذ باللہ تعالی۔ کیا معاذ اللہ یہ اکابر علماء اور دین کے ائمہ قدیم وحدیث ذاتاً احدیث اور خود اپنے اوپر اپنی عبارتوں میں حکم کفر کر رہے ہیں؟ صحابۂ اہلبیت اطہار اور عرفاء و علماء دین کی تصریحات سے آفتاب سے زیادہ روشن کہ انبیاء و اولیاء علوم غیب پر مطلع ہیں۔ حضور تو حضور ہیں صلی اللہ علیہ وعلیہم وعلی الہ وصحبہ بارک وسلم۔ جمع النہایہ میں **علامہ شنوانی** فرماتے ہیں وقد ورد ان اللہ تعالی لم یخرج النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم حتی اطلعہ علی کل شیئ۔ **فتوحات وہبیہ** شرح اربعین نوویہ میں ہے الحق کما قال جمع ان اللہ سبحنہ وتعالی لم یقبض نبینا صلی اللہ تعالی علیہ وسلم حتی اطلعہ علی کل ما ابھمہ عنہ الا امرا بکتم بعض والاعلام ببعض **علامہ صاوی** حاشیہ جلالین میں زیر کریمہ یَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰىهَا قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ لَا يُجَلِّيْهَا لِوَقْتِهَاۤ اِلَّا هُوَ ثَقُلَتْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَا تَاْتِيْكُمْ اِلَّا بَغْتَةً يسئلونك كانك حفی عنها قل انما علمها عند الله ولكن اكثر الناس لا يعلمون قل لا املك لنفسی نفعا ولا ضرا الا ما شاء الله ولو كنت اعلم الغيب لاستكثرت من الخير وما مسنی السوء ان انا الا نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ تحریر فرماتے ہیں قوله كانك حفی عنها عن بمعنی الباء والمعنی كانك عالم بها ومتيقن لها قوله تاكيد ای لما قبله لبيان انها من الامر المكتوم الذی استأثر الله بعلمه فلم يطلع عليه احدا الامن ارتضاه من الرسل والذی يجب الايمان به ان رسول الله لم ينتقل من الدنيا حتی اعلمه الله بجميع المغيبات التی تحصل فی الدنيا والاخرة فهو يعلمها كما هی عين يقين لما ورد رفعت لی الدنيا فانا انظر الی كفی هذه وورد انه اطلع علی الجنة والنار وما فيهما وغير ذلك مما تواترت به الاخبار ولكن امر بكتمان البعض قوله ولو كنت اعلم الغيب ان قلت هذا يشكل مع ما تقدم لنا انه اطلع علی جميع مغيبات الدنيا والاخرة۔ والجواب انه قال ذلك تواضعا او ان علمه بالغيب كلا علم من حيث انه لا

قدرۃ لہ علی تعبیر ما قدر اللہ وقوعہ فیکون المعنی حینئذٍ لو کان لی علم حقیقی بان اقدر علی ما ارید وقوعہ لاستکثرت۔ الخ ہاں ہاں اور دل بیمار وہابی جل کر خاک ہو جا واحد قہار اور زیادہ تجھے دنیا و آخرت میں جلنا نصیب کرے پھر جہنم کی بھڑکتی ہوئی آگ میں ہمیشہ ہمیشہ تجھے جلائے دم بدم تری جلن زیادہ کرے فِیْ قُلُوْبِھِمْ مَّرَضٌ فَزَادَھُمُ اللّٰہُ مَرَضًا ہاں ہاں او دیوبندی اپنی آتش غیظ میں بھنکر کباب ہو جا اللہ تجھے بھنتا رکھے ـــ یسحتکم بعذاب ذٰلِکَ جَزَآءُ اَعْدَاءِ اللّٰہِ النَّارُ قُلْ مُوْتُوْا بِغَیْظِکُمْ اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ او کذاب مفتری او بہتان پرجری! تو تو علماء اسلام پر اتہام رکھتا ہے کہ وہ انبیاء کیلئے علم غیب ماننے والے کو کافر کہتے ہیں مگر اِنَّ اللّٰہَ لَا یَھْدِیْ الْخَائِنِیْنَ او کیاد مکار۔ خائن! تیرا کوئی کید کوئی مکر چھل فریب نہ چلا تیرے مکر و کید چھل فریب کی دھجیاں تو اتنی ہی عبارات علماء سے اڑ گئیں۔ آگے اور اپنی بے نور آنکھیں پھاڑ کر دیکھ تفسیر نیشا پوری مصری جلد ۳ ص ۲۴ میں ہے مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗ اِلَّا بِاِذْنِہٖ ھذا الاستثناء راجع الی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کانہ قیل من ذا الذی یشفع عندہ یوم القیمۃ الا عبدہ محمد صلی اللہ تعالی علیہ وسلم مابین ایدیھم من اولیات الامر قبل خلق الخلائق و ما خلفھم من احوال القیامۃ۔ حضرت سیدی شیخ محقق عبد الحق قدس سرہ مدارج شریف میں فرماتے ہیں" ہرچہ در دنیا ست از زمان آدم تا اوان نفخہ اولی بروے صلی اللہ تعالی علیہ وسلم منکشف ساختند تاہمہ احوال او را از اول تا آخر معلوم گردید یاراں خود را نیز از بعضے از اں احوال خبر داد"۔ نیز فرماتے ہیں رحمہ اللہ تعالی وھو بکل شئ علیم۔ و وی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم دانا ست بہمہ چیز از شیونات و احکام الٰہی و احکام صفات حق و اسماء و افعال و آثار و بجمیع علوم ظاہر و باطن و اول و آخر احاطہ نمودہ و مصداق فوق کل ذی علم علیم شدہ علیہ من الصلوات افضلہا ومن التحیات اتمہا واکملہا۔ درۃ الغواص اور الجواہر والدرر کلاہما للعارف سیدی الامام عبد الوہاب الشعرانی قدس سرہ الربانی میں ہے" محمد صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ھو الاول والاخر والظاھر والباطن قد ولج حین اسری بہ عالم الاسماء اولہا ارکن الارض و اخرہا السماء الدنیا بجمیع احکامہا و تعلقاتہا ثم ولج البرزخ الی انتہائہ وھو السماء السابعۃ ثم ولج عالم العرش الی ما لانہایۃ لہ وانفتح فی برزخیتہ صور العالم الالھیۃ والکونیۃ"۔ محمد صلی اللہ تعالی علیہ وسلم وہی اول ہیں وہی آخر وہی ظاہر وہی باطن (یعنی خلق میں) وہ شب معراج عالم اسماء میں داخل ہوئے جس کی ابتداء مرکز ارض اور انتہا سماء دنیا ہے اس عالم کے جملہ احکام و تعلقات جان لئے پھر عالم برزخ میں داخل ہوئے اس کے منتہی ساتویں آسمان تک پھر عالم عرش میں وہاں تک جسکی انتہا ہی نہیں۔ اور حضور کے باطن میں عالم الٰہی اور حادث عالموں کی صورتیں منکشف ہو گئیں۔ حضرت سیدی عارف باللہ شیخ اکبر محی الدین رضی اللہ تعالی عنہ فتوحات مکیہ کے باب ۳۸۲ میں فرماتے ہیں وصل زمان

نشأۃ الجسم الظاہری المحمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فظہر مثل الشمس الباھرۃ الی قولہ وظہرت بسیادتہ التی کانت باطنۃ فھو الاوّل والاخر والظاہر والباطن وھو بکل شیئ علیم فانہ قال اوتیت جوامع الکلم وقال عن ربہ ضرب بیدہ بین کتفی فوجدت بردا نا ملہ بین ثدیی فعلمت علم الاولین والاخرین الخ جسم ظاہری محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آفرینش کا وقت پہنچا تو روشن سورج کی طرح حضور نے ظہور فرمایا (تا) اور حضور کی سیادت باطنہ ظاہر ہوگئی تو (مخلوق میں) محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی اول و آخر و ظاہر و باطن ہیں اور ان کا علم ہر شیئ کو محیط ہے۔ امام اجل **قاضی عیاض** رضی اللہ تعالیٰ عنہ **شفا شریف** میں فرماتے ہیں لکنہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اوتی علم کل شیئ۔ حضرت عارف **مولٰنا رومی** قدس سرہ نے مثنوی میں فرمایا ؎

گرچہ ہر غیبے خدا مارا نمود ٭ دل دراں لحظہ بخود مشغول بود۔ **تفسیر روح البیان** میں زیر کریمہ ما انت بنعمۃ ربک بمجنون فرمایا بل انت عالم بما کان۔ خبیر بما سیکون **نسیم الریاض** شرح شفا قاضی عیاض جلد ۳ میں فرمایا الانبیاء صلاۃ اللہ وسلامہ علیھم اجمعین من جھۃ الاجسام والظواھر مع البشر وبواطنھم وقواھم الروحانیۃ ملکیۃ ولذا تری مشارق الارض ومغاربھا وتسمع اطیط السماء وتشم رائحۃ جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام اذا اراد النزول الیھم سب انبیا بنظر ظاہری اجسام بشر کیساتھ ہیں اور اون کے باطن اور روحانی قوتیں ملائکہ کی سی ہیں اسی لئے مشارق ارض ومغارب زمین اون کی نظر میں ہوتے ہیں اور آسمان کی چرچراہٹ سنتے اور جبریل امین علیہ الصلاۃ والسلام کی خوشبو جب وہ انبیاء کی طرف نزول کا ارادہ کرتے ہیں اوسی وقت سے سونگھ لیتے ہیں۔ عارف کبیر سیدی حضرت **سید احمد رفاعی** رضی اللہ تعالیٰ عنہ پھر امام **شعرانی** قدس سرہ النورانی طبقات کبریٰ بندہ کامل کے بارے میں فرماتے ہیں اطلعہ علیٰ غیبہ لاتنبت شجرۃ ولا تخضر ورقۃ الابنظرہ مولیٰ تعالیٰ اپنے غیب پر اُسے مطلع فرماتا ہے یہاں تک کہ کوئی پیڑ نہیں اگتا کوئی پتہ نہیں ہر یاتا ہے مگر اوس کی نظر کے سامنے۔ حضرت عارف سامی **مولٰنا جامی** قدس سرہ **نفحات الانس** شریف میں فرماتے ہیں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے امام جلیل الشان حضرت سیدی عزیزان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے زمین در نظر ایں طائفہ چوسفرہ ایست ٭ نیز نفحات میں ہے کہ حضرت خواجۂ خواجگان خواجہ نقشبند رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عزیزان رضی اللہ المنان کا وہ کلام شریف نقل فرماتے پھر فرماتے و مالی گوئیم چوں روی ناخنے است ہیچ چیز از نظر ایشاں غائب نیست۔ حضور پر نور سید الاسیاد غوث الاغواث قطب الاقطاب **غوث اعظم** رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے **قصیدۂ خمریہ** مبارکہ میں اپنی نسبت ارشاد فرماتے ہیں نظرت الی بلاد اللہ جمعا کخردلۃ علی حکم اتصال حضرت سیدی شریف عبدالعزیز سجلماسی پھر حافظ الحدیث اپنی کتاب مستطاب **ابریز** میں فرماتے ہیں ما السمٰوات السبع والارضون السبع الاکحلقۃ ملقاۃ فی فلاۃ من الارض۔ اولیاء کی نظر میں زمین مثل دستر خوان ہے عارف کی نگاہ میں روئے ناخن کی طرح کہ کوئی

چیزاون کی نظر سے غائب نہیں ۔ سید العرفا کی نظر اقدس کے حضور رائی کے دانے کے مانند ۔ مومن کامل کی نظر میں ساتوں آسمان ساتوں زمینیں ایسی جیسے لق و دق میدان میں چھلا پڑا ہوا ۔

وہابی بے دین تو حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے عطائی علم غیب کے اعتقاد کو کفر لکھتا اور حنفیہ معتقد علم غیب عطائی کی تکفیر کا افترا و بہتان کرتا ہے کیا حنفیہ کے نزدیک معاذ اللہ یہ علما، اولیا، عرفا جنھوں نے انبیا اولیا کے لئے یہ کچھ فرمایا کافر ہیں ؟ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم ۔ ایسی نجس ناپاک گندی گھنونی خبیث تکفیر و انکار پر حضرت مولانا روم قدس سرہٗ نے خوب فرمایا ہے ۔ رومی سخن کفر نہ گفتہ است و نہ گوید منکر مشوید ش کافر شدہ آن کس کہ بانکار برآمد مرد و دو جہاں شد ۔ وہابیہ دیوبندیہ کے گروگنگوہی کا اندھا پن ملاحظہ ہو قرآنی ارشاد نزلنا علیك الکتب تبیانا لکل شیئی ۔ ہم نے تم پر یہ کتاب اتاری ہر چیز کے روشن بیان کو ۔ ما فرطنا فی الکتب من شیئ ۔ ہم نے اس کتاب میں کوئی شئے اوٹھا نہ رکھی ۔ لا رطب ولا یابس الا فی کتب مبین ہ ہر تر و خشک کتاب مبین میں ہے ۔ اور ان کے سوا اور آیات باہرات جو اوپر گزریں اور اون کے علاوہ اور احادیث شریفہ زاہرہ جو اوپر بیان ہوئیں اور اون کے علاوہ ۔ ان سب کو پیٹھ دیکر براہین قاطعہ ص۵۱ لما امر اللہ بہ ان یوصل میں اپنے ایک اینیٹھی خلیل احمق عدو احمد کے نام سے ۔ اللہ کے حبیب محبوب کو یہ صریح دشنام اور ابلیس کی مدح تام چھاپ دی ۔ شیطان کا حال دیکھکر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا حصہ ایمان کا ہے شیطان کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص رد کرکے ایک شرک ثابت کرتا ہے ۔" معاذ اللہ ۔ معاذ اللہ ۔ معاذ اللہ ۔ (وہو تعالیٰ اعلم)

مسئلہ ۲ از شہر بنارس محلہ ہٹیہ مرسلہ اثیر الدین جلال الدین صاحبان ۔ ۸ ر شعبان المعظم ۴۹ھ

علمائے دین مندرجہ ذیل عبارت اور اوس کے مسائل کے بارے میں کیا فرماتے ہیں ۔

" اصول کو اہل منطق اور اہل فلسفہ وحدت فطری اور عوام الناس نظم کائنات کہتے ہیں ۔ اسی قانون کی برکت اور اوسی اصول کا صدقہ ہے کہ کائنات ، کائنات کی صورت میں ہے ۔ آفتاب کی تیز شعاعیں مہتاب کے تسکین دہ لمعات باد سموم کے تیز جھونکے ریگستان کے ریتیلے ذرات کی مہلک لپیٹ بارشوں کا نزول اور ابخرات کا عروج غرض کہ کائنات کی ہر حرکت وسکون خاص قوانین اور اصول کے ماتحت ہے جنکو دنیا کی کوئی قوت نہ توڑ سکتی ہے نہ پھوڑ سکتی ہے نہ مٹا سکتی ہے نہ ہلا سکتی ہے وہ اصول پختہ و دائمی مستحکم اور ابدی ہیں ۔"

کیا اس عبارت کے قائل نے نظم کائنات اور کائنات کو دائمی اور ابدی نہیں کہا اور کائنات کو لافانی اور باقی نہیں مانا ؟ حکم شرع بیان ہو ۔ بینوا و توجروا

الجواب

قائل نظم کائنات کو ابدی کہتا ہے نہ کائنات کو۔ کائنات کو نہ اوس نے ابدی و دائمی بتایا نہ اوس کے کسی لفظ سے یہ مترشح نظم کائنات سے اوس کا یہ مطلب نہیں کہ یہ نظام دنیا ابدی ہے یوں ہی ابدالآباد تک رہے گا بلکہ نظم کائنات اوس نے اونھیں اصول کا نام رکھا جن پر نظام کائنات برقرار ہے جن پر نظام کائنات کا مدار ہے۔ رہا یہ کہ کن اصول کو وہ دائمی و مستحکم وابدی کہتا ہے۔ یہ اس عبارت منقولہ میں نہیں وہ بھی منقول ہوتے تو اون کا حکم بتایا جاتا مگر ایسے اصول ہیں جنھیں ابدی کہہ سکتے ہیں بلکہ وہ بھی جو ازلی بھی ہیں اور ابدی بھی ہمیشہ سے ہے اور ابدالآباد تک رہے گا وہ اصل کیا ہے لا الٰہ الا اللہ جس پر نظام کائنات کا مدار ہے لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا اور یوں بھی کہ جب عالم میں کوئی لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ عزوجل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہنے والا باقی نہ رہے گا جب ہی قیامت قائم ہوگی اور یہ نظام عالم درہم برہم اور عالم تہہ و بالا نیست و نابود ہو جائے گا۔ فنا کی گھاٹ اتر جائے گا تو اسے ابدی دائمی کہنے میں کیا حرج۔ کہ قطعاً ابدی دائمی ہے۔ اصول کے دائمی وابدی ہونے سے عالم و نظام عالم ابدی و دائمی نہ ہو جائینگے۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم و احکم

مسئلہ ۳۔

کیا فرماتے ہیں علماء دین و شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے کہ ہندو بتوں کو سجدہ کرتے ہیں اور ہم کعبہ میں جاکر پتھر کو سجدہ کرتے ہیں۔ اور ہندو پتھر پر پانی پھول چڑھاتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ پانی پھول مہادیو کو پہنچتا ہے اور ہم کعبہ میں جاکر کنکریاں مارتے ہیں اور کہتے ہیں کہ شیطان کو چوٹ لگتی ہے پھر ہم میں اور اون میں کیا فرق ہے۔ اس کا جواب ایسا مجھ کو دیجئے کہ مجھکو سیری ہو۔

الجواب

یہ شخص جلد تر توبہ کرے۔ کوئی مسلمان کعبہ کو سجدہ نہیں کرتا جہت کعبہ سجدہ خدا کو کرتا ہے کافر بتوں کو سجدہ کرتا ہے۔ اون کی پرستش و بندگی و عبادت کرتا ہے۔ کعبہ جاکر پتھر کو سجدہ کرنا مسلمانوں پر محض افتراء ہے جیسے کعبہ سے دور سمت قبلہ سجدہ ہوتا ہے یوں ہی وہاں جاکر عین قبلہ کا استقبال کیا جاتا ہے۔ سجدہ یہاں وہاں سب جگہ خدا ہی کیلئے ہوتا ہے کیا کوئی ادنیٰ سمجھ والا بھی یہ کہہ سکتا ہے کہ یہاں مسلمان مسجد کی دیواروں کو سجدہ کرتے ہیں اور جو مسجد میں نماز نہیں پڑھتے تو وہ گھر کی دیوار کو سجدہ کرتے ہیں مسجود الیہ کو مسجود لہ ٹھہرا کر فرق اسلام و کفر گمانا کیسی شدید بات ہے ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ اس شخص پر توبہ فرض ہے۔ مسلمان رمی جمار محض امتثال امر کیلئے کرتے ہیں۔ حکیم کے ہر کام میں مصالح ہوتے ہیں فعل الحکیم لا یخلو عن الحکمۃ۔ آدمی بہت کام کسی اپنے معتمد کے کہنے سے ایسے کرتا ہے جس کی حکمت خود نہیں سمجھتا۔ جانتا ہے کہ میں اپنے جہل سے اپنی نادانی سے اس کا فائدہ نہیں سمجھتا۔ مگر کچھ نہ کچھ فائدہ ہے ضرور جب تو یہ مجھے اس کے کرنے کا حکم دے رہا ہے۔ تو اس حکیم

حقیقی عزت عظمتہ و جلت حکمتہ جسکی شان ہے لا یسئل عما یفعل اس کے احکام میں چون و چرا کا کیا موقع۔ کہ محال ہے کہ وہ کسی عیب کا حکم دے تو ضرور اس میں فائدہ ہے کوئی یہ نہیں سمجھتا کہ میرا پتھر شیطان کے جسم پر پڑتا ہے۔ محض امتثال امر کیلئے پتھر مارتا ہے نیز اس لئے کہ رب عز جلالہ کے خلیل جلیل کی سنت کریمہ ہے علیہ الصلاۃ والتسلیم جہاں خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی راہ میں شیطان ان سے متعرض ہوا بحکم الٰہی آپنے اسے پتھر مارے کہ وہ خائب و خاسر ہوا ہم بھی رب جلیل کے اس خلیل جلیل محبوب جمیل کے اتباع میں ایسا کرتے ہیں۔ کسی کی جانب پتھر پھینکنے سے مقصود جب ہی حاصل نہیں جبکہ وہ پتھر اس کے جا لگے۔ کسی کو بھگانا مقصود ہوتا ہے تو اوس کی طرف پتھر پھینکے جاتے ہیں تو بھاگ جاتا ہے۔ اگرچہ ایک پتھر بھی اس کے نہ لگے۔ بندر اور کوا کیا ہی بھاگتا ہے جب اس کے جسم پر جا لگتا ہے؟ بلکہ بھگانے کا مقصود کبھی محض اشارہ سے پورا ہو جاتا ہے ہاتھ میں پتھر نہ ہو جھک کر اوٹھانا اور بندر و کوے کی طرف خالی ہاتھ اس طرح پھینکنا جسطرح پتھر ہاتھ میں لے کر پھینکا جاتا ہے بسا اوقات کافی ہوتا ہے۔ تو اس خیال سے کہ وہ عدو اللہ جو ایسے عظیم و جلیل سے یہاں متعرض ہوا وہ ہم جیسوں کا یہاں کیوں تعرض نہ کرے گا جو ہمارے دم کیساتھ ہر قدم ہے۔ اس کا وہی علاج کیا جائے جو اس خلیل جلیل نے فرمایا۔ ان کے اتباع کی برکت ہوگی اور عدو اللہ دفع ہوگا اگرچہ خلیل جلیل کا کوئی وار خالی نہ گیا اور ہمارا ہر پتھر خالی جائے۔ مگر پتھروں کی جب بارش ہوگی تو وہ رکے گا نہیں بھاگ جائے گا۔ پھر تذلیل کا مقصد تو حاصل ہے ہی کسی کی تصویر بنا کر اس کے جوتے پتھر مارے جائیں تو اگرچہ اس کے جسم پر وہ پتھر وہ جوتے نہیں لگتے، مگر جس کی تصویر ہے اس کے دل پر زخم کاری لگتا ہے۔ تو شیطان کے قلب پر کاری زخم لگانے کیلئے اس عدو اللہ کے ان مقامات پر جہاں وہ اللہ کے خلیل سے متعرض ہوا مسلمان پتھر مارتے ہیں اس میں اور اوس لغو و بیہودہ بے معنی حرکت کفری میں فرق نہ کرنا کیسی شدید بات ہے۔ پتھر پر پانی پھول چڑھانا اور اوس کا مہادیو کو پہنچ جانا اور شیطان کے چوٹ لگنا کیسے ایک سا جانا؟ دل پر چوٹ لگنے کیلئے جسم پر پتھر لگنا ضرور نہیں۔ واللہ تعالےٰ اعلم بالصواب۔

مسئلہ ۴۔ از رنگون مغل اسٹریٹ نمبر ۲۱ مسئولہ مولوی حشمت علی لکھنوی قادری برکاتی سلمہ ۲۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۵۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے اہلسنت و مفتیان دین وملت کثرہم اللہ تعالیٰ اس مسئلہ میں کہ زید نے اپنے داماد عمرو کے متعلق یہ سنا ہے کہ وہ کہتا ہے کہ میں آریہ ہو جاؤنگا جب اس کا چرچا پھیلا تو بکر نے کہا کہ بھائی یہ شریعت کا معاملہ ہے عمرو کو کسی سنی عالم کے پاس لیجاؤ وہ تحقیق کر کے حکم شریعت بتا دیں گے۔ عمرو کو خالد و زید ایک سنی عالم کے پاس لے گئے عالم دین نے عمرو سے پوچھا تم نے کیا کہا تھا اوس نے پانچ آدمیوں کے سامنے اقرار کیا کہ میں نے یہ کہا تھا کہ اگر میرے سسرال والے اسی طرح میری دشمنی پر آمادہ رہے تو میں آریہ ہو جاؤں گا پھر

میرا کیا کرسکیں گے اور یہ کلمات میں نے ہنسی مذاق کے طور پر کہے تھے۔ عالم دین نے فتویٰ دیا کہ تم اسلام سے خارج ہوگئے اور تمہاری بیوی نکاح سے خارج ہوگئی اور اوسی وقت عمرو سے توبہ کرائی اور از سرِ نو تلقین اسلام کی۔ اس فتویٰ پر عمرو کے طرفداروں نے شور وغوغا مچا رکھا ہے۔ کوئی کہتا ہے اعلان کردو آج سے ہماری برادری کا کوئی آدمی مولوی صاحب کے وعظ میں نہ جائے۔ کوئی کہتا ہے آج ایسے ہی فتووں کا زور رہا تو دنیا بھر کے نکاح فسخ ہو جائیں گے۔ کوئی کہتا ہے زید پر برادری کی طرف سے دباؤ ڈالا جائے کہ وہ پھر اپنی لڑکی کا نکاح عمرو کے ساتھ کردے اور اگر نہ مانے تو زید کا حقہ پانی بند کر دیا جائے۔ کوئی کہتا ہے کہ بکر کے مشورہ سے خالد اور زید عالم دین کے پاس عمرو کو لیکر گئے اگر یہ لوگ ایسا نہ کرتے تو فسخ نکاح کا فتویٰ کیوں ملتا لہٰذا اب عمرو کا دوبارہ جو نکاح ہو اوسکا سارا خرچ بکر اور خالد اور زید سے وصول کیا جائے۔ اگر یہ تینوں نہ دیں تو ان کو برادری سے خارج کر دیا جائے۔

سوال یہ ہے کہ سنی عالم دین کا فتویٰ صحیح ہے یا غلط؟ اگر صحیح ہے تو عمرو کو اپنی بیوی سے دوبارہ جبراً نکاح کرنے کا شرعاً اختیار ہے یا نہیں؟ اور پہلا مہر عمرو کے ذمہ فی الفور واجب الادا ہے یا نہیں اور دوسرے نکاح کا مہر پہلے مہر کے علاوہ اوسی قدر ہوگا یا نہیں جس مقدار پر عورت راضی ہو؟ شور وغوغا مچانے والوں کے کلمات شرعاً کیا حکم رکھتے ہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب

عالم دین کا فتویٰ حق و صحیح و صواب۔ اور اوس پر شور وغل مچانے اور بیہودہ غوغا کرنے کرانے والے باطل پر بے شک بے ارتیاب مستحق عذاب مستوجب قہر وغضب حضرت رب الارباب۔ فی الواقع صورت مسئولہ میں عمرو پر توبہ و تجدید ایمان و تجدید نکاح لازم تھی اسی کا عالم دین نے حکم دیا۔ اگر عمرو اپنے اس بیان میں سچا بھی ہو کہ اوس نے یہ ہازلاً بکا تھا جب بھی یہی حکم ہے۔ جب لفظ معنی کفر میں ظاہر ہو تو نیت و عدم نیت کا فرق نہیں ہوتا۔ اوس کے قائل پر توبہ و تجدید ایمان و تجدید نکاح ہی کا حکم ہوتا ہے۔ امام ابن حجر مکی قدس سرہٗ "الملکی اعلام الاعلام بقواطع الاسلام" میں فرماتے ہیں انما یحکم بالکفر باعتبار الظاهر وقصده وعدمه انما ترتبط به الاحکام باعتبار الباطن اوسی میں فرمایا حکمنا انما هو باعتبار الظاهر فلا یبحث عن المل داوسی میں ہے نحن نحکم بالظاهر فلذلك حکمنا بعدم ایمانه اوسی میں ہے اللفظ ظاهر فی الکفر وعند ظهور اللفظ فیه لا یحتاج الی نیة کما علم من فروع کثیرة اوسی میں فرمایا المدار فی الحکم بالکفر علی الظواهر ولا نظر للمقصود والنیات ولا نظر لقرائن حاله۔ یہ وہاں ہے جہاں لفظ محتمل ہو مگر معنی کفر میں ظاہر ہو جہاں دوسرا احتمال رائشا ہوی نہیں اوس کا کیا پوچھنا عمرو کے قول میں تو یہ ہے کہ میں آریہ ہوجاؤں گا جو عزم بالجزم بتا رہا ہے جس میں اصلاً کوئی اور احتمال نہیں۔ علمائے کرام نے اس سے ہلکے اقوال پر بھی حکم کفر فرمایا جیسا کہ بعض عبارات آئندہ سے ظاہر ہے۔ فتاویٰ بزازیہ میں ہے لو قال دل تنگ شدم کہ خواستم کافر شدن یکفر

اوسی میں ہے وعظ فاسقا وندبه الی التوبة فقال بعد الیوم اضع علی رأسی قلنسوة المجوس یکفر لان
وضع تلك القلنسوة کشد الزنار علامة الکفر فاخبر انه یکفر بعد حین فزال التصدیق المستمر بهذا العزم
فتاوی ظہیریہ امام ظہیرالدین مرغینانی و شرح فقہ اکبر علی قاری میں ہے من وعظوہ ولاموہ علی العصیان
فقال اکسو بعد الیوم قلنسوة المجوس وان اعنی هذا المعنی مع استقامة القلب کفر لانه وعد بما
لاخبار عن الانکار بضد الاقرار المعتبر فی کونه الشرط الایمان اوسی میں فرمایا قالت ان جفوتنی کفرت
او قالت ان لم تشتری کذا کفرت فی الحال شرح فقہ اکبر علی قاری میں جواہر سے ہے من قال لوکان کذا
غدا والا اکفر کفر من ساعته اوسی میں محیط سے ہے من قال فانا کافر اوفاکفر یعنی جزاء الشرطیة المبتدئیة
اومطلقا قال ابوالقاسم هو کافر من ساعته اوسی میں ہے اوقال الاخر اتعبتنی حتی اردت ان اکفر قلت وهذا
ظاهر لان ارادة الکفر کفر اوسی میں محیط ومجمع الفتاوی سے ہے من عزم علی ان یامر احدا بالکفر کان بعزمه
کافرا اوسی میں ہے لوقال عالم فی فلان ای من المشائخ او العلماء او الامراء افعل ولو بکفر او قال ولو کان کلمة
کفر کفر ای لانه نوی الکفر فی الاستقبال فیکفر فی الحال اوسی میں تورنوی رحمہ اللہ تعالی سے ہے لو تلفظ بکلمة
الکفر طائعا غیر معتقد له یکفر لانه راض بمباشرته وان لم یرض بحکمه کالهازل به فانه یکفر وان لم
یرض بحکمه ولا یعذر بالجهل وهذا عند عامة العلماء خلافا للبعض فتاوی امام فقیہ النفس قاضی خاں میں ہے
من قال دعنی اصیر کافرا کفر فتاوی خلاصہ سے اسی شرح فقہ اکبر امام اعظم میں ملا علی قاری ناقل من عزم علی الکفر
ولو بعد مأة سنة یکفر فی الحال اسی فتاوی خانیہ میں ہے من قال کدت ان اکفر کفر او قال دعنی فقد کفرت
کفر ای بظاهر کلامه وان احتمل انه اراد قاربت الکفر وفیه ماتقدم واللہ اعلم مجمع الانہر میں ہے من اضمر
الکفر اوهم به فهو کافر ومن کفر بلسانه طائعا وقلبه مطمئن بالایمان فهو کافر ولا ینفعه ما فی قلبه لان
الکافر یعرف بما ینطق به بالکفر فاذا انطق بالکفر کان کافرا عندنا وعند اللہ تعالی۔ اوسی میں ہے اذا عزم
علی الکفر بعد حین یکفر فی الحال لزوال التصدیق المستمر اوسی میں ہے یکفر بقوله فلان اکفر منی او قال
ضاق صدری حتی اردت ان اکفر اوکدت ان اکفر اوکان اقرب الی کفر اعلام میں فرمایا فمن ذلك العزم علی
الکفر فی زمن بعید او قریب او تعلیقه باللسان او القلب علی شیئ ولو محالا عقلیا فیما یظهر فیکون ذلك کفرا
فی الحال۔ کما نقله الشیخان (ای النووی والرافعی ۱۲) عن التتمة وجزم به البغوی وغیرہ کالحلیمی وصححه الرویانی اس کے بعد یہ شبہہ
لکھ کر وقول ابی نصر القشیری عندنا لایتصور العزم علی الکفر الذی هو الجهل باللہ اذ لایصح من العالم باللہ ان
یعزم علی الجهل اس کا جواب فرماتے ہیں یجاب عنه بان المراد بالکفر فی هذا الباب ما اشعر بالجهل وان کان قلب
من صدر منه شیئ مما ذکر وما یاتی ممتلئا ایمانا۔ الا تری ان الاستهزاء والهزل کغیرهما وکذلك الفعل الاتی

فان اراد ابو نصرانہ وان عزم لا یکون کافرا فغیر مسلم لہ ذلک بل لا وجہ لکلامہ حینئذ وان اراد حقیقۃ الکفر الذی ھو الجہل لا یجامع حقیقۃ العلم فمسلم لکن لا مدخل لذلک فیما نحن فیہ۔ اوسی میں ہے ان الایمان التصدیق وھو منتف مع العزم اوسی میں ہے من نطق بکلمۃ الردۃ وزعم انہ اضمر توریۃ کفر ظاھرا وباطنا یہاں وہ اس سے زیادہ کہہ ہی کیا سکتا ہے لہٰذا نے تو ہنسی دل لگی میں ایسا کہہ دیا تھا میرا یہ قصد نہ تھا کہ واقعی آریہ ہو جاؤں گا بس یہی عذر بن سکتا تھا مگر اس عذر بارد کی گردن اگرچہ بعض عبارات مذکورہ سے کٹ چکی پھر بھی خاص جزئیہ لیجئے **مجمع الانہر** میں فرمایا من تکلم بکلمۃ الکفر ھازلا او لاعبا کفر عند الکل ولا اعتبار باعتقادہ۔ جب بفضلہ تعالیٰ عمرو سے عالم نے توبہ لے لی بکرمہ تعالیٰ الزام کفر اٹھ گیا فان التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ کما فی الحدیث۔ مگر اس تجدید اسلام سے اوسے عورت پر وسترس حاصل نہ ہوئی کہ اوس کلمہ کفر سے جو نکاح ٹوٹ گیا وہ اوس تجدید اسلام سے جڑ نہ گیا مزاوس سے عمرو کو عورت پر کوئی جبر کا موقع۔ عورت اگر راضی ہو تو اوس سے نکاح جدید کرے اور راضی نہ ہو تو وہ مثل اجنبیہ ہے۔ اس کا اوس پر کوئی قبضہ اختیار نہیں اور جب وہ عمرو ہی کے کئے سے اجنبیہ محضہ ہو چکی تو اگر برضائے زن عمرو اوس سے نکاح جدید کریگا تو مہر بھی جدید ہوگا۔ اور اتنا ہی ہوگا جتنے پر عورت راضی ہو۔ **اعلام** میں فرمایا من اتی بلفظ الکفر حبط عملہ وتقع الفرقۃ بین الزوجین ویجدد النکاح برضاء المزوجۃ ان کان الکفر من الزوج وھذا بعد تجدید الایمان والتبری من لفظ الکفر حتی ان من اتی بالشہادۃ عادۃ ولم یرجع عما قالہ لا یرتفع الکفر عنہ ویکون وطؤہ وطئ زنا وولدہ ولد الزنا **فتاویٰ خلاصہ** میں فرمایا ردۃ احد الزوجین یوجب البینونۃ بینہما فی الحال بدون قضاء القاضی ثم بعد ذلک ینظر ان کانت الردۃ من الزوج فھی حرمۃ بغیر الطلاق عند ابی حنیفۃ وابی یوسف رحمہما اللہ تعالیٰ ولا تجبر المرأۃ علی ان ترجع الیہ حتی یتزوجہا وعلیہ مہر المثل او المسمی بعد الدخول ونصف المسمی او المتعۃ قبل الدخول وعلیہا العدۃ ان کانت بعد الدخول **مجمع الانہر** میں ہے مایکون کفرا بالاتفاق یوجب حباط العمل وتلزم اعادۃ الحج ان کان قد حج ویکون وطؤہ حینئذ مع امرأتہ زنا والولد الحاصل منہ فی ھذہ الحالۃ ولد الزنا ثم ان اتی بکلمۃ الشہادۃ علی وجہ العادۃ لم ینفعہ مالم یرجع عما قالہ لانہ بالاتیان بکلمۃ الشہادۃ لا یرفع الکفر۔ اگر یہ مسئلہ اختلافیہ ہوتا جب بھی عالم کا حکم توبہ وتجدید ایمان وتجدید نکاح وغیرہ یقیناً صحیح ہوتا۔ **مجمع الانہر** میں فرمایا وما کان فی کونہ کفرا اختلاف یؤمر قائلہ بتجدید النکاح وبالتوبۃ والرجوع عن ذلک احتیاطا۔ ھذا اذا تکلم الزوج اہ مختصراً۔

پہلا مہر واجب الادا ہے عالم کے فتویٰ پر شور وغوغا مچانے والے گنہگار ہیں اون پر توبہ لازم ہے۔ زید پر دباؤ ڈالنے کا مشورہ طے کرنے والے ستم شعار ظالم جفا کار ہیں یہ سب مستحق نار مستوجب غضب جبار خصوصاً وہ جنھوں

نے کہا کہ اجی اگر ایسے ہی فتوؤں کا زور رہا الخ شدید ملزم سخت مجرم حق شرع میں گرفتار ہیں حق اللہ و حق العبد میں گرفتار مبتلائے قہر قہار رہیں۔ والعیاذ باللہ العزیز الغفار۔ اللہ عزوجل انھیں اور ہمیں اور سب مسلمانوں کو تمام گناہوں سے توبہ کی توفیق بخشے اور اصرار علی الباطل سے بچائے۔ عناد و استکبار سے محفوظ رکھے۔ آمین واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۵۔ از شہر بریلی سنہری مسجد۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے کہ قرآن شریف آسمانی کتاب ہے اور خدا کا فرمان ہے۔ لیکن بکر کہتا ہے کہ نہیں لہٰذا زید کو کیا کیا دلیلیں پیش کرنی چاہئے کہ جس سے اوس کی تسکین ہو۔ فقط

الجواب

آفتاب آمد دلیل آفتاب۔ قرآن خود اپنی دلیل آپ ہے کہ وہ اللہ عزوجل کی کتاب ہے۔ اوس زمانہ میں جب فصاحت و بلاغت کا بازار گرم تھا زبان عربی کی ترقی کا عہد شباب تھا فصحا و بلغا کا دور دورہ تھا بچہ، فصیح و بلیغ ماں باپ کی گود میں پلتا زبان کھلتے ہی فصیح و بلیغ ہوتا۔ لڑکیاں قصائد برجستہ کہا کرتی تھیں شعراء اپنے قصیدے لکھ لکھ کر کعبہ معظمہ کے دروازے پر لٹکایا کرتے اور پھر ان کے جواب ہوا کرتے۔ قرآن عظیم حضرت سیدتنا آمنہ صلی اللہ تعالیٰ علی ابنہا ثم علیہا وسلم کے یتیم فرزند ارجمند پر جن کے سر مبارک پر برائے تربیت و تعلیم باپ دادا نہ تھے جنکی عمر شریف اوائل ایام حلیمہ سعدیہ بدویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے یہاں بادیہ میں بسر ہوئی جنھوں نے کسی انسان سے کسی کتاب کا کوئی حرف نہ پڑھا، نازل ہوا جس نے تحدی فرمائی کہ وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ یعنی اے مئے فصاحت کے متوالو اے شراب بلاغت سے سرشار دانے زبان کے ایسے مدعیو کہ دوسروں کو گونگا بتانے والو اگر تم درباره قرآن کسی ادنیٰ سے ادنیٰ شک میں پڑے ہو تو اوس کی سی ایک چھوٹی سی سورت کہہ لاؤ۔ اور نہ تم ہی بلکہ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ اور اللہ عزوجل کے سوا جنھیں تم نے معبود بنالیا ہے انھیں بھی مدد کے لئے پکار لو اگر تم سچے ہو۔ پھر اگر تم ایسا نہ کرسکو اور ہرگز ایسا نہ کرسکو گے تو آگ سے ڈرو جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں جو کافروں کیلئے تیار کی گئی ہے۔ کہیں فرمایا اَجْمِعُوْا شُرَكَآءَكُمْ سب کے سب جمع ہو جاؤ اپنے شرکا کو بھی جمع کرلو۔ کہیں فرمایا لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا ہرگز اس کی مثال نہ لاسکیں گے اگرچہ بعض بعض کے مددگار ہوں۔ قرآن تو کلام اللہ صفۃ من صفات اللہ ہے۔ کوئی اوس کا مثل کیونکر لاسکے۔ جو شئے بھی اللہ عزوجل کے یہاں سے ہو محال ہے کہ تمام عوالم ملکر

بھی اوس کا مثل بنا سکیں پانی کا قطرہ قطرہ مٹی کا ذرہ ذرہ ہوا کا ہر ہر حصہ آگ کی ہر ہر چنگاری نور کا ہر ہر لمعہ
غرض کہ عوالم کی ہر ہر شئے کا ہر ہر ریزہ اسپر گواہ ہے نہ اصل کی مثل کو لا سکتا ہے نہ فرع کی مثل کوئی بنا سکتا ہے
اصل و فرع روح و جسم کا مثل کیا معنی کوئی محض صورت کا مثل بھی نہیں بنا سکتا وہ رنگ روپ نہیں لا سکتا۔
ایسی جو چیز عالم میں نظر آتی ہے یا محسوس ہوتی ہے جس کا مثل عوالم میں کسی سے ممکن نہو عقل وشعور رکھنے والا ایکہ
پاگل بھی اوسے اللہ عزوجل کی محض قدرت سے جانتا اور سچے دل سے اوسے اللہ عزوجل کا مخلوق مانتا ہے
تو قرآن عظیم جو اوس خالق جل مجدہ کی صفت ہے جسکی کسی مخلوق کا مثل تمام عالموں میں کسی شئے سے ممکن
نہیں تو اوس کی صفت کا مثل کوئی کیونکر کس طرح لا سکے قرآن کا مثل ناممکن ہونا باعلیٰ ندا رمنادی کہ قرآن منجانب اللہ
ہے۔ علماء و بلغاء عرب جس کے مقابلہ سے عاجز ہوئے اون میں بہت وہ جن کے نصیب میں ہدایت تھی اوسے سنکر
ہی ہدایت یاب ہوئے اور پکار اٹھے کہ یہ کلام کلام بشر نہیں اور سچے دل سے اوسے کلام اللہ اعتقاد کر کے
ایمان لائے اور بدنصیب جنکے قلوب پر عناد وجہالت کے غطاء تھے اگرچہ دل سے وہ بھی ماھذا کلام البشر
مجبور آمانا کئے مگر عنادا یہی کہتے رہے کہ لونشاء لقلنا مثل ھذا اگر عقلاے شک می دانند کہ اگر اونھیں کچھ مخفی قدرت
ہوتی تو کس دن کیلئے اٹھا رکھتے قرآن اگر کلام بشر ہوتا تو کیا وہ زباں داں جو اپنے آگے تمام دنیا کو گونگا جانتے
وہ فصحاء وہ بلغاء جن کے آگے فصاحت وبلاغت ہاتھ باندھے کھڑی رہتی جنکی لونڈیاں برجستہ قصائد پڑھا کرتیں
قرآن کے آگے کیوں گونگے ہو جاتے؟ قرآن اگر کلام بشر ہوتا تو اوس میں ایسی گرفتگی ایسا جذبہ ایسی خوبی ایسی
خوش اسلوبی یہ حسن یہ ملاحت یہ سلاست یہ لطافت کہاں ہوتی یہ اثر کب ہوتا کہ معاندوں کو جب کچھ نہ بن پڑتا
تو کہتے لاتسمعوا لھذا القرآن والغوافیہ لعلکم تغلبون۔ اس قرآن کو نہ سنو نہ کسی کو سننے دو کہ جو سنے گا اوسی
کا کلمہ پڑھے گا ہم سے ٹوٹ کر اوسی کا ہو رہے گا جب قرآن پڑھا جائے تو غل شور مچاؤ غل بل غل بل کرو کہ تم غالب
آؤ کہ نہ لوگ قرآن سنیں گے نہ ایمان لائیں گے۔ ظاہر ہے کہ اگر وہ کلام بشر ہوتا تو وہ فصحا و بلغا اوس کے مقابلہ سے
کیوں عاجز و درماندہ رہتے۔ خود ہی ہر شخص علیحدہ علیحدہ مستقل قرآن اوس کے مقابل بنا کر پیش کرتا پھر جبکہ
قرآن کی وہ تحدی دیکھتا جب تو جان توڑ کوشش سے مقابلہ کرتا۔ جب کافر اس تحدی پر بھی اوس کی سی ایک سورت
نہ بنا کر لا سکے جب معاند اوس کے سننے سے رکے اور اوروں کو روکا اور اوس کی آواز کان میں نہ پڑ جائے غل شور
مچانے غل بل غل بل کرانے لگے تو روز روشن سے زیادہ روشن و آشکارا ہوا کہ قرآن ایسی بے مثل کتاب ہے جس کا مثل
کسی سے ممکن نہیں جو ایسی چیز ہو جسکا مثل ممکن نہ ہو وہ خدا ہی کی ہوتی ہے تو آفتاب نصف النہار کی طرح روشن
و تاباں کہ قرآن کلام اللہ ہے۔ ہرگز کلام بشر نہیں۔ پھر قرآن کے اٹل احکام لم یزل اور امر و نواہی محکم قواعد
قوانین اپنے مخالفوں کو بھی مجبور کر کے کہلوا لیتے ہیں کہ بیشک یہ خداوندی ہے ہرگز یہ بشری نہیں۔ اعلیٰ سے اعلیٰ

عقلا جمع ہو کر جو قوانین وضع کرتے ہیں کبھی فوراً کبھی کچھ دن بعد زمانہ انھیں مجبور کرتا ہے کہ وہ ان میں ترمیم کریں یا منسوخ کر کے نئے قوانین بنائیں۔ مگر قرآنی قوانین ایسے قوانین نہیں جن میں کوئی تبدیل کوئی تغییر ذرا بھی ترمیم یا کسی تھوڑی سی تنسیخ کی حاجت ہو۔ وہ آج سے تیرہ سو برس پہلے جیسے ضروری تھے ڈیڑھ ہزار برس کے قریب زمانہ گزرتا ہے آج بھی ویسے ہی ضروری ہیں۔ اور تاقیامت ان کی اسی طرح حاجت وضرورت رہے گی۔ دنیا بھر میں قرآنی قوانین کا شہرہ ہے قرآنی قوانین عالمگیر وہمہ گیر قوانین ہیں۔ دنیا بھر کے سلاطین انھیں قوانین کی سرکار کے بھکاری ہیں یہ اور بات ہے کہ وہ عناد سے تسلیم نہ کریں یا کسی قرآنی قانون کی من مانی صورت بنالیں۔ قرآن خدا کا کلام ہونے کے ثبوت میں کسی کے کہنے کا محتاج نہیں کہ دنیا کے معتبر لوگ کہیں کہ یہ کلام خدا ہے تو اس کا کلام کلام خدا ہونا ثابت ہو وہ خود آپ اپنی دلیل ہے۔ مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید۔

واللہ تعالیٰ ھو الموفق للصواب واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم و احکم۔

مسئلہ ۶

کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید ایک کافرہ کو جامع مسجد میں امام مسجد کی خدمت میں جو مولوی اور مفتی بھی ہیں مسلمان کرنے کی غرض سے لایا اور مسلمان کرنے کو کہا امام صاحب نے فرمایا بعد جمعہ مسلمان کرونگا حالانکہ جمعہ کی نماز میں اتنی تاخیر تھی کہ امام صاحب نے کچھ دیر بیٹھ کر بعدہ سنتیں پڑھیں اور نصف گھنٹہ وعظ فرمایا پھر خطبہ پڑھا زید نے کہا کہ کافرہ کو نہلا کر لایا ہوں ابھی مسلمان کر دیجئے تو وہ جمعہ بھی پڑھ لے امام صاحب نے فرمایا اسلام لانے کے بعد غسل اوس پر فرض ہے لہذا بعد جمعہ بہتر ہوگا۔ اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ بعد اسلام تجدید غسل فرض ہے یا نہیں نیز امام صاحب اس تاخیر کرنے میں حق بجانب ہیں یا نہیں بینوا توجروا

الجواب

زید اور اوس مولوی پر توبہ وتجدید اسلام وتجدید نکاح لازم۔ عورت نے زید سے جس وقت کہا تھا کہ میں مسلمان ہونا چاہتی ہوں اوسی وقت زید پر لازم تھا کہ وہ اوسے مسلمان کرتا۔ تفصیل سے تلقین اسلام پر اگر وہ قادر نہ تھا تو کلمہ طیبہ تو پڑھا سکتا تھا۔ اللہ عزوجل کی توحید اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رسالت کا اقرار تو لے سکتا تھا۔ یہ ایمان مجمل کی تلقین اوس کے اسلام کو کافی تھی اتنا کرنے کے بعد پھر عالم کے پاس لے جاتا کہ وہ مفصل تلقین کرتا۔ جتنی دیر اوس نے اوسے غسل کرایا پھر عالم کے پاس لے گیا اتنی دیر کا اوس کے ذمہ رضا بقاء الکفر کا الزام ہے۔ عالم کے پاس جب وہ پہنچی تھی عالم پر فرض تھا کہ فوراً اوسے مسلمان کرتا۔ زید نے تو ایک وجہ سے یہ تاخیر کی تھی مگر اس عالم نے بالکل بے وجہ تاخیر کی۔ اس پر اس زید سے زائد الزام ہے۔ زید پر تو حکم مختلف فیہ ہے مگر اس عالم پر حکم میں کوئی اختلاف نہیں معلوم ہوتا۔ اور عقلاً بھی اوس پر الزام بشدت ہے کہ جاہل کیلئے

جہل اگرچہ شرعاً عذر نہ ہو گر عقلاً عذر ہو سکتا ہے۔ نماز اگر قائم ہوتی جب بھی قطع صلاۃ کی اس اہم کام کیلئے شرعاً اجازت تھی۔ خلاصہ پھر شرح فقہ اکبر علی قاری میں ہے کافر قال لمسلم اعرض علی الاسلام فقال اذہب الی فلان کفر۔ شرح فقہ اکبر میں اس کی وجہ یہ لکھی لانہ رضی ببقائہ فی الکفر الی حین ملازمتہ العالم ولقائہ اولجہلہ بتحقیق الایمان بمجرد اقرارہ بکلمتی الشہادۃ فان الایمان الاجمالی صحیح اجماعاً وقال ابواللیث ان بعثہ الی عالم لایکن غیر العالم بما یحسنہ مالایحسن الجاہل فلم یکن راضیا بکفرہ ساعۃ بل کان راضیا باسلامہ اتم واکمل۔ (شرح فقہ اکبر صفحہ ۲۱۵) مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر میں ہے کافر جاء الی رجل وقال اعرض علی الاسلام فقال اذہب الی فلان یکفر وقیل لا۔ نورالایضاح اور اوسکی شرح مراقی الفلاح میں ہے یجوز قطعہا بسرقۃ مایساوی درہما اوطلب منہ کافر عرض الاسلام علیہ حاشیہ علامہ طحطاوی علی المراقی میں ہے انما ابیح لہ البقاء فی الصلاۃ لتعارض عبادتین ولا یعد بذلک راضیا ببقائہ علی الکفر بخلاف ما اذا اخرہ عن الاسلام وہو فی غیر الصلوٰۃ (ص ۲۴۵) امام ابن حجر مکی اعلام الاعلام بقواطع الاسلام میں فرماتے ہیں ومن المکفرات ایضا ان یرضی بالکفر ولوضمنا کان یسألہ کافر یرید الاسلام ان یلقنہ کلمۃ الاسلام فلم یفعل او یقول لہ اصبر حتی افرغ من شغلی اوخطبتی لوکان خطیبا (ص ۱۹) اوسی میں ہے، لوقال کافر لمسلم اعرض علی الاسلام فقال حتی اری او اصبر الی الغد اوطلب عرض الاسلام من واعظ فقال اجلس الی آخر المجلس کفر وقد حکینا نظیرہا عن المتولی (ص ۳۹) اوسی میں ہے قال لہ کافر اعرض علی الاسلام فقال لا ادری صفۃ الایمان او قال اذہب الی فلان الفقیہ (الی قولہ) ما ذکرہ فی المسئلتین الاولیتین ہو المعتمد کما قدمتہ بما فیہ لما مرانہ متضمن ببقائہ علی الکفر ولو لحظۃ والرضا بالکفر کفر۔ دونوں پر توبہ وتجدید ایمان وتجدید نکاح فرض ہے۔ کہ کفر متفق علیہ ومختلف فیہ کا اس بارے میں ایک ہی حکم ہے۔ مجمع الانہر میں فرمایا ماکان فی کونہ کفرا اختلاف یؤمر قائلہ بتجدید النکاح وبالتوبۃ والرجوع عن ذلک احتیاطا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کافر غیر جنبی اگر اسلام لائے تو بعد اسلام اوسے غسل مندوب ہے اوسپر واجب نہیں۔ اور اگر جنبی تھا اور اسلام لایا تو بعد اسلام اوسپر وجوب غسل میں اختلاف روایت ہے۔ ایک روایت میں واجب اور ایک میں واجب نہیں۔ ملتقی الابحر اور اس کی شرح مجمع الانہر میں ہے۔ یجب علی من اسلم جنبا۔ فی روایۃ عن الامام یجب علیہ الغسل اذا اسلم جنبا وجوبہ بارادۃ الصلوٰۃ وہو عندہا مکلف فصار کالوضوء ولان الجنابۃ صفۃ مستندامۃ ودوامہا بعد الاسلام کانشاءہا فیجب الغسل والا ندب ای ان اسلم ولم یکن جنبا فان الغسل مندوب لہ۔ اور یہاں تو وہ عورت نہلا دھلا کر لائی گئی تھی اب اسکے بعد بھی اوس پر

غسل فرض بتانا عجیب ہے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ اس عالم پر کتنے ہی الزام ہیں سب سے توبہ و رجوع لازم۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

جواب حق وصواب۔ ومجیب ومصیب مثاب ہے۔ بلاشبہ صورت مستفسرہ میں جبکہ زید سے صاف کہہ دیا تھا کہ عورت کو نہلا کر مسلمان کرانے لایا ہے کہ نماز جمعہ بھی ادا کرلے پھر کون وجہ اسے اسلام سے روکنے محروم رکھنے کی آہ! مفتی نے اتنی دیر اسے کفر پر رکھا اور کفر پر راضی رہا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ موت کا وقت معلوم نہیں کوئی حادثہ بالکہ پیش آجاتا اور عورت مرجاتی یا شیطان خناس کوئی وسواس اس کے دل میں پیدا کردیتا تو عورت جہنمیہ ابدیہ ہوکر مرتی اور نعمت اسلام سے محروم ہوجاتی اور یہ کفر زید اور مفتی صاحب کے نامۂ اعمال میں لکھا جاتا۔ ان مفت کے مفتی صاحب کو بفرض غلط اگر تلقین اسلام سے بھی کوئی اشد و اہم کام تھا تو کلمہ توحید کے دو حرف پڑھاتے کیا چھین پہر لگتے تھے کسی کے خواہش اسلام کے وقت تو نماز جیسی افضل و اہم عبادت کا توڑ دینا اور اسے مسلمان کرنا حسب تصریحات فقہائے کرام جائز ہے۔ پھر مسجد میں معطل بیٹھے رہنا اور سنتیں پڑھنا آدھ گھنٹہ خطبۂ جمعہ سے پہلے وعظ گوئی میں گزارنا کون اہم فریضہ تھا کہ دو حرف کلمہ شہادت کے نہ پڑھائے گئے اور پھر عذر بھی کتنا معقول کہ اسلام لانے کے بعد غسل اس پر فرض ہے۔ لہذا بعد جمعہ بہتر ہے سبحان اللہ اسلام بعد جمعہ بہتر ہے قبل جمعہ اچھا نہیں؟ اعوذ باللہ من همزات الشیاطین وان یحضرون۔ نہ عجیب منطق الطیر ہے۔ بریں عقل و دانش بباید گریست۔ غسل بالفرض اگر فرض تھا تو نماز کیلئے نہ اسلام لانے کیلئے۔ بغیر غسل اتنا ہی تھا کہ نماز ترک ہوتی کیا کلمہ پڑھنا بھی بے غسل کفر و حرام تھا؟ اور بعد اسلام اگر اس پر غسل فرض بھی ہوجاتا تو وہ فرض غسل ادا کرتی یا نہ کرتی مفتی صاحب پر تو اس تاخیر تلقین اسلام سے کفر لازم نہ آتا اور نجاست کفر سے تو وہ پاک ہوجاتی۔ پھر اتنا وقت بھی تھا کہ وہ فریضہ غسل بھی ادا کرلیتی۔ لطف یہ کہ یہ مسئلہ ہی غلط کہ پاک ہوکر بھی کوئی اسلام لائے تو اس پر بھی غسل فرض۔ وہ عورت نہا کر پاک ہوکر قبول اسلام کیلئے بقصد نماز آئی تھی اس پر کون حدث حکمی باقی تھا جس پر فرضیت غسل کا جبروتی حکم جڑ دیا گیا۔ عامہ کتب فقہیہ میں تصریح ہے کہ اسلام لانے سے پہلے اگر نہالیا اور پاک ہوکر قبول اسلام کیا تو دوبارہ نہانا ہرگز فرض نہیں۔ صرف نظافت کیلئے نہالے تو اچھا ہے۔ محبوب مندوب ہے فرض نہیں۔ درمختار میں ہے ان اسلم طاھرا فمندوب۔ علامہ شامی نے فرمایا ای من الجنابة والحیض والنفاس اما لو کان اغتسل او اسلم صغیرا فتامل۔ پھر علامہ عبد الغنی نابلسی نے تصریح نقل فرمائی دربارۂ اغتسالات اربعہ مذکورہ میں فرمایا حاصلہ انھم صرحوا بان ھذہ الاغتسالات الاربعة للنظافة لا للطھارة۔ یعنی نہا کر اسلام لانے اور پورے پندرہ برس کا ہوکر بالغ ہونے اور

نماز جمعہ و نماز عیدین کیلئے غسل بتصریح ائمہ محض نظافت کیلئے نہ بضرورت طہارت۔ علمار کرام نے سولہ چیزیں گنائیں۔ جن کے بعد غسل مستحب فرمایا۔ ایک انھیں میں سے یہی قبول اسلام بطہارت ہے۔ اور تصریح فرمادی کہ یہ سب غسل بغرض نظافت ہیں نہ بضرورت طہارت **مراقی الفلاح** اور **نورالایضاح** میں ہے و ندب الاغتسال فی ستة عشر شیئا لمن اسلم طاهرا الخ اس پر علامہ شرنبلالی نے فرمایا من اسلم طاهرا ای من جنابة او حیض و نفاس لتنظیف اثر ما کان منه۔ تو طہارت تو اسے حاصل تھی پھر کیوں اسے کلمہ نہ پڑھا کر جھوٹے حیلہ بہانوں سے شریک عبادت نہ ہونے دیا گیا۔ بہ نیت اسلام جو غسل ہوا اس سے ازالۂ حدث حکمی نہیں ہوتا جنابت و حیض و نفاس سے پاک نہیں ہوتا طہارت نہیں ہوتی نماز اس سے حرام ہے؟ لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ بالجملہ ظاہر اً قبول اسلام کے بعد ہرگز غسل فرض نہیں مفتی و مغلطی امام مرتکب حرام اور مستحق آثام۔ اسپر اور زید پر توبہ و تجدید نکاح و تجدید اسلام کا حکم ضرور صحیح و صواب، بلاشک بلا کلام۔ واللہ الموفق المنعام واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد حامد رضا خانصاحب غفرلہ قادری نوری

مسئلہ ۷۔

کیا فرماتے ہیں علمار دین و مفتیان شرع متین ایسی کتاب کے بارے میں جس کا مصنف اپنے کو عالم اہل سنت و جماعت کہتے ہوئے مندرجہ ذیل خیالات و عقائد کا اظہار کرے اور صحابہ کے متعلق یہ الفاظ استعمال کرے اور اون پر مصر ہو؟

(۱) "حق یہ ہے کہ ابو البشر کی اولاد میں حضرت علی جیسی صفات حسنہ مجتمعہ کا انسان پیدا ہی نہیں ہوا اس امر میں تو کوئی شبہہ نہیں کیا جا سکتا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد اہل بیت تمام صحابہ سے افضل و اعلیٰ تھے۔ اہل بیت کا انحصار موافق حدیث و تشریح آیۂ تطہیر و آیۂ مباہلہ جناب امیر و حضرت فاطمہ و حضرات حسنین میں ہے اہل بیت کے بعد یقینی و قطعی خلفائے ثلثہ تمام صحابہ سے افضل و اعلیٰ تھے۔

(۲) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مخالفین خصوصاً معاویہ اور اون کے ساتھیوں کو ہر بد سے بد فعل کو خالصاً لوجہ اللہ ثابت کرنے کی کوشش میں مصروف رہنا مقتضائے سنیت دے لیا گیا ہے۔

(۳) معاویہ نے سمجھ لیا کہ قیس دام میں نہ آئیں گے یہ جناب امیر کے سچے ہمدرد اور مطیع ہیں تب دوسرا جال پھیلایا۔ اون کے بعد عمرو بن عاص کی چالبازیوں نے خوب ترقی کی۔

(۴) حضرات طلحہ و زبیر کی شرکت نے آتش فتنہ و فساد کو اور بھی مشتعل کر دیا۔ آنحضرت کی صحبت حضرت معاویہ کو کم نصیب ہوئی تھی۔ اور اون کے فیض سے مستفیض ہونا یہاں بالکل مفقود تھا۔

(۵) حضرت امام حسن کی شہادت میں بھی مروان ملعون درمیانی ہے۔ یہ ذہنیت بجز معاویہ کے

اورکسی کی نہیں ہوسکتی۔ اگر معافیہ سے زائد مبتلائے معاصی کوئی شخص معاویہ کی جگہ پر ہوتا تب بھی امام حسن اس کو خلافت سپرد کر دیتے۔ معتبر تاریخیں معاویہ کے معائب سے بھری معلوم ہوتی ہیں۔ غرضکہ معاویہ کی دنیا طلبی نے دین سے چھڑا کر تمام رعایا کو دنیاوی خواہشات میں مبتلا کر دیا۔ مسلمانوں کو ان کے حال سے عبرت کرنا چاہئے اور خدا سے پناہ مانگتے رہنا چاہئے۔ جو واقعات جناب امیر کی خلافت میں پیش آئے اوس میں معاویہ کی خواہش حکومت میں جذبہ انتقام بھی پنہاں تھا۔ اسقدر مسلمانوں کا خون معاویہ نے محض حکومت حاصل کرنے کی خواہش میں کرایا تھا۔''

الجواب

وہ شخص باوصف ادعاء سنیت، نہ سنیت بلکہ ادعاء پیشوائی اہل سنت ایسے بے ہودہ اقوال کہتا ہے جنھیں مذہب رفض کی جان کہا جائے تو بجا جو روافض کا دین و ایمان ہیں۔ اوس شخص پر ان اقوال سے توبہ و رجوع لازم۔ اس کے اس قول نے کہ ابوالبشر کی اولاد میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسی صفات حسنہ مجتمعہ کا انسان پیدا ہی نہیں ہوا، حضرت سیدنا مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کو تمام صحابہ ہی نہیں جمیع انبیاء خود سرور عالم سید اعظم مولائے دوجہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر بھی بڑھا دیا۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی سید الانس والجان ہیں اور انہ اولاد کرام حضور ابوالبشر علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ اور اس قول میں ہے کہ مولیٰ علی جیسی صفات حسنہ مجتمعہ کا ابوالبشر کی اولاد میں کوئی انسان پیدا ہی نہیں ہوا۔ تمام صحابہ سے، حضرات شیخین کریمین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق اکبر و حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم بھی ہیں حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کو افضل بتانا ہی تضلیل بہ تفضیل کو کافی۔ تو یارب! ایسا قول جس میں اون کی تمام انبیاء پر بھی تفضیل نکلے کیسا کچھ ہوگا؟ اوس پر کیا حکم رب جلیل ہوگا؟ پھر ایسے سے حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نیز حضرت سیدنا طلحہ و حضرت سیدنا زبیر و حضرت سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر تبرا کی کیا شکایت؟ یہ شخص مدعی سنیت ہے اور نہیں جانتا کہ اہل سنت حضرات صحابہ کیساتھ کیسا ادب رکھتے ہیں اون کے آپس کے مشاجرات میں اپنی کیا روش رکھتے ہیں۔ بحمد اللہ تعالیٰ ارباب سنت افراط و تفریط دونوں بلاؤں میں مبتلا نہیں، دونوں سے پاک ہیں۔ نہ وہ حضرت مولیٰ علی کی اسے محبت جانتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اصحاب، حضرت سیدنا مولیٰ علی کے احباب سے کسی کی تنقیص کریں کہ مولیٰ علی کا دامن تھامنے کے مدعی بنیں اور اوروں کو چھوڑ کر لقب رافضیہ اختیار کریں۔ نہ اوروں کی اس میں محبت مانتے ہیں کہ معاذاللہ مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی اہانت کریں اور دائرۂ مذہب مہذب سے قدم باہر رکھکر خارجی کہلائیں۔

حسن سنی ہے پھر افراط و تفریط اس سے کیونکر ہو ✽ ادب کے ساتھ رہتی ہے روش ارباب سنت کی

باپ چچا کی لڑائی میں باپ کی طرف ہوکر چچا کے ساتھ گستاخی کرنیوالا چچا کو گالیاں دینے والا کسی ذی عقل کے نزدیک راہ صواب پر نہیں ہوسکتا اگرچہ چچا خطا پر ہو خصوصًا ایسا جس کی پیدائش سے قرنوں پہلے جنگ ہوچکی ہو جس کے حالات جس کے وجوہ وعلل واسباب سے یہ محض بے خبر ہو قطعی طور پر کوئی خبر اوسے نہ پہنچی ہو نہ پہونچ سکتی ہو۔ یہ محض اپنے تعلق کی بنا پر باپ کو مظلوم چچا کو ظالم باپ کو حق پر چچا کو ناحق پر بتائے چچا کو گالیاں سنائے۔ یا محض اس لئے کہ اکثر لوگ باپ کو حق پر بتاتے ہیں چچا کو خطا پر چچا کی نیت پر حملہ کرے اور برا کہے۔ تو ان ائمہ دین واعاظم ملت کے باہمی مشاجرات میں کسی ایک طرف ہوکر دوسرے سے تبری، ایک جانب ہوکر دوسرے پر تبرا کیوں کر روا ٹھہریگا اور کیوں کر سخت تر تبرا نہ ہوگا۔ کیا اللہ عزوجل معاذ اللہ اون کے مشاجرت سے واقف نہ تھا جس نے سب سے بھلائی کا وعدہ فرمالیا جو قبل فتح ایمان لائے۔ اور جو بعد فتح۔ کہ فرمایا وکلا وعد اللہ الحسنیٰ، جس نے ارشاد کیا رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ اللہ اون سے راضی ہے اور وہ اللہ سے راضی۔ وہ عالم الغیوب والشہادۃ عزجلالہ جب انکی تمام کیفیات سارے حالات معاملات مشاجرات، ان کی نیات وخطرات سب سے واقف ہے۔ اور جو کچھ جس نیت سے جس سے ہوا اوس سب کا عالم ہے۔ اور پھر فضل صحبت کی بنا پر اپنے فضل وکرم سے ان سے بھلائی کا وعدہ فرماچکا ہے تو پھر کسی کو اون پر نکتہ چینی کا کیا موقع ہے۔ اون کے اعمال پر اعتراض کرنے کا کیا منہ ہے۔ صحابہ کو معصوم کون کہتا ہے۔ معصوم نہ حضرت معاویہ تھے نہ اور حضرات نہ مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ یا یہ مدعی پیشوائے اہل سنت حضرت مولیٰ علی کو روافض کی طرح معصوم جانتا ہے۔ اور حضرت معاویہ وغیرہ کو غیر معصوم۔ اگر ایسا ہے تو اوس کا سنی ہونا معدوم۔ اس تبرا کو تو کسی طرح اسپر محمول کرلیا جاتا کہ ناواقفی سے ایسے کلمات لکھدیئے۔ روافض کی صحبت، اون کی کتابوں کے مطالعہ کا یہ نتیجہ ہوا مگر اسے کاہے پر محمول کیا جائے؟ اللہ اللہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو ارشاد فرمائیں اللہ اللہ فی اصحابی لاتتخذوھم غرضا من بعدی فمن احبھم فبحبی احبھم ومن ابغضھم فببغضی ابغضھم ومن اذاھم فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ ومن اذی اللہ تعالیٰ یوشك ان یاخذہ اور یہ مدعی پیشوائی اہل سنت امیر معاویہ حضرت طلحہ وغیرہ سے یہ بغض رکھیں۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو ارشاد فرمائیں من سب اصحابی فعلیہ لعنۃ اللہ والملائکۃ والناس اجمعین۔ نیز فرمائیں من سب اصحابی جلد اور یہ عالم اہل سنت کہلانے والے اجلہ صحابہ کو یوں گالیاں دیں۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو فرمائیں لا تسبوا احدا من اصحابی فلو ان احدکم انفق مثل احد ذھبا ما ادرك مد احدھم ولا نصیفہ نیز حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہوا لا تسبوا اصحاب محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فلمقام احدھم ساعۃ (مع النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) خیر من عمل احدکم اربعین سنۃ۔ ایک روایت

میں ہے خیر من عبادۃ احد کم عمرہ ۔ اور یہ مدعی صاحب ایک حضرت معاویہ ہی نہیں اور بھی کتنے صحابہ عظام پر تبرا بازیاں کریں ۔ ع ۔ ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا ۔ حضرات اہل بیت طہارت و اصحاب سرکار رسالت علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ سے ہماری محبت اون کی ذوات ونفوس کی حیثیت سے نہیں بلکہ اس لئے ہے کہ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اہل بیت و اصحاب ہیں ۔ تو ہمارے نزدیک جو محب جان نثار سرکار بسر سرکار ہوگا وہ اون سب کا محب و دوست دار ہوگا ۔ اور جو اون میں کسی سے بغض رکھے گا ظاہر ہوگا کہ وہ اوس سرکار ابد قرار علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی سے بغض رکھتا ہے ۔ یہ میں نہیں کہتا ابھی خود ارشاد حدیث سے معلوم ہو چکا تو جو حضرت سیدنا مولی علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی محبت وعظمت کا اظہار کرتا ہے اور حضرت امیر معاویہ وغیرہ سے سوء رکھتا ہے وہ حضرت علی کی ذات بابرکات سے محبت کا مدعی ہے ۔ مولی علی بن ابی طالب کا دوست دار ہے ۔ نہ مولی علی اخ الرسول کا ۔ وھذا معنی قول المولوی مولانا جلال الدین الرومی قدس سرہ فی المثنوی

اے گرفتارِ ابوبکر و علی تو چہ دانی سرِ حق کہ غافلی

کما فی المعتمد المستند لشیخنا المجدد سیدنا الوالد الماجد قدس سرہٗ ۔ عجب اوس عالم اہل سنت کہلانے والے بزرگ سے جسے نہ مذہب اہل سنت کی خبر نہ مسلک اہل سنت معلوم ۔ مولی علی کی تعریف پر آئے تو اونھیں خلاف مذہب اہل سنت بے شبہہ تمام صحابہ سے مطلقا افضل واعلی بتا دیا کہ دائرۂ مذہب اہلسنت سے نکل کر مذہب تفضیلیہ میں قدم رکھدیا ۔ بلکہ اوس قول نے انھیں برخلاف اسلام سیدالانبیاء سے بھی بڑھا دیا ۔ حضرت امیر معاویہ پر نزلہ گرا تو اونھیں کیا اور کیا کہہ ڈالا ۔ مروان کو تو ملعون تک کہا ۔ کیا سنیوں کا یہی مذہب ہے ۔ سنیوں کا یہی مسلک ہے ؟ کوئی مسلمان کیسا ہی فاسق وفاجر ہو سنی مسلمان کے نزدیک تو اوس پر لعنت جائز نہیں ۔ بلکہ کسی خاص کافر کو بھی ملعون کہنا نہ چاہئے سوا اون کفار کے جن کا کفر پر خاتمہ قطعًا معلوم ہولیا جیسے ابوجہل یہ تو جو کچھ تھا مگر ۔ ع پتھر کے تلے دبا ہے دامن ۔ حضرت امیر معاویہ پر جو طعن اچھل اچھل کر کئے گئے ہیں ۔ پھر حضرت سیدنا امام حسن ، ان طاعن صاحب کی عنایات دشمن سے کیوں کر بچ سکتے ہیں کہ انھوں نے ایسے اور ایسے کو خلافت دیدی ۔ اور معاذاللہ ، اسلام و مسلمین کیساتھ خیانت کی بلکہ خود حضور تک یہ طعن پہنچے گا کہ حضور نے امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس تفویض امامت بامیر معاویہ کو پسند فرمایا ۔ معاذاللہ ایسے بدافعال مفتن مفسد ، عیبی فریبی دھوکہ باز حیلہ ساز ، مبتلائے معاصی ، دنیا طلب ، خود مطلب ، اپنے مطلب کیلئے مسلمانوں کے خون بے دریغ بہانے والے مسلمانوں کو دین سے چھڑا کر دنیادی فاحشات میں مبتلا کرنے والے کو امام حسن نے خلافت دی اور حضور اوسے پسند فرماتے ہیں ۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم

یوں نظر دوڑے نہ برچھی تان کر ✻ اپنا بیگانہ ذرا پہچان کر

اون صاحب مدعی صحابہ نے تو صاف کہدیا کہ اگر معاویہ سے زائد مبتلائے معاصی کوئی شخص معاویہ کی جگہ پر ہوتا تب بھی

امام حسن اون کو خلافت سپرد کر دیتے۔ یہ مدعی صاحب اسے امام حسن کے حق میں تبرا نہ جانیں مگر زمانہ تو اسے تبرا ہی جانے گا کہ اتنی عظیم امانت ایسا عظیم مرتبہ مسلمانوں کی جانوں تک کا فیصلہ، اسلام کا بڑے سے بڑا چھوٹے سے چھوٹا، نازک سے نازک معاملہ، اہم سے اہم فیصلہ ایک خائن ایک فاسق ایک فاجر اور چنیں وچناں کے سپرد کر کے خود چین کی زندگی گزارنے، سکھ کی نیند سونے کو سبکدوش ہوں۔ ایک فاسق کی زبان سے مدح کرنے یا کسی طرح کوئی تعظیم کرنے پر تو حدیث میں فرمایا اذا امدح الفاسق غضب الرب و اهتز لذلك العرش۔ یارب اس قدر اعظم عزت وعظمت، ارفع مرتبت دینا، مسلمانوں کی سب سے اعظم سیادت، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نیابت وخلافت بخشنا یہ کیونکر کس طرح روا ہو سکتا ہے؟ خصوصاً امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک، وہ اسے اپنے لئے کیوں کر جائز رکھتے۔ اور پھر اس الزام کا کیا جواب ہوگا کہ بڑے بھائی نے باوجود قوت وشوکت وشش ماہہ خلافت یہ کیا کہ خود پناہ بخدا ایک ایسے ویسے کو خلیفہ کر بیٹھے اور اون کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ اور چھوٹے بھائی صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے اور اپنے بچوں اور عزیزوں سب کی جان پر بنوالی مگر یزید کی بیعت ہی نہ کی۔ اب دونوں میں سے ایک پر تو مدعی صاحب ضرور الزام رکھیں گے۔ اون کے نزدیک جب امام حسن حضرت معاویہ سے زائد... کو دے سکتے تھے اور حضور نے امام حسن کی اس بات پر کہ اونھوں نے خلافت حضرت معاویہ کے سپرد کر دی اون کی تعریف فرمائی تو امام حسین کو یہی راہ چلنا تھی جس کی حضور نے تعریف فرمائی تھی۔ خصوصاً ایسی حالت میں کہ وہ ایک آن کو بھی خلیفہ نہ ہوئے تھے اور یہ ظاہری شوکت وقوت کے سامان نہ رکھتے تھے۔ اس میں وہ اور اون کے بچے اور اہل خاندان اور مسلمان ہمراہی سب محفوظ رہتے۔ کاہے کو اپنے ہاتھوں یہ مصیبتیں اپنے سر لیں۔ اور اگر امام حسین نے جو کچھ فرمایا وہی انھیں کرنا تھا۔ وہی اون کی شان رفیع کے لائق تھا۔ ایک فاسق فاجر سے اون کی بیعت دین میں رخنہ ہوتی۔ بیعت نہ کرنے پر اپنی اور اپنے بچوں اور ہمراہیوں کی جان مال پر بنی جو بنی، بیعت کر لیتے تو جان، دین وایمان پر بری بنجاتی۔ تو امام حسن نے کیوں عند المدعی ایک فاسق فاجر کو خلافت سونپ دی؟ وہ بھی لڑنے کی پوری قوت رکھتے ہوئے۔ یا حضرت شاہزادہ گلگوں قبا مظلوم کربلا سیدنا امام حسین شہید جور وجفا، ایک بے نظیر شجاع، بے مثل جری ودلیر، نہایت بلند پایہ اعلیٰ درجہ کے بہادر تھے۔ اور معاذ اللہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ... ... تھے۔ واستغفر اللہ العلی العظیم۔

ان دونوں شہزادگان کے عمل در آمد ہی نے فیصلہ کر دیا کہ یزید علیہ ما علیہ فاسق فاجر مرتکب کبائر تھا اور نالائق ونا اہل خلافت۔ اور حضرت سیدنا امیر معاویہ خلافت کے اہل۔ یوں ہی حضرت شہزادہ کلاں نے اون کے سپرد فرمادی اور شہزادہ خورد نے یزید کے ہاتھ پر بیعت بھی اپنے لئے جائز نہ رکھی۔ مدعی صاحب اگر ان صاحبزادگان سرکار ذیشان کے اس عمل ہی پر نظر غور وتامل کریں تو گریباں میں منہ ڈالیں کہ انھوں نے کس پر تبرا کیا ہے اور کس عظیم کو کیا کیا کہا ہے؟

ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ یہ مدعی صاحب جو روافض سے سیکھ کر حضرت امیر معاویہ وغیرہ کبار صحابہ پر تبرا کی بوچھار کر رہے ہیں کیا خارجیوں کے مطاعن کے جواب کو بھی تیار ہیں۔ جیسے بے ثبوت دعوے انھوں نے کئے ہیں وہ حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الاسنی کیلئے انھیں کو دہرا دیں گے تو کیا جواب ہوگا؟ کیا وہ نہیں کہہ سکتے کہ قتل حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پناہ بخدا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے مشورہ سے ہوا۔ انھوں نے ہی ساری کارروائی کرائی، دل سے حکومت کے طالب رہے اور اوس کے لئے یہ کچھ کیا مگر زبان سے تقیۃً انکار ہی کرتے رہے۔ یوں ہی ہر ہر بات اگر خارجی، حضرت مولیٰ علی کے لئے بکے تو اوسکی زبان کون روک لیگا؟ رہا ثبوت تو جیسے تم اس سے بے نیاز بنے ہو ایسے ہی وہ بھی۔ تم نے اٹکل پچو کچھ جھوٹے دعوے کر دیئے اور حضرت معاویہ وغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے جو سوء رکھتے ہو اس کی کچھ بھڑاس نکال لی۔ یوں ہی وہ بھی یہ بے سر و پا باتیں اپنے جلے دل کے پھپھولے پھوڑنے کو کہہ جائگا۔ اے پیشوائے اہلسنت کے مدعی مذہب و مسلک اہل سنت پہلے تو معلوم کر لیا ہوتا پھر ہی عالم اہلسنت کا جلیل لقب اختیار کیا ہوتا۔ تمام کتب اہلسنت دیکھ جائیے تمام صحابہ کا تزکیہ کرتے ہیں۔ سب کو عدول بتاتے ہیں اور اس تزکیہ صحابہ کو اپنا مذہب ٹھہراتے ہیں۔ مولیٰ تعالیٰ ان صاحب کو علم دے اور اوس پر عمل کی توفیق۔ اور سچا سنی عالم بنائے۔ آمین۔ واللہ ہو الموفق۔ سوال نمبر ایک میں جو اوسکی عبارت نقل کی گئی ہے وہ صراحۃً حضرت مولیٰ علی نیز تمام اہل بیت کو خلفا، سے افضل و اعلیٰ بتا رہی ہے شیخین پر حضرت مولیٰ علی کو جو تفضیل دی عجب کہ وہ کیونکر مدعی پیشوائی اہلسنت ہو سکتا ہے وہ روافض کا پیشوا اگر اپنے آپکو کہے تو بجا ہے۔ اہلسنت کے نزدیک تو یہ تفضیل کھلی گمراہی اور رفض کی پہلی سیڑھی ہے۔ وہ کتاب ہرگز کسی سنی کے مطالعہ کے قابل نہیں۔ اوس سے تو رافضی ہاتھوں ہاتھ لیں گے۔ مولیٰ عزوجل سنیوں کو اوس تبرا کی پوٹ سے محفوظ رکھے۔ واللہ الہادی وھو تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۳۰

مسلمانوں کو کافر کہنا کیسا ہے۔ مثلاً وہابڑے بھی تو مسلمان کہلاتے ہیں بعض کہتے ہیں کسی کو برا کہنا نہیں چاہئے؟

الجواب

وہابی مسلمان نہیں۔ مسلمان کو کافر کہنا بہت سخت شدید جرم عظیم ہے۔ خود اپنے اوپر بے وجہ کی تکفیر عود کرتی ہے۔ جو کہتے ہیں کسی کو برا نہ کہنا چاہئے وہ اوسی وقت تک کہہ رہے ہیں جب تک ان کا معاملہ نہیں۔ انھیں یا ان کے باپ بھائی یا کسی عزیز کو کوئی "تم" سے "تو" کہدے بلکہ آپ سے تم کہدیں تو دیکھیں کہ کیسے آپے سے باہر ہوتے ہیں۔ قرآن و حدیث تو کافروں کو کافر فرمائیں اور یہ ایسا کہیں۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۹

اللہ تعالیٰ کو خدا کہنا درست ہے یا نہیں ؟

الجواب

اللہ عزوجل پر ہی خدا کا اطلاق ہو سکتا ہے ۔ اور سلف سے لیکر خلف تک ہر قرن میں تمام مسلمانوں میں بلا نکیر اطلاق ہوتا رہا ہے ۔ اور وہ اصل میں "خود آ" ہے جس کے معنیٰ ہیں وہ جو خود موجود ہو کسی اور کے موجود کئے موجود نہوا ہو ۔ اور وہ نہیں مگر اللہ عزوجل ہمارا سچا خدا ۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۔

مسئلہ ۱۰

اللہ تعالیٰ کو اللہ میاں کہنا درست ہے یا نہیں ؟ جو اللہ میاں کہتے ہیں اون پر کس قدر گناہ ہے ؟

الجواب

اللہ تعالیٰ ، اللہ عزوجل ، اللہ عزجلالہ ، اللہ سبحانہٗ ، اللہ عز شانہ ، یا جل شانہ وغیرہ کہنا چاہئے ۔ میاں نہ کہنا چاہئے ۔ عوام میں یہ لفظ بولا جاتا ہے ۔ اس سے انھیں احتراز کرنا چاہئے ۔ تفصیل کے لئے احکام شریعت دیکھیں ۔ اوس میں اعلیحضرت قدس سرہٗ نے مفصل تحریر فرمایا ہے ۔ گناہ نہیں مگر یہ لفظ اسکی جناب میں بولنا بُرا ہے ۔ اس کی شان و عزت کے لائق نہیں ۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۔ ۱۳۵۲ھ

مسئلہ ۱۱ ۔ از تودہ جوریاں ڈاکخانہ ایزٹ نگر ضلع بریلی مرسلہ مسلمانان قصبہ مذکورہ ۔ ۱۱ جمادی الآخرہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک پیرجی اپنے مریدوں کو اس بات کی تعلیم دیتا ہے کہ قرآن شریف کا چالیس پارہ تھا ۔ دس پارہ فقیروں نے چاٹ لیا ہے ۔ آیا اس پیرجی کے متعلق شریعت و معرفت میں کیا حکم ہے ؟ بینوا بالدلیل وتوجروا

الجواب

وہ جاہل پیر روافض کا ہمنوا و ہمسر ہے ۔ اسپر اپنے اس گندہ عقیدہ سے توبہ فرض ہے بعد توبہ و تجدید ایمان تجدید نکاح بھی اگر بیوی رکھتا ہو کرے ۔ قرآن اللہ عزوجل کی وہ مبارک کتاب ہے جسمیں کمی و بیشی، تغییر و تبدیل سے حفاظت و صیانت کا خود اوسی نے اسی قرآن میں وعدہ فرمایا ہے وَاِنَّا لَہٗ لَحَافِظُوْنَ اور فرمایا لَا یَاْتِیْہِ الْبَاطِلُ مِنْ بَیْنِ یَدَیْہِ وَلَا مِنْ خَلْفِہٖ اوس جاہل نے روافض کی طرح وہ بک کر کہ چالیس پارے تھے ۔ دس پارے کم ہو گئے قرآن کے محفوظ ہونے کا انکار کیا ۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم ۔ واللہ تعالیٰ الہادی والموفق ۔

مسئلہ ۱۲ ۔ از موضع ادری محلہ ملا ہا ضلع اعظم گڈھ مرسلہ مولوی حکیم عبدالسلام صاحب سلمہٗ ۔ ۲۰ جمادی الآخرہ ۵۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید نے چند لوگوں کے سامنے کہا بلکہ اوس کی تحریر و دستخطی بھی بندہ کے پاس موجود ہے، کہ مجھے رسول بالمعنی القاصد کہہ سکتے ہیں۔ اب شریعت ایسے شخص کے بارے میں کیا حکم دیتی ہے۔ حالانکہ یہ شخص کوئی جاہل بے علم نہیں بلکہ شرح وقایہ، شرح جامی، قطبی وغیرہ پڑھتا ہے۔ کیا ایسا شخص اس کہنے سے ایمان سے خارج نہ ہوگیا اور کافر نہ ہوا؟ گوکہ اس نے اپنے کو رسول بالمعنی المذکور ہی کہا ہے۔ کیا کسی کو رسول بمعنی مذکور کہہ سکتے ہیں۔ اگر کہہ سکتے ہیں تو پھر لاکھوں کروروں رسالت کا دعویٰ بمعنی مذکور کر سکتے ہیں تو پھر لاتعد ولاتحصیٰ رسول دنیا کے اندر موجود ہو سکتے ہیں۔ اور کیا زید کی بی بی اوس کے نکاح سے خارج ہوگئی اور اوس کو دوبارہ عقد وتجدید اسلام کی ضرورت ہے؟ صاف صاف جواب عنایت فرمائیں اور بادشاہ حقیقی سے اجرعظیم کے مستحق بنیں۔ بینوا بالکتاب مفصلا وتوجروا یوم الحساب کثیرا۔

الجواب

اگر کوئی رسول کو اللہ عزوجل کی طرف مضاف کرکے اپنے کو یا کسی غیر رسول کو رسول اللہ کہے اور کہے میں نے اس سے قاصد وپیامی ہونے کا ارادہ کیا تھا اوسکی یہ تاویل مردود ہوگی ہرگز نہ سنی جائیگی کہ صریح لفظ میں تاویل کا دعویٰ زنہار مسموع نہیں۔ ورنہ کوئی کفر کفر نہ رہے اپنے آپ کو خدا کہے اور ارادہ بتائے کہ میں نے یہ ارادہ کیا تھا میں خود آیا ہوں۔ خلاصہ وفصول عمادی وجامع الفصولین وفتاوی عالمگیریہ وغیرہ کتب معتمدہ میں ہے واللفظ للعمادیۃ قال انا رسول اللہ اوقال بالفارسیۃ مَنْ پیغمبرم یُرِیدُ بِہٖ مَنْ پیغام مِی برم یکفر علماء ایسی تاویل کی نسبت فرماتے ہیں لا یقبل (شفاشریف) نیز فرماتے ہیں ھو مردود عند القواعد الشرعیۃ (شرح الشفا للملا علی قاری) اور فرماتے ہیں لا یلتفت لمثلہ ویعد ھذیانا (نسیم الریاض شرح شفا قاضی عیاض)، یوں ہی ہماری زبان میں بے اضافت اگر مثلاً زید کہیں کہ میں رسول ہوں یا وہ رسول ہے عمادیہ وغیرھا کی عبارت پھر دیکھئے (اوقال بالفارسیۃ من پیغمبرم الخ) ہاں غیر مولیٰ تعالیٰ کی طرف اس لفظ کی جب اضافت ہوتی ہے تو وہاں اس لفظ کے لغوی معنی ہی مراد ہوتے ہیں اور یوں بھی اوس کا استعمال شائع ہے۔ خود احادیث میں بھی موجود ہے۔ اردو میں بھی اگر کوئی یوں کہے کہ میں فلاں شخص کا رسول ہوں۔ اور قاصد کا ارادہ کرے تو اس میں کوئی محذور نہ ہوگا۔ اگر شخص مذکور نے اس سے کہ "مجھے رسول بالمعنی القاصد کہہ سکتے ہیں" یہی ارادہ کیا تھا کہ غیر مولیٰ تعالیٰ کی جانب مضاف کرکے جب تو ٹھیک ہے۔ (اسے بھی رسول زید یا عمرو یا بکر وغیرہ اگر کوئی کہے تو مواخذہ نہ ہوگا۔ اور اگر اس کی یہ مراد نہ تھی تو اوسے توبہ چاہئے اور تجدید ایمان وتجدید نکاح بھی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۳۲ ۔ از ڈیرہ غازی خاں بلاک نمبر ۱۲ مرسلہ حافظ محمد حبیب اللہ صاحب تاجر کتب۔

مکرم معظم جناب حضرت مولانا و بالفضل اولنا دام ظلہم بہ کا تہم علی سائر المسلمین بعد از تسلیم نیاز آں کہ شہر ڈیرہ غازی خاں میں ایک شخص بنام عبید اللہ علوم شرعیہ سے بے بہرہ ہے اور اخبار و رسائل مبتدعین کا مطالعہ کر کے امور حسب ذیل کا اعتقاد رکھ کر لوگوں میں ترویج دیتا ہے :

(۱) جن الفاظ کو علمائے کرام باعث سوء ادب یا موہم سوء ادب فرماتے ہیں اون کا اطلاق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر بلا تحاشا بولنا، اپنا ایمان سمجھتا ہے۔ بلکہ منع کرنے والوں کو کمال گستاخی سے ذکر کرتا ہے اور کہتا ہے حقیقت محمدی بشریت ہے۔

(۲) صوفیہ کرام کو فرقہ غالیہ کے ساتھ نامزد کر کے ان کو کبھی یہود و نصاریٰ کا فر اور کبھی ابن سبا یہودی کا اخص الخواص سے تعبیر کرتا ہے۔

(۳) صوفیہ کرام خصوصاً وجودیہ عظام کے کلمات نہ سمجھ کر ان کو اہل شرک سے سمجھتا ہے۔

(۴) اطاعت رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو حقیقۃً اطاعت اللہ تعالیٰ نہیں سمجھتا۔

(۵) آیات شریفہ و احادیث کریمہ کے معانی غلط لکھکر، مولویوں کا نام مصنوعی لکھ کر لوگوں کو دھوکہ دیتا ہے۔

(۶) فتویٰ لکھ کر مولویوں کا نام مصنوعی لکھکر مسلمانوں کو غلطی میں ڈالتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ بنابریں التماس ہے کہ ایسا شخص مومن صالح ہے یا فاسق؟ اور اوس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہ؟ اور اوس کے ساتھ تعلقات برادرانہ یا دوستانہ رکھنا جائز ہے یا نہیں؟ فقط۔

الجواب

بیشک حضور علیہ الصلاۃ والسلام بشر ہیں مگر لا کالبشر۔ اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ بے نظیر و بے ہمتا نے اپنے اس حبیب و محبوب طالب و مطلوب رسول اکرم سید بنی آدم سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بے نظیر اور بے مثیل و بے عدیل و یکتا و بے ہمتا مبعوث فرمایا اوس جانِ ایمان و ایمان جان کو وہ صفات کمالیہ عطا فرمائے جن میں اوس کا شریک کسی کو نہ فرمایا اپنی ہر صفت کا مظہر اتم اپنی ذات متجمع الصفات کا آئینۂ اجلیٰ بنا کر بھیجا۔ خود وحدہٗ لاشریک لہٗ ہے تو اپنے اس حبیب پاک صاحب لولاک کو بھی اوس کی صفات میں وحدہٗ لاشریک ہی بنایا۔ پاکی ہے شریک سے اوس سبوح و قدوس واحد و یکتا بے نظیر و بے ہمتا وحدہٗ لاشریک لہٗ جل جلالہٗ و عز شانہٗ تبارک و تعالیٰ کو جس نے اپنے اس سب سے اعلیٰ محبوب کو ایسا واحد و یکتا بے نظیر و بے ہمتا عدیم المثل فی الصفات العلیا کو بھی شریک سے منزہ و پاک فرمایا۔ امام محمد بوصیری قدس سرہٗ فرماتے ہیں ؎

منزہ عن شریك فی محاسنه فجوهر الحسن فيه غير منقسم

سوء ادب سخت بدنصیبی ہے۔ توہین کرنیوالا تو بالاتفاق کافر ہے۔ از راہ توہین بشر بشر کرنے والا وہابی،

انھیں کافروں کی طرح ہے جو انبیاء کو بشر بشر کہتے تھے۔ مثنوی شریف میں حضرت عارف رومی قدس سرہٗ فرماتے ہیں ؎

کافراں دیدند احمد را بشر * چوں ندیدند ازوے آں شق القمر
خاک زن بر دیدۂ حس بین خویش * دیدۂ حس دشمن عقل است و کیش
دیدۂ حس را خدا اعماش خواند * بت پرستش خواند چند ماش خواند
زانکہ او کف دید دریا را ندید * زانکہ حالی دید و فردا را ندید
خواجۂ فردا و حالی پیش او * او نمی بیند ز گنجی خیر بتو
ذرۂ زاں آفتاب آرد پیام * آفتاب آں ذرہ را گردد غلام
قطرۂ کز بحر وحدت شد سفیر * ہفت بحر آں قطرہ را باشد اسیر
گر کف خاکی شود حالاک او * پیش خاکش سر نہد افلاک او

قرآن عظیم نے اس بشر ہی کہنے کے سبب ان پر قیامت قائم فرمائی۔ حیث قال عزّ من قائل قالوا ما انتم الا بشر مثلنا وما انزل الرحمٰن من شیئ ۔ وقال جل جلالہٗ وعم نوالہٗ
حضرت عارف نامی مولانا جامی قدس سرہ السامی کا ارشاد گرامی ہے ؎
تو جان پاکی سر بسر نے آب و خاک اے نازنین * واللہ ز جان ہم پاک تر روحی فداک اے نازنین
یہ ہے کہ جیسے کہا جاتا ہے کہ حضور سرقدرت ہیں۔ حضور جیسے ہیں ان کی حقیقت تک کسی کو رسائی نہیں۔ خود ارشاد فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ اور کس سے؟ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جنھیں سب سے زائد حضور کی معرفت حاصل ہوئی یا ابا بکر لم یعرفنی حقیقۃ غیر ربی ۔ امام عارف باللہ سیدی عبدالرؤف مناوی قدس سرہٗ تیسیر شرح جامع صغیر میں زیر حدیث کنت اول الناس فی الخلق وآخرھم فی البعث ۔ فرماتے ہیں بان جعلہ اللہ حقیقۃ تقصر عقولنا عن معرفتھا نیز اسی میں فرمایا لم یدرک الانبیاء حقیقۃ صفاتہ علیہ الصلوٰۃ والسلام فکیف بغیرھم ۔ اسی لئے فقیر نے ایک غزل نعت میں عرض کیا ہے ؎
کوئی کیا جانے جو تم ہو خدا ہی جانے کیا تم ہو * خدا تو کہہ نہیں سکتے مگر شان خدا تم ہو
ایک دوسری غزل میں عرض کیا ؎
حقیقت سے تمہاری جز خدا اور کون واقف ہے * کہے تو کیا کہے کوئی جنہیں تم ہو جناں تم ہو
مگر اس کے یہ معنی نہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خدا ہیں یا خدا ان میں حلول کئے ہے۔ حلول و اتحاد سرا الحاد ہے اس کا کوئی مسلمان رہ کر قائل نہیں ہو سکتا۔ اور شامت نفس سے کوئی قائل ہو تو مسلمان نہیں رہ سکتا۔ حضور علیہ الصلاۃ والسلام مظہر ذات الٰہی ہیں۔ حضور کی بشریت عظمیٰ سے ہماری بشریت کو کیا نسبت؟ تو جو اپنی طرح انھیں بشر جانتا ہے اس سرکار سرّ ہر کار کی شان رفیع گھٹاتا ہے اور کھلی توہین کرتا ہے۔ والعیاذ باللہ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) حضرات صوفیہ کرام کو ایسا کہنے والا خود ہی ایسا ہے۔ اوس پر توبہ لازم ہے۔ خدا اوسے ہدایت بخشے۔ توفیق توبہ دے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۳) حضرات صوفیہ کرام کو اون کا کلام نہ سمجھ کر انھیں مشرک کہنے والا اس سے ڈرے کہ معاذ اللہ اوس کا خاتمہ بُرا ہو اور وہ اس وبال میں مشرک ہو کر مرے۔ زمانہ حال کے جہّال، صوفی بننے والے متصوفہ نقال کی بعض تمامتر بیہودہ ہزلیات اور واہی تباہی سفہی کلیات کا حکم آخر ہے۔ نہ وہ حضرات صوفیہ میں داخل نہ اون کے کلمات کو کلمات صوفیہ کرام کا حکم شامل۔ بلکہ اگر جاہل، صوفی بننے والا حضرات صوفیہ کے وہ کلمات جو اون کی اصطلاح پر بالکل حق وصدق ہیں۔ بے سمجھے۔ بکے۔ اور اون کے ظاہری معنی مراد لے تو زندیق ہے۔ کہ صوفی محقق ہے۔ اور اوس کا جاہل مقلد نقال زندیق۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۴) جو ایسا ہے کافر ہے کہ قرآن اطاعت رسول کو اطاعت الٰہی فرمارہا ہے کہ فرماتا ہے من یطع الرسول فقد اطاع اللہ۔ یہ آیت اگر نازل نہ ہوئی ہوتی جب بھی اطاعت رسول قطعًا اطاعت الٰہی تھی کہ رسول کی اطاعت یونہیں کی جاتی ہے کہ وہ اللہ کا رسول ہے۔ نیز اللہ عزوجل نے رسول کی اطاعت کا حکم دیا ہے اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ۔ پھر اگر حضور کی اطاعت کو غیر اطاعت الٰہی جانتا ہے تو فرض بھی مانتا ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو کافر ہے کہ قرآن عظیم نے اون کی اطاعت فرض فرمائی۔ کہ ارشاد ہوا " اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو۔ اور اگر فرض مانتا ہے اور اوسے غیر اطاعت خداوندی مانتا ہے تو بھی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۵) جو ایسا کرتا ہے مستحق نار مستوجب غضب جبار مبتلائے قہر قہار ہے۔ قرآن عظیم فرماتا ہے لا تفتروا علی اللہ کذبًا فیسحتکم بعذاب اور فرماتا ہے انما یفتری الکذب الذین لا یؤمنون۔ حدیث میں ہے من کذب علی متعمدًا فلیتبوأ مقعدہ من النار۔ اللہ عزوجل اور اوس کے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر عمدًا افترا مسلمان کا کام نہیں۔ دھوکا دینا حرام ہے۔ حدیث میں ارشاد فرمایا لیس منّا من غشّنا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۶) حرام کار ہے۔ مفتری ہے۔ کیّاد ہے۔ مکّار ہے۔ شدید گنہگار ہے۔ حق اللہ اور حق العبد دونوں میں گرفتار ہے۔ سخت شدید مجرم خاطی، غلط کار، ظالم ستمگر جفا شعار، کھلے فساق وفجار میں اوسکا شمار ہے۔ بلکہ اپنے اون بعض کفریات کی بنا پر وہ داخل زمرۂ کفار ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ واللہ تعالیٰ اعلم۔ اوسکے پیچھے نماز سے احتراز کیا جائے جب تک توبہ نہ کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۴ ازگجرات پنجاب مدرسہ پیر ولایت شاہ صاحب۔ مسئولہ جناب مولانا مولوی عبد الغفور صاحب چشتی ہزاروی مدرس اول مدرسہ مذکورہ۔ ۱۴ رجب ۵۲ھ۔

فرازندہ رایت شریعت و مروج احکام فطرت دامت عظمتہٗ۔ بعد سلام سنت واسلام معروض کیا مغیبات خمسہ کا علم نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیا گیا ہے یا نہیں؟ اگر دیا گیا ہے تو کون سی صحیح حدیث یا آیت قرآن شریف یا تفسیر معتبر میں اوس کا ثبوت ہے۔ اور اعلیحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے متعلق کوئی کتاب تحریر فرمائی ہے یا نہیں؛ اور اگر نہیں دیا گیا ہے تو بھلا جب کل کی بات نہیں جانتے تو قیامت کی باتیں کیسے جانتے ہوں گے۔ دوم یہ کہ حدیث معراج میں ہے کہ حضور فرماتے ہیں فتجلی لی کل شیئی۔ یا فعلمت ما فی السمٰوات والارض۔ اوکما قال۔ جب شب معراج میں سب کچھ آپنے جان لیا تو بھلا بعد میں مدینہ منورہ میں کئی ایک ایسے واقعات ہیں جو آپ سے پوچھے گئے آپنے وحی کا انتظار کیا اور اسی وقت نہ بتایا بلکہ یہ فرمایا کہ انشاء اللہ العزیز وحی کے آنے پر بتاؤں گا۔ ان سوالات کا مفصل جواب مرحمت فرمایا جائے۔ والسلام۔

الجواب

اللہ رب و مولیٰ تبارک و تعالیٰ نے اپنے حبیب محبوب مطلع علی الغیوب کو ان غیوب خمسہ کا بھی علم عطا فرمایا اور اون سے بھی پوشیدہ تر نہایت خفی واخفیٰ خاص اسرار کا علم بھی بخشا۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ سائر الانبیاء و بارک وسلم۔ یہ پانچ تو بے شمار غیبوں کی بہ نسبت اخف ہیں انکی خصوصیت جو حدیث میں ارشاد فرمائی گئی اوس کے یہ معنی نہیں کہ اون کو کسی طرح خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا، بلکہ معنی یہ ہیں کہ خدا کے بے بتائے اون کا علم کسی کو نہیں ہو سکتا۔ جب اون کو بھی بے تعلیم الٰہی کوئی نہیں جان سکتا تو جو اون سے اخفی ہیں وہ بے خدا کے بتائے کسی کو کیونکر معلوم ہو سکتے ہیں۔ یہ مطلب تو کسی عاقل کے نزدیک نہیں ہو سکتا کہ یہ غیوب خمسہ ایسے ہیں کہ انھیں کوئی اور کسی طرح جان ہی نہیں سکتا۔ ان کے سوا اور غیوب تو خدا دے سکتا ہے یہ ایسے ہیں کہ کسی کو نہیں دے سکتا یا نہیں دیتا۔ علماء اہلسنت نے اپنی تصانیف مبارکہ میں ان غیوب کا علم حضور نبی کریم علیہ الصلاۃ والسلام کے غلاموں کیلئے بھی علماء اعلام، ائمہ کرام کی تصریحات سے ثابت کر دکھایا۔ حضور تو حضور ہیں صلی اللہ علیہ وسلم ملاحظہ ہو " الدولۃ المکیہ، بالمادۃ الغیبیہ، خالص الاعتقاد، انباء الحی، فتاویٰ حرمین کا تازہ عطیہ، ادخال السنان الکلمۃ العلیا" وغیرہ۔

یہاں بھی کچھ مختصر طور پر ثبوت پیش کریں۔ اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا۔ سکھا دیا تمہارے رب نے جو کچھ تم نہ جانتے تھے۔ اور اللہ کا تم پر فضل عظیم ہے اب اس جو کچھ میں کیا کچھ نہیں آگیا؟ حدیثوں میں بکثرت ثبوت موجود ہے۔ حدیث بھی دیکھ لیجئے۔ ارشاد فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان اللہ قد رفع لی الدنیا فانا انظر الیھا والی ماھو کائن فیھا الی یوم القیامۃ کانما انظر الی کفی ھذہ۔ بلکہ عمرو بن اخطب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے صلی بنا

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یوما الفجر وصعد علی المنبر فخطبنا (الی) ثم صعد المنبر حتی غربت الشمس فاخبرنا بما ھو کائن الی یوم القیامۃ فاعلمنا احفظنا (رواہ مسلم)

آیہ کریمہ میں تو کج بحثوں کو اتنا زبردستی کا موقعہ تھا بھی وہ کلمۂ ما میں کچھ کٹھ حجتیاں کرتے کہ اس سے یہ مراد ہے۔ یہ مراد نہیں کہ حضور کو علم غیب عطا ہوا۔ مگر ان حدیثوں نے تو تسمہ لگا نہ رکھا۔ یہ علوم شاید وہابیوں کے طور پہ دنیا سے الگ ہوں گے؟ دنیا میں نہ پانی برستا ہے، نہ دنیا میں ماں کے پیٹ میں بچہ نر و مادہ ہوتا ہے، نہ دنیا میں کل ہوتی ہے، نہ کل میں کچھ ہوتا ہے، نہ دنیا میں کوئی مرتا ہے؟ جب حضور نے صراحۃً بالکل وضاحت کے ساتھ ارشاد فرما دیا کہ میں، دنیا اور دنیا میں جو کچھ ہے اور ہونے والا ہے اوسے اپنے کف دست مبارک کی طرح دیکھ رہا ہوں۔ تو پانی برسنے اور ماں کے پیٹ میں بچے اور کل کی بات اور موت وغیرہ حضور کے پیش نظر ہے۔ اور سب کچھ جانتے اور پہچانتے ہیں۔ علیہ الصلوٰۃ والسلام ما دامت اللیالی والایام۔ اللہ عزوجل فرمائے ہم نے وہ سب اپنے حبیب کو سکھا دیا جو وہ نہ جانتے تھے۔ اور حضور فرمائیں خدا نے دنیا و کائنات سب میرے پیش نظر فرما دئیے ہیں۔ اوس سب کو جو کچھ قیامت تک ہونیوالا ہے۔ مثال کف دست ملاحظہ فرما رہا ہوں۔ صحابی فرمائیں کہ حضور نے قیامت تک کی ساری کائنات کی ہمیں خبر دی۔ ہم میں زیادہ اعلم وہ ہے جسے زیادہ یاد رہا۔ مگر وہابی کو کسی طرح یقین نہیں آتا۔ نہ صحابی کا اعتبار، نہ رسول کردگار کے ارشاد پر یقین، نہ خود پروردگار عزجلالہ کے ارشاد پر ایمان۔ وہ یہی بکے جاتا ہے کہ حضور کو کل کی بات معلوم نہیں، حضور پیٹ کے حال سے بے خبر ہیں، حضور کو یہ علم نہیں کہ کون کہاں مریگا؟ انتہا یہ کہ گنگوہی پھنکار اٹھا کہ معاذ اللہ "حضور کو دیوار کے پیچھے کا بھی حال معلوم نہیں"، اور اس کو شیخ محقق کے سر منڈھ دیا کہ انھوں نے اسے روایت کیا۔ حالانکہ **شیخ محقق** محدث دہلوی قدس سرہٗ نے اوسے روایت نہ کیا۔ بلکہ اوس کا رد فرمایا۔ رد کو روایت بنا لیا۔ حد یہ ہے کہ وہابی نے یہ بک دیا کہ حضور کو اپنے خاتمہ کا بھی حال معلوم نہیں۔ مفسرین کرام کے اقوال اگر وہ سب جمع کئے جائیں جو ہر ہر آیت علم غیب کے نیچے ہیں جب تو ایک مبسوط کتاب طیار ہو جائے۔ اور اسکی حاجت نہیں۔ علمائے اہل سنت تصانیف مبارکہ میں بہت اقوال پیش فرما چکے۔ یہاں تو صرف اوسی آیت کریمہ مذکورہ بالا کی تفسیر میں جو کچھ فرمایا گیا ہے وہ زیادہ نہیں دو ایک عبارات پیش کریں۔

مدارک میں زیر آیہ کریمہ مذکورہ فرمایا من امور الدین والشرائع او من خفیات الامور وضمائر القلوب۔ **خازن** میں ہے قیل علمک من علم الغیب ما لم تکن تعلم وقیل معناہ وعلمک من خفیات الامور واطلعک علی ضمائر القلوب وعلمک من احوال المنافقین وکیدھم ما لم تکن تعلم۔ **بیضاوی** میں ہے من خفیات الامور۔ خاص خمس کے بارے میں امام ابن حجر کا ارشاد بطور نمونہ ذکر کروں۔ جسے اور زیادہ

درکار ہوں وہ اہل حق کے رسائل کا مطالعہ کریں۔ جن سے آفتاب کی طرح روشن کہ یہ خمس حضور تو حضور حضور کے غلام بھی باعطاء الٰہی بطفیل سرکار رسالت پناہی جانتے ہیں۔ امام ابن حجر مکی **منح الملکیہ شرح قصیدہ ہمزیہ** میں فرماتے ہیں" اکثر علوم نبینا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تتعلق بالمغیبات بدلیل فعلمت علم الاولین والاخرین فی الحدیث المشہور۔ ولانہ تعالیٰ اختص بہ لکن من حیث الاحاطۃ بہ والشمول لعلمہ بالکلیات والجزئیات فلاینافی ذلک اطلاع اللہ تعالےٰ لبعض خواصہ علیٰ کثیر من المغیبات حتی من الخمس التی قال فیھن صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خمس لا یعلمھن الا اللہ تعالیٰ لانھا جزئیات معدودۃ لاغیر۔ وانکار المعتزلۃ لذلک مکابرۃ فقد وقع للانبیاء والاولیاء من ذلک مالا یمکن عدہ لاسیما ماوقع لنبینا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وسیأتی بسط جملۃ مما اخبر بہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ یہ "سیأتی" جہاں کیلئے فرمایا وہاں بہت اخبار غیبیہ کا بیان فرمایا۔ فرماتے ہیں (ثانیھما) فی بیان ما اشار الیہ الناظم من کثرۃ ما اخبر بہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من الغیوب ما فی القرآن منھا مالایحیط بہ حد۔ **وخبر الطبرانی** ان اللہ قد رفع لی الدنیا فانا انظر الیھا والی ما ھو کائن فیھا الی یوم القیامۃ کما انظر الی کفی ھذہ **وخبر ابی داؤد** قام فینا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مقاما فما ترک شیئا الی قیام الساعۃ الا حدثنا بہ وفی الحدیث الصحیح فعلمت علم الاولین والاخرین۔ **و**صح انہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم **اخبر بموت** النجاشی یوم موتہ بالحبشۃ وصلی علیہ باصحابہ۔ **وانہ** وابابکر وعمر وعثمن صعدوا احدا فتحرک فضربہ برجلہ وقال لہ اثبت فانما علیک نبی وصدیق وشھیدان فاستشھدا۔ وان ملک کسریٰ وقیصر ینقطع بعدہ من العراق والشام۔ فکان کذلک فی زمن عمر۔ **وانہ** قال سراقۃ کیف بک اذا لبست سواری کسریٰ فالبسھما عمر لہ لما زال ملک کسریٰ فی زمنہ تحقیقا لذلک۔ **واخبر** بکتاب حاطب الی اھل مکۃ۔ **وبموضع** ناقتہ حین ضلت وتعلقت بخطامھا فی الشجرۃ۔ **وبان** قریشا بعد الاحزاب لا یغزونہ۔ **وباستشھاد** امراء الجیش الذی ارسلہ لموتۃ بلد بارض الشام یوم قتلھم زید بن حارثۃ فجعفر بن ابی طالب فعبد اللہ بن ابی رواحۃ رضی اللہ تعالیٰ عنھم۔ **وبان** فاطمۃ اول اھلہ لحوقا بہ فعاشت بعدہ ثمانیۃ اشھر اوستۃ **وبان** اشقی الاولین والاخرین قاتل علیؓ کرم اللہ تعالیٰ وجھہ یضربہٗ فی یافوخہ فیبتل من دمھا لحیتہٗ۔ فضربہٗ الشقیُّ ابنُ ملجم ضربۃ کذلک فمات منھا **وبان** معاویۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یلی امراتہ **وبانہ** لم یُغلَب رواھما ابن عساکر۔ ومن ثم قال علی کرم اللہ وجھہ یوم صفین لو ذکرت ھذا الحدیث ماقاتلتہ۔

و **بان** عثمان یقتل مظلوما۔ **و** بوقعة الحرة من عسکر یزید عامله الله بعدله بالمدینة فاستبیحت نفوس اهلها وابضاعهم واموالهم وقتل سبع مأئة یحفظون القرآن۔ منهم ثلثمائة صحابی وافتض منها الف عذراء **وبواقعة** الجمل وصفین وقتال عائشة والزبیر بعلی رضی الله تعالیٰ عنهم۔ ولذلك قال علیّ للزبیر لما برز له یومئذ انشدك الله هل سمعت رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم تقاتله وانت له ظالم فانصرف الزبیر وقال بلی ولکن نسیت۔ وقد یشکل الوصف بالظلم مع ان الزبیر مجتهد۔ فغایة انه مخطی وله اجر بنص الحدیث الصحیح، ویجاب بان اصل الظلم وضع الشیئی فی غیر محله وان لم یکن فیه اثم فالمراد وانت قد وضعت القتال فی غیر محله خطاء منك لا تعمدا او فانت له ظالم حقیقة لو نظرت فی الدلیل حق النظر بقرینة ما تقرر ان المجتهد المخطئ له اجر **وبقوله** فی الحسن بن علی کرم الله وجهه ان ابنی هذا سید وسیصلح الله به بین فئتین عظیمتین من المسلمین فکان کذلك فانه بویع بعد ابیه فمکث خلیفة ستة اشهر ثم سار لمعاویة باربعین الفا فلما ترای الجمعان علم کثرة الفریقین وانه لا یغلب احدهما حتی یقتل الفریق الاخر فرق علی المسلمین ورحمهم ورفض الملك فی جنب ذلك ابتغاء لوجه الله تعالیٰ لما جاء عنه رضی الله تعالیٰ عنه ثم ارسل لمعاویة لیشترط علیه شروطا وینزل له عن الخلافة فارسل الیه قرطاسا ابیض وقال اشترط ما شئت فاشترط ونزل له عن الملك فصار معاویة من یومئذ خلیفة حقیقة **وبقتل** الحسین بن علی کرم الله تعالیٰ وجهه بالطف۔ واخرج بیده تربة وقال فیها مضجعه وصح خبرا ستاذن ملك القطر ربه ان یزور النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فاذن له فکان فی یوم ام سلمة فامرها صلی الله تعالیٰ علیه وسلم ان تحفظ الباب فجاء الحسین فاقتحمه فقبّله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فقال له الملك اتحبه قال نعم۔ قال ان امتك سیقتله وان شئت اریتك المکان الذی یُقتل فیه فاراه فجاء بسهلة بالکسر رمل خشن او تراب احمر فاخذ فجعلته فی ثوبها فقال الراوی کنا نقول انها **کربلاء** وفی روایة انه قال لها اذا صار دما فاعلمی انه قد قتل **واخبر** عمه انه سیعمی لما رائی جبریل معه فی صورة رجل **واخبر** ام عبد الله بن عباس بانها ستلده وبانه ابو الخلفاء وبان منهم السفاح والمهدی واخبر بان الترك ستغلب علی العرب حتی تلحقها بمنابت الشیح والقیصوم **وبقوله** یوشك الناس ان یضربوا آکباد الابل فلا یجدون عالما اعلم من عالم المدینة قال ابن عیینه وغیره هو مالك ابن انس ومن ثم کان الناس یزدحمون علی بابه لاخذ العلم حتی یقتتلوا وممن روی عنه من الاکابر الزهری والسفیانان والشافعی والاوزاعی امام اهل الشام واللیث امام اهل مصر وابو حنیفه وصاحباه ابو یوسف ومحمد وذو النون المصری والفضیل

وابن المبارك وابن ادهم رحمهم الله تعالی **وبعالم** قريش وانه يملا طباق الارض علما قال احمد وغيره نراه الشافعي لانه لم ينتشر في طباق الارض لقرشي صحابي او غيره ما انتشر للشافعي اى والذى انتشر لعلى وابن عباس ونحوهما مسائل قليلة جدا كما يعلم ذلك من سير كلامهم واطلع عليه۔ **واخبرنا** بالخوارج الذين خرجوا على على كرم الله تعالى وجهه وان فيهم رجل اسود احد عضديه مثل ثدى المرأة فقاتلهم على واخرج ذلك الرجل حتى راه الناس بالوصف الذى وصفه به صلى الله تعالى عليه وسلم **واخبرنا** بالرافضة وانهم يرفضون الاسلام **و** بالقدرية والمرجئة **وبان** امته تفترق على ثلاث وسبعين فرقة **وبانها** تكون كلها فى النار الا الفرقة التى تكون على ما كان عليه هو واصحابه وهم الطائفة الذين اخبر عنهم بانهم لا يزالون على الحق لا يضرهم من خالفهم الى قيام الساعة اى قربه بقليل۔ **وبامارات** الساعة الكثيرة جدا فوقع كثير منها وينتظر وقوع الباقى ومما وقع منها النار التى قال عنها صلى الله تعالى عليه وسلم كما رواه الشيخان لا تقوم الساعة حتى تخرج نار من ارض الحجاز تضئ لها اعناق الابل ببصرى فخرجت نار عظيمة فى نحو مرحلة من المدينة المشرفة وتقدمتها زلزلة عظيمة بعد عشاء الاربعاء ثالث جمادى الاخرة سنة ٦٥٤ اربع وخمسين وستمائة ولم تزل تشتد وتغلى كغليان البحر الى ان ارتجت منها الارض ومن عليها حتى ايقن اهل المدينة بالهلاك وكثرت الزلازل حتى وقع منها فى يوم واحد ثمان عشرة زلزلة لكن ببركته صلى الله تعالى عليه وسلم كان يغشى المدينة نسيم بارد ورأيت من مكة جبال بصرى وانطفأت ليلة الاسراء سابع عشرة رجب "۔

العیدہ بردہ کے حاشیۂ علامہ بیجوری میں ہے۔ " لم يخرج صلى الله تعالى عليه وسلم من الدنيا الا بعد ان اعلمه الله تعالى بهذه الامور الخمسة "۔ تفسیر **روح البیان** میں زیر کریمہ " يسئلونك عن الساعة " فرمایا " قد ذهب بعض المشائخ الى ان النبى صلى الله تعالى عليه وسلم كان يعرف وقت الساعة باعلام الله تعالى وهو لا ينافى الحصر فى الاية كما لا يخفى "۔ ترجمۂ مشکوٰۃ **اشعۃ اللمعات** میں حضرت محقق مطلق مولنا **الشیخ عبدالحق** محدث دہلوی قدس اللہ سرہ فرماتے ہیں " مراد آنست کہ بے تعلیم الہی بحساب عقل اینہا رانداند۔ آنہا غیب اند کہ جز خدا کسے آنرا نداند مگر آنکہ وے تعالیٰ از نزد خود کسے را بوحی والہام بداناند "۔ **فتوحات** وہبیہ شرح اربعین نوویہ میں ہے " والحق كما قال جمع ان الله سبحنه وتعالى لم يقبض نبينا عليه الصلوة والسلام حتى اطلعه على كل ما ابهمه عنه الا انه امره بكتم بعض والاعلام ببعض "۔

یہاں تک کہ علماء کرام نے ان پانچوں کا علم حضور کے خدام کیلئے فرمایا اور فرمایا کہ اہل تصرف، عالم میں

بے ان علوم کے تصرف نہیں کر سکتے۔ کتاب الابریز شریف میں ہے "کیف یخفی امر الخمس علیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم والواحد من اهل التصرف من امته الشریفه لا یمکنه التصرف الا بمعرفة هذه الخمس" اعلیحضرت قدس سرہ کے رسالہ مبارکہ "**الدولة المکیه** بالمادة الغیبیه" نیز اردو کے ایک مختصر رسالہ "افتائے حرمین کا تازہ عطیہ" میں خمس کی بحث ہے۔

بحمد اللہ تعالیٰ قرآن عظیم و احادیث نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نیز ارشادات ائمہ کرام و علماء اعلام سے ہر سمجھ والے پر روشن تر از شمس و ابین من الامس ہو چکا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ عزوجل نے بہت کثیر علوم غیبیہ عطا فرمائے جن کا احصاء نہیں ہو سکتا۔ اور ظاہر ہوا کہ علوم خمسہ حضور تو حضور، حضور کے غلاموں کو عطا فرمائے جاتے ہیں۔ اب یہ سب دیکھکر، پھر خاص قصۂ معراج میں حضور کا ارشاد علمت ما فی السمٰوات و ما فی الارض پاکر پھر بیہودہ شبہات مسلمان کی شان نہیں۔ یہ تو اس حدیث سے مقابلہ ہوا اور اوس کے یہی معنی ہوئے کہ حضور نے ایسا فرمایا۔ حالانکہ حضور کے فرمانے کے بعد جو کچھ پوچھا گیا تو جواب نہ دے سکے، وحی کا انتظار فرمایا۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ۔ مسلمان تو کبھی یہ خیال نہیں لا سکتا کہ معاذ اللہ یہ ارشاد غلط ہے۔ اور جب وہ اسے غلط نہیں سمجھ سکتا تو یقیناً اسے حق جانتے ہوئے یہی کہے گا کہ بے شک حضور کو شب معراج ما فی السمٰوات والارض کا علم ہو گیا۔ اوس کے بعد اگر یہ ثابت ہو کہ حضور سے کوئی سوال کیا گیا اور حضور نے جواب فوراً عطا نہ فرمایا، یہ قطعاً اس لئے نہیں کہ حضور کو اوس کے جواب کا علم نہ تھا۔ بہت سوال ایسے ہوتے ہیں کہ جواب معلوم ہوتا ہے مگر فوری جواب نہیں دیا جاتا جس میں مصلحت ہوتی ہے۔ وحی کا انتظار جیسے اوس صورت میں ہوتا جبکہ علم نہ ہوتا ایسی ہی اوس کی صورت یہ بھی ہے کہ خود جواب عطا ہو اس سے بہتر یہ ہے کہ وحی خداوندی سے جواب ہو۔ جیسا حضرت سیدتنا عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر تہمت کے واقعہ میں ہوا۔ حضور اگر ان کے متعلق خود سے کچھ ارشاد فرماتے اوس سے بہت بہتر یہ ہوا کہ حضور نے وحی کا انتظار فرمایا۔ اور وحی میں اونکی طہارت بیان فرمائی۔ پھر وحی کا انتظار اس لئے بھی ممکن کہ اس سوال کا جو جواب باعلام الٰہی معلوم ہے۔ اوس کا اظہار ماذون ہو۔ فتوحات وہبیہ کی عبارت پر پھر نظر کیجئے کہ اللہ عزوجل نے ہر شئے پر حضور کو مطلع فرمایا مگر بعض کے کتم کا حکم فرمایا بعض کے اعلام کا۔ جو ذرا بھی سمجھ رکھتا ہے وہ اس سے کہ بعد معراج جب حضور نے معراج کا بیان فرمایا کفار نے بیت المقدس کے متعلق کچھ سوال کئے حضور نے فوراً جواب عطا نہ فرمائے اتنا سمجھ سکتا ہے کہ علم ہوتے ہوئے بھی بعض اوقات جواب میں تردد ہوتا ہے اور فوراً جواب نہیں دیا جاتا۔ یا وہابی یہ کہے گا کہ حضور کو بیت المقدس کا بھی علم نہ تھا۔ یہ تو سوا وہابی کے کوئی پاگل بھی نہیں کہہ سکتا۔ جب حضور بیت المقدس تشریف لے گئے تو ضرور حضور کو بیت المقدس کا علم تھا۔ وہاں کے متعلق سوالات کا جواب فوری عطا نہ فرمانا

کسی حکمت پر مبنی تھا۔ یا یہ کہ اوس وقت اوس کی جانب التفات خاص ہونے پر۔ جیسے موزہ و عقاب کے واقعہ میں ادھر التفات نہ تھا۔ جیسے مولانا رومی قدس سرہٗ نے مثنوی میں تحریر فرمایا کہ ؎

در چہ ہر عیب خدا ما را نمود — دل دران لحظہ بخود مشغول بود

ملک العلما بحر العلوم نے شرح میں فرمایا "از جہت استغراق بعض مغیبات بر انبیاء مستور شوند" پھر فرمایا معنی بیت چنیں ست کہ بسبب استغراق توجہ باکوان نبود پس بعض اکوان مغفول عنہ ماند وایں وجہ وجیہہ است"۔

وہابی تو دشمن ہے وہ تو زبردستی نقص ہی چاہے گا۔ اللہ و رسول و علماء کچھ فرمائیں وہ ڈھونڈ ڈھونڈ کر ایسی باتیں لائے گا جس سے عوام کو دھوکہ دے سکے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۵۱ ۔ از ورڈ ضلع نینی تال مسئولہ ارسلہ خاں پیشاوری و حافظ عبید اللہ امام مسجد و عبد اللہ صاحب رضوی ۱۳ ذی القعدہ

کیا فرماتے علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید عقیدہ رکھتا ہے کہ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم غیب عطائی تھا۔ بالذات نہ تھا۔ بالذات سوا خدا کے دوسرے کے واسطے محال حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم غیب اور حضور، حادث۔ خدا و ند کریم قدیم، اوس کا علم بھی قدیم — عمرو یہ عقائد رکھتا ہے کہ حضور پر نور شافع یوم نشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم غیب بالذات ہے۔ اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں جو صفات الٰہیہ ہیں اون صفات کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ قدیم ہے۔ حادث نہیں۔ دونوں سوالوں کے جواب بحوالہ کتاب مشرف فرمایئے۔ فقط۔

الجواب

زید کا قول حق و صحیح اور عمرو کا باطل و فضیح ہے۔ عمرو اور اوس کے ہم عقیدہ پر توبہ اور تجدید ایمان اور بیوی رکھتا ہو تو تجدید نکاح فرض ہے۔ اللہ عز و جل کا علم ذاتی کہ جو اوس کی ذات سے ہے وہ اوس کی صفت قدیمہ ہے۔ کسی کا دیا ہوا نہیں۔ اور اوس کے حبیب لبیب علیہ الصلاۃ والسلام کا علم عطائی ہے کہ اللہ کا عطا فرمایا ہوا ہے۔ ایک ذرہ کا علم بھی جو بے عطاء الٰہی مانتا ہے اوس پر توبہ فرض ہے۔ از سر نو ایمان لانا لازم۔ محال ہے کہ بے خدا کے بتائے حضور کو ذرہ سے کم تر سے کم تر شئے کا علم بھی ہو — **اعلیٰحضرت** رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے **الدولۃ المکیۃ** "میں تصریح فرمائی" العلم الذاتی مختص بالمولیٰ سبحٰنہ وتعالیٰ لا یمکن لغیرہ ومن اثبت شیئا منہ ولو ادنی من ادنی من ذرۃ لاحد من العٰلمین فقد کفر و اشرک۔ علم ذاتی اللہ عز و جل سے خاص ہے۔ اوس کے غیر کیلئے محال ہے۔ جو اوس میں سے کوئی چیز اگرچہ ایک ذرہ سے کم تر سے کم تر غیر خدا کیلئے مانے وہ یقیناً کافر مشرک ہے۔ جو اللہ کے سوا کسی مخلوق کو قدیم جانے کافر ہے"۔

بے شک حضور علیہ الصلاۃ والسلام اللہ عزوجل کے مخلوق اور عظیم ترین بندہ ہیں۔ اور اون کا علم اور ہر وصف خدا کا دیا ہوا ہے۔ وہ بھی حادث ہیں اور اون کے اوصاف کریمہ صفات عظیمہ بھی۔" الدولۃ المکیۃ" میں فرمایا" فی الموضوعات من اعتقد تسویۃ علم اللہ ورسولہ یکفر اجماعا کما لایخفی اھ اقول ان اراد التسویۃ من کل وجہ فنعم اذ یلزم قدم غیرہ تعالی وغناہ عنہ عزوجل عمرو کو اپنے اس قول سے بھی توبہ چاہئے کہ حضور میں جو صفات الہیہ ہیں کہ اس کے ایک برے معنی بھی ہیں وہ یہ کہ خود صفات قدیمہ الہیہ بذات حضور قائم ہوں اوس نے بالذات عطائی کے مقابل اور قدیم حادث کے مقابل کہکر اس تعبیر کی راہ بند کر دی کہ بالذات سے مراد یہ ہے کہ حضور کو بے واسطہ علم عطا ہوا اور قدیم کے یہ معنی کہ حضور کو نزول قرآن ہی سے علم حاصل نہیں ہوا بلکہ حضور کو پہلے سے علم بعطائے الہی حاصل تھا نزول قرآن عظیم سے حضور کے علوم میں اضافہ ہوا اگر اوسکی مراد بالذات سے یہ ہوتی تو بالکل حق ہوتی مگر وہ تو عطائی کے مقابل کہہ رہا ہے تو یہ مراد ہرگز نہیں یوں ہی اگر قدیم سے وہ مراد ہوتی تو کفر سے اوسے بچالیتی مگر وہ تو حادث کے مقابل کہہ رہا ہے۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ اللہ عزوجل عمرو اور اوس کے ہم عقیدہ کو توفیق توبہ واستقامت علی الحق عطا فرمائے۔ آمین۔ واللہ ھو الموفق وھو الھادی الی الصراط المستقیم لا الہ الا ھو سبحنہ وتعالی شانہ لیس کمثلہ شیئ وھو السمیع العلیم۰

مسئلہ ۱۶ ۔ از بنارس رام نگر مسئولہ جناب محمد رضا خانصاحب۔ ۱۸ ذی قعدہ ۱۳۵۲ھ

علمائے دین اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں قوم مہترجن کے یہاں حسب ذیل پیشہ نام وکام ہوتے ہیں و طریقہ و رسوم اجرا ہیں۔

(۱) شہنائی بجانے کا کام ہوتا ہے (۲) ڈگڈگی بجانے کا کام ہوتا ہے (۳) جونک لگانے کا کام ہوتا ہے (۴) حرام چیڑے کی تانت بنائی جاتی ہے (۵) حرام تانت سے سوپ وغیرہ بنایا جاتا ہے (۶) اون کے گھروں کی عورتیں جملہ اقوام یعنی مسلم وغیر مسلم کے یہاں پاخانہ کماتی ہیں وغلیظ پھینکتی ہیں (۷) اون کے گھروں کی عورتیں علاوہ مسلمان کے دیگر اقوام کے یہاں کا کھانا جائز اور ناجائز ہر قسم کا لاتی ہیں اور سب اوسکو کھاتے ہیں شہنائی وڈگڈگی بجانے کے سلسلہ میں مندروں کا چڑھاوا اور پوجا وغیرہ کی چیزیں لاتے ہیں اور استعمال کرتے ہیں (۹) اون کے یہاں کے مردوں کو غسل دینے کیلئے کوئی مسلمان حجام نہیں جاتا اون کے یہاں کسی کی نذر ونیاز یا فاتحہ خواہ محفل میلاد وغیرہ نہیں ہوتی (۱۱) اون کے یہاں کبھی قرآن خوانی نہیں ہوتی (۱۲) کسی مسلمان کے یہاں اون کی یا اون کے یہاں کسی مسلمان کی آمد ورفت یا شرکت نہیں ہوتی (۱۳) اون کی برادری میں سے جو شخص داخل اسلام ہو پیشہ اپنا ترک کرتا ہے اوس سے یہ لوگ کھانا پینا چھوڑ دیتے ہیں (۱۴) اون کے یہاں مردوں کے نام بچو۔ ڈھونڈے۔ بکریدہ۔ جوکرن۔ چمرو۔ رجب۔ بھگیلو۔ فتیلی۔ ہینگو۔ پلو۔ تلوا وغیرہ اور عورتوں

کے نام جگیا۔ مانکی۔ مولیا۔ سکونتی وغیرہ ہیں ان کل امورات و واقعات کے قائم اجراء رہتے ہوئے کیا وہ قوم مہتر مسلمان کہے جا سکتے ہیں اور اُن کی آمد ورفت فرش مسجد پر ہوسکتی ہے اور وہ مسجد کے بدھنے اور پانی وغیرہ کو چھو سکتے ہیں اور وہ مسلمان نمازیوں کی صف میں شامل ہوکر نماز پڑھ سکتے ہیں ؟

الجواب

بیان سائل سے معلوم ہوا کہ وہ اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں۔ اگر فی الواقع وہ لوگ یہاں کے بھنگی نہیں لال گرو کے پیر ولال کتاب کے ماننے والے نہیں محض گائے کا گوشت کھانے پر اپنے آپ کو ہند و نہیں سمجھتے مسلمان کہتے ہیں، بلکہ واقعی وہ تمام ضروریات دین اسلام پر ایمان اور سچے مسلمان کے سے عقائد رکھتے ہیں اور کسی حرام قطعی کو حلال نہیں جانتے، حرام شئے کو حرام سمجھ کر کھاتے ہیں، مسلمان ہونے پر اعتراض نہیں کرتے، تو وہ مسلمان ہیں اور پاک صاف ہوکر مسجد میں جماعت میں حاضر ہونے کا ہر مسلمان کی طرح حق رکھتے ہیں کوئی اونھیں اس سے نہیں روک سکتا۔ جو روکے گا وہ خود شرع کا مجرم گنہگار ہوگا۔ مسجد بیت اللہ ہے کسی کی ملک نہیں اوس میں ہر مسلمان آئے گا مگر اسطرح جس طرح شرعاً حاضر ہو سکتا ہے۔ ناپاک یا بدبو کی چیز لے کر کوئی اوس پاک طاہر بقعہ میں قدم نہیں رکھ سکتا اگرچہ سلطان ہی کیوں نہ ہو اگرچہ قوم کا سید ہی کیوں نہ ہو۔ ہینگ بیچنے والا پٹھان یا مٹی کا تیل فروخت کرنے والا مسلمان جو کسی قوم کا بھی ہے اگر مسجد میں بایں حال داخل ہو کہ اوس کے کپڑوں سے ہینگ کی یا مٹی کے تیل کی بدبو آرہی ہے اوسے مسجد سے روکا جائے گا۔ اور یہ مہتر جو مسلمان ہے اگر پاک صاف کپڑے پہنکر آیا ہے مسلمانوں کے برابر کھڑا ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ سوال میں جو امور مذکور ہیں اون میں سے کوئی کفر نہیں ہے۔ ہاں نمبر ۷ میں اسوقت حکم کفر ہو سکتا ہے جبکہ یہ ثابت ہو کہ وہ کسی حرام قطعی کو حلال جان کر کھاتے ہیں۔ اور نمبر ۱۳ میں اوسوقت جبکہ یہ ثابت ہو کہ وہ مسلمان ہونے کو معیوب جانتے اور جرم قرار دیتے ہیں مگر یہ کیونکر معقول جبکہ وہ خود اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ وہ نام مسلمان سے نہ چڑتے ہوں گائے کا گوشت کھا لینے کو مسلمان سمجھتے ہوں، واقعی مسلمان ہونے کو برا جانتے ہوں اگر معاذ اللہ ایسا ہے تو بیشک وہ مسلمان نہیں۔ جیسے ملکانے کہ وہ اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں مسلمانوں کے نام بھی رکھتے ہیں اور سچا مسلمان ہونے کو سخت عیب جانتے ہیں۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۷ - از پیلی بھیت محلہ میاں صاحب مسئولہ جناب الہ نور خانصاحب۔ ۲۰ ربیع الآخر ۵۳ھ

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ بکر جو امام ہیں بہ نگول [illegible] صاحب کے جامع مسجد میں قرأت سیکھنے جایا کرتے ہیں ایک دن زید نے ان سے پوچھا کہ تم کہاں جاتے ہو [illegible]

امام صاحب نے کہا کہ میں جامع مسجد میں قاری صاحب سے قرأت سیکھنے جایا کرتا ہوں تاکہ قرآن شریف صحیح طور سے پڑھ سکوں۔ اس کے بعد زید نے کہا کہ قرأت سیکھنا جھگڑا ہے اس کو چھوڑ دو اور سادہ طور سے قرآن شریف پڑھتے رہو بس زید کا یہ قول کیسا ہے؟ اور زید کیلئے شرعاً کیا حکم ہے اور وہ امام بنانے کے قابل ہے یا نہیں؟ (نوٹ) اور جو شخص ان سے میل جول رکھے ان کے پیچھے نماز پڑھے اس کے واسطے کیا حکم ہے؟ اور عمداً جن لوگوں کے سامنے زید نے ایسے ناگفتہ بہ الفاظ کہے اون کے نام درج ذیل ہیں۔

الہ نور خاں پیلی بھیت۔ عبداللطیف خاں۔ عاشق علی خاں۔ معزالدین خاں۔ اصغر نور خاں۔

گواہاں مذکور بالا کے سامنے زید کے دیگر اقوال یہ بھی ہیں کہ نماز میں سورۂ فاتحہ کے بعد جو سورت قرآن عظیم کی پڑھی جائے اس میں بسم اللہ پڑھنا شریعت سے منع ہے اور امام صاحب سے کہتا ہے نماز مغرب اور عشاء میں چھوٹی سورتیں پڑھا کرو۔ زید کے ان اقوال کا شرعاً کیا حکم ہے؟

الجواب

اتنی قرأت سیکھنا جس سے آدمی قرآن عظیم صحیح پڑھے فرض ہے۔ جس نے اس سے منع کیا اوس نے فرض رد کا اور ایک فرض کو جھگڑا بتایا اوس پر توبہ فرض ہے۔ اوسے تجدید ایمان و تجدید نکاح وغیرہ بھی چاہیئے۔ بہت بر کلمہ اوس کی زبان سے نکلا۔ والعیاذ باللہ۔ اس بارے میں اختلاف ہے کہ اول سورت نماز میں بسم اللہ پڑھے یا نہ پڑھے؟ امام اعظم و امام ابویوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے نزدیک نماز میں اول سورت محل تسمیہ نہیں امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک بعد فاتحہ سورت سے پہلے تسمیہ کا محل ہے اول سورت تسمیہ جائز ہی نہیں، بہتر ہے۔ غنیہ میں ہے اما التسمیۃ عند ابتداء السورۃ بعد الفاتحۃ فانہ عند ابی حنیفۃ لا یاتی بہا لا فی حالۃ الجہر ولا فی حالۃ المخافتۃ وکذا عند ابی یوسف لما تقدم انہا لیست بایۃ من اول السورۃ ولم یرو شیئ فی الاتیان بہا فی اول السورۃ وعند محمد یاتی بہا فی اول السورۃ اذا خافت لا اذا جہر لان المشروع فیہا الاخفاء کما تقدم فلو اتی بہا حال الجہر فخافتہ یلزم وجود سکتۃ فی اثناء القرأۃ ولم تؤثر ولا یلزم مثلہ فی المخافتۃ ملخصا قال الشیخ المجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ علی قول الغنیۃ لم تؤثر۔ اقول بلی ما ثورۃ فی الصحاح فالصحیح انہ یجوز بل یحسن التسمیۃ اول کل سورۃ مطلقا۔ نماز مغرب میں بہتر سور قصار ہی ہیں۔ عشاء میں غلط کہتا ہے۔ عشاء میں بہتر اوساط ہیں۔ اس میں اصل حضرت سیدنا امیرالمومنین عمر فاروق اعظم کا ارشاد ہے انھوں نے حضرت سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تحریر فرمایا اقرأ فی المغرب بقصار المفصل و فی العشاء بوسط المفصل و فی الصبح بطوال المفصل۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۸ : از شہر بریلی محلہ قاضی ٹولہ متصل درخت کیت اقبال حسین پسر فدا حسین جمادی الاولیٰ ۱۳۵۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے کہ خداوند قدوس کو ہر جگہ حاضر و ناظر سمجھنے اور کہنے والا گمراہ اور بے دین ہے یہ صفت خداوند قدوس کی نہیں ہے۔ بلکہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت کہتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ اولیاء کرام کی نیک بیبیاں مرنے کے بعد اون کے ساتھ قبروں میں رہتی ہیں اور دنیا کے تعلقات قبر میں رہتے ہیں اور بچے بھی پیدا ہوتے ہیں۔ شریعت مطہرہ کا زید کے واسطے کیا حکم ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب

حاضر و ناظر یہ لفظ دربار الوہیت کے لائق نہیں کبھی کسی مسلمان کو بانکہ "حضور" اپنے آپس میں ایک بڑا تعظیمی لفظ ہے مگر اللہ کو حضور سے تعبیر کرتے نہ سنا ہوگا۔ اور اگر کوئی تعبیر کرے تو مسلمان کا ذہن خدا کی جانب انتقال نہ کرے گا۔ بے شک اللہ عزوجل ہر بڑی سے بڑی چھوٹی سے چھوٹی باریک سے باریک کو، روشنی اور اندھیری میں، ہر وقت ہر آن، جب وقت و آن نہ تھے انھیں اونھیں سبکو دیکھنے والا، اور سب اوس کے علم میں حاضر وہ ہر پست سے پست آواز کا سننے والا ہے، ہمیشہ سے اور ہمیشہ تو وہ شہید و سمیع و بصیر ہے۔ حاضر و ناظر کے لفظ سے ممانعت اور بات ہے۔ اور اس مطلب کا انکار اور بات۔ کون مسلمان ہے جو معاذ اللہ اللہ عزوجل کو شہید و سمیع و بصیر نہیں مانتا۔ تو شہید و بصیر جو اوسے مانے وہ لفظ حاضر و ناظر سے منکر ہے کہ یہ لفظ دربار الوہیت کے لائق نہیں نہ بولا جائے۔ نہ کہ سرے سے مطلب ہی کا پھر خدا جگہ سے پاک ہے اور ہر جگہ حاضر کا لفظ بظاہر جگہ میں موجود ہونے کو بتاتا ہے۔ اس لیئے اور اوس سبب سے جو اس لفظ کو اس دربار عزت کے لائق نہیں بتاتا اور منع کرتا ہے، ٹھیک کہتا ہے۔

وہابی ہمیشہ افترا کیا کرتے ہیں اون کا یہ افترا ہے کہ اولیاء کرام کی بیبیاں اون کیساتھ مزاروں میں رہا کرتی ہیں اور بچے بھی پیدا ہوتے ہیں صرف اتنا بیان کیا گیا ہے جو امام علام سیدی محمد زرقانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ انبیاء پر قبور میں اون کی ازواج مطہرات پیش کی جاتی ہیں۔ شرح مواہب لدنیہ امام علامہ سیدی محمد علیہ لباقی زرقانی قدس سرہ النورانی کی عبارت یہ ہے نقل السبکی فی طبقاته عن ابن فورك انه عليه الصلوة والسلام حي في قبره ابد الاباد على الحقيقة لا المجاز لحياته في قبره يصلي فيه باذان واقامة۔ قال ابن عقيل الحنبلي ويضاجع ازواجه ويستمتع بهن اكمل من الدنيا وحلف على ذلك وهو ظاهر ولا مانع منه۔ باقی کلی پھند نے یہ وہابیہ کے ہیں۔ خذلهم الله تعالیٰ۔ جیسے حاضر و ناظر کے لفظ دربار الوہیت میں بولنے سے ممانعت دربار رسالت میں کہنے کی اجازت کا وہ بنالیا کہ یہ خدا کی صفت

نہیں حضور کی صفت ہے ۔ اور اوس کا مطلب یہ ظاہر کیا کہ خدا ، پناہ بخدا شہید و بصیر جیسے وہابیہ حاضر و ناظر کہتے ہیں ، ہی نہیں ۔ حضور حاضر و ناظر ہیں ازواج مطہرات کے پیش ہونے پر جو اعتراض کئے گئے ہیں اور جو کچھ نداق اڑایا ہے وہ دین کے معتمد امام سیدی زرقانی کا اڑایا ہے ۔ اور روزی و رزق پہنچنے پر جو نداق اڑایا ہے ، وہ خود حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشادات کا ۔ حضور نے فرمایا ہے انبیا زندہ ہیں اپنی قبروں میں نماز پڑھتے ہیں ۔ حضور نے فرمایا ہے اللہ نے زمین پر انبیا کے اجسام کا کھانا حرام فرما دیا ۔ فنبی اللہ حیّ یُرزق ۔ اللہ کا نبی زندہ ہے روزی دیا جاتا ہے ۔ اب وہابی اپنے گندے چھٹرے کی ساری گندگیوں سب اعتراضوں کی بوچھاروں نداق اڑانے کو دیکھیں اور خود اپنے آپ ہی سے اون کا جواب لیں ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۹ ۔ مرسلہ جناب مولوی عظیم اللہ صاحب نعیمی گورہٹی مسجد ڈاکخانہ انگس ضلع ہگلی ۔

بحضور سراپا عطوفت مرکز دائرہ کرامت سرچشمہ جود وعنایت حامی سنت ماحی بدعت سیدی ومولائی الافخم دامت برکاتہم العالیہ مادامت الانجم ۔ بعد تسلیمات اخلاص تمنائے قدمبوسی معروض بارگاہ آنکہ آج کل افتخار الحق رہتکی مصنف حامض الاسنان اس امر کی بڑی پرزور اشاعت کر رہا ہے کہ دنیا میں میری تکفیر کرنے والی صرف شاہ علی حسین صاحب کی ذات ہے ۔ جو صاحب فتویٰ نہیں ہیں اور ایک شخص کی صدا نہ قابل توجہ اور نہ قابل اعتماد ۔ ہاں وہ علماء بریلی کہ حق گوئی اور اظہار حق کا حق وحصہ ہے اور اون کے قلم ایسی حق گوئیوں میں شمشیر بے نیام ہیں اور اظہار حق اور ادماغ باطل میں سب سے پیش پیش ہیں ، ساکت ہیں ۔ میرے معاملہ میں اور ان حضرات کی تحریر و تقریر سے میرا کفر ہرگز ثابت نہیں ہے ۔ اور یہ فتنہ نہایت جوش کے ساتھ کلکتہ میں گشت کر رہا ہے ۔ لہٰذا للمولیٰ الکریم دست اعانت بڑھا کر اس ضلالت کو سر فرمایا جائے اور تحریر پر تنویر سے اس شبہہ کا ازالہ فرمایا جائے

الجواب

افتخار الحق صاحب رہتکی کی یہاں سے تکفیر ہوئی اور شائع ہوئی ۔ یہاں کا رسالہ "پشت خار" چھپکر ملک میں شائع ہو چکا ہے ۔ آہ زمانہ کی حالت اب یہ ہے کہ ایسے واضح فاضح کفریات پر بھی جبتک کوئی شخص کفر کا فتویٰ نہ دے لوگ انہیں کفر اور قائل کو کافر نہیں جانتے ۔ نہیں نہیں ایک دو نہیں لاکھ کفر کے فتوے دیجئے مگر پھر بھی لوگ نہیں مانتے ۔ اور یہی کہے جاتے ہیں سو میں سے ننانوے باتیں بھی کفر کی ہوں ایک اسلام کی ہو جب بھی کافر نہیں کہنا چاہئے ۔ اس غلط و باطل دعویٰ کو دین کا فتویٰ سمجھا ہے ۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ والیہ المشتکی ، فتویٰ دینے والے ہی کے سر ہوتے ہیں ۔ اسی کو مجرم ٹھہراتے ہیں گویا ان کے نزدیک کفر بکنا کوئی جرم نہیں کافر کہنا جرم ہے ۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ۔ وہ امر جس کا کفر ہونا بدیہی ہو روز روشن کی طرح آشکارا ہو وہ جب ہی کفر ٹھہریگا جب کوئی صاحب فتویٰ اوسے کفر بتائے گا ! صاف صاف غیر خدا کی خدائی کا ادعاء اقرار بھی کفر نہیں تو یا رب اور

کفر کیا ہوگا؟ شاہ علی حسین صاحب صاحب فتویٰ نہیں تو مسلمان تو ہیں انھیں کفر و اسلام میں امتیاز تو ہے ایک بات جو کھلی کفر ہے جو کسی طرح اسلام نہیں اوسے ہر مسلمان کفر کہے گا۔ عالم وغیر عالم اس میں برابر ہیں۔ اور یہی کفر تو اخبث کفر ہے۔ جیسے ایک عامی بھی کفر بتائے چہ جائیکہ شیخ و عالم۔ فرعون و نمرود کے کفر کو کون کفر نہیں جانتا پھر کیا اون کا کفر اون کی شخصیتوں کے ساتھ خاص تھا کہ وہ اونھوں نے کیا تو اس لئے کہ وہ فرعون نے کیا کفر ہوا دوسرا کوئی بھی وہ کفر کرے کفر نہیں؟ کہ وہ خاص فرعون و نمرود نہیں۔ حضرت شاہ صاحب مدظلہم کی خلافت تو معتبر اور دستاویز بنانے کے لائق تھی مگر جب انھوں نے حقیقت حال سے اطلاع پاکر خلافت بوجہ کفر رد فرمادی تو یہ لائق اعتبار نہیں حضرت شاہ صاحب لائق اعتماد نہیں۔ مفتی کا فتویٰ تو اکثر بعد استفتا ہوتا ہے۔ پھر کیا اگر کسی کھلے سے کھلے اشد و اخبث کفر بکنے والے کے کفر کے متعلق کوئی استفتا نہ ہو مفتی کو اوس کے کفر بکنے کی اطلاع نہو اور وہ فتویٰ کفر نہ دے اس سے وہ کفر کفر نہ ہوگا؟ کفر تو کفر ہی ہے اگرچہ عالم بھر میں کوئی فتویٰ اوس کے متعلق نہ ہو۔ بہت وہ کفریات ہوتے ہیں جنھیں جاہل سا جاہل بھی جانتا ہے۔ وہ لائق استفتا نہیں ہوتے تو ایسے تمام اخبث ترین کفریات کفر نہ ہوں گے کہ اون کے کفر ہونے کا مفتی نے فتویٰ تو دیا ہی نہیں ہے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

مسئلہ ۲۰: از رانی کھیت ضلع الموڑہ مسئولہ طالب حسین صاحب ۲۰ ذی قعدہ ۱۳۵۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ پیر و مرید کے درمیان گفتگو ہو رہی تھی اس میں ایک شخص نے کہا کہ قرآن عظیم کی قسم کھاؤ کہ یہ بات ٹھیک ہے پیر نے کہا کہ قرآن کی قسم کھانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر یہ سمجھے تو اس کا قرآن میں خود ہوں پیر کا یہ کہنا کیسا ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب

پیر نے جو وہ کلمہ کہا برا کیا اگر وہ جاہل ہے۔ عالم ہو جب بھی ایسا کہنا نہ چاہیئے۔ قرآن اللہ عزوجل کا کلام اوس کی صفت غیر مخلوق ہے۔ پیر اگر صاحب مرتبہ بھی ہو، تو کتنا ہی بلند پایہ رکھتا ہو اللہ کا بندہ اوس کی مخلوق ہے۔ قرآن کی جگہ کیونکر ہو سکتا ہے؟ اگر پیر عالم ہے اور اوس نے وہ کلمہ بایں معنی کہا کہ اگر یہ سمجھے تو میں اس کا ہادی اور قرآنی تعلیم کرنے والا خدا تک رسائی کا واسطہ ہوں، تو مطلب ٹھیک ہے۔ مگر لفظ برے ہیں۔ اور اگر جاہل ہے تو ہرگز اس مطلب کا وہم بھی اوسے نہیں ہو سکتا۔ اور اگر ہو تو نرا اتمامحض جھوٹ حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الاسنیٰ نے قرآن اپنے آپ کو نہ کہا قرآن کی جگہ اپنے آپ کو نہ رکھا مصحف فرمایا کہ فرمایا ھذا المصحف صامت وانا مصحف ناطق۔ اوکما قال رضی اللہ عنہ۔ اس میں اوس میں بڑا فرق ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبت ھذا اتفقھًا ثم بعد زمان راجعت الحدیقۃ الندیۃ شرح الطریقۃ المحمدیۃ

لسیدی المولی عبد الغنی النابلسی قدس سرہ القدسی فی مسئلة فوجدت فیھا بحمد اللہ ما یوید ھذہ الفتوی وللہ الحمد وھذا نصه نعم الخلوة وھمة الشیخ الصادق العارف الکامل فی مرتبتی العلم والعمل الجامع بین الظاھر والباطن کافیة للمریدین ومغنیة لھم عن قرأة الکتب والمطالعة والاشتغال فی العلوم اذ ھمته وحدھا وغیرته الالٰھیة لا تترکھم علی جھل فی حکم من الاحکام مطلقا وحیث دخلوا تحت تربیته فھو کتاب لھم وزیادة لان عندہ جمیع ما یحتاجون الیه مما فی الکتاب وربما کانت قرأتھم ومطالعتھم ودراستھم علی استاذ غیرہ مانعة لھم من الدخول تحت امرہ وتھیه فیما یعلمه من صلاح احوالھم علی مقتضی الشریعة المحمدیه فھو ینھاھم عن طلب العلم لئلا تألف قلوبھم الاکثار من العلم مع ترک العمل به فیکون حجة علیھم ویعلمھم ما ینفعھم شیئا فشیئا لانه اعرف بمصالحھم منھم واما اذا کان شیخھم قاصرا جاھلا لا یعلم حکم اللہ تعالیٰ علیه ولا علیھم وقد امرھم بذلک فھو ضال مضل اھ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۱۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین ان مسئلوں میں۔

۱۔ زید باوجود مولوی ہوتے ہوئے یہ کہتا ہے کہ نماز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال لانا بیل وگدھے سے بُرا ہے۔

۲۔ زید کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے مگر بولے گا نہیں۔ زید کے ان قولوں پر بکر وعمر وغیرہم کہتے ہیں کہ زید نے اللہ ورسول کی توہین کی۔ اور عوام میں گڑبڑی ہوگئی ایسی صورت میں تین مولویوں نے یہ فیصلہ کیا کہ بیل گدھے کا اطلاق خیال لانے والے پر ہوتا ہے نہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر۔ اور خدا جھوٹ بول سکتا ہے مگر اوسکی شان کے خلاف ہے۔ ان کلمات کے اندر ہرگز توہین اللہ ورسول کی نہیں لازم آتی ہے۔ انھیں مولویوں کے کہنے سے زید نے کہا کہ میرے قول میں ہرگز توہین نہیں ہوئی۔ اگر عوام سمجھتے ہوں تو میں توبہ کرتا ہوں۔ اب ایسی صورت میں زید امام ہوسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب

بیشک ان اقوال بدتراز ابوال میں اللہ ورسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین ہے۔ اور ضرور کذب پر قدرت ماننا، اللہ عزوجل کو عیب لگانا ہے۔ کذب عیب ہے یہاں عیبی وہی نہیں جو عیب میں ملوث ہو۔ مولیٰ عزوجل کے سراپردہ عزت تک عیب کی رسائی ہوسکتی ماننا بھی اوسے عیبی بتانا ہے۔ اور جو عیبی ہوسکے ہرگز خدا نہیں۔ علمائے اسلام کتب عقائد وکلام میں تصریح فرماتے ہیں کہ الکذب علی اللہ تعالیٰ

محال ۔ صدق، اللہ عزوجل کی صفت ہے ۔ قال تعالیٰ ومن اصدق من اللہ قیلا وقال عزوجل من اصدق من اللہ حدیثا ۔ اور اسکی صفات واجب ۔ کذب ممکن ماننا صدق کو غیر واجب ماننا ہے ۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم ۔ اس مسئلہ کو تفصیلات سے سبحٰن السبوح عن عیب کذب مقبوح میں ملاحظہ کیجئے ۔ زید کو ہرگز امام نہ بنایا جائے ۔ اوس کے پیچھے نماز حرام ہے ۔ وہ مولوی بھی ٹلّوں سے پرلی طرف ہیں جنھوں نے کہا کہ "بیل گدھے کا اطلاق خیال لانے والے پر ہے" ۔ اون کا یہ قول نہیق حمار سے بدتر ہے اور صوت حمیر سے انکر ہے ۔ قائل صاف بک رہا ہے کہ "خیال لانا بیل گدھے سے برا ہے" نہ کہ خیال لانے والا ۔ پھر یہ بولی بول کر بھی کیا بنالیا؟ اب یہ ہوا کہ "حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خیال نماز میں لانے والا ایسا ہے کہ بیل گدھے اوس سے اچھے ہیں" ۔ حضور کا خیال معاذ اللہ اسد رجہ شنیع ہے کہ خیال کرنے والا ان بے تمیزوں کے نزدیک بیل اور گدھے سے بدتر ہے ۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ وھو الموفق للسداد وھو تعالیٰ اعلم ۔

مسئلہ ۲۲ ۔ از فرید پور ۔ بنگال ۔ مرسلہ مولوی عبدالمجید صاحب قادری رضوی سلمہ جمادی الاولیٰ ۵۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ مطابق مذہب حنفی اشرفعلی تھانوی کو کیا کہنا چاہیئے؟ بینوا توجروا ۔

الجواب

علماء عرب وعجم نے شخص مذکور کو اس بنا پر کافر کہا کہ اوس نے حضور پرنور محبوب رب العالمین محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس میں ایسی صریح گستاخی کی اور کھلی گالی دی جس میں اصلا تاویل ممکن نہیں ۔ برسہا برس سے وہ اور اوس کے حواری سب سر جوڑ کر تاویل کی کوشش کیا کئے مگر ناکام و نامراد رہے ۔ کوئی کچھ کہتا ہے، اور کوئی کچھ ۔ اور سب بیہودہ پا در ہوا، محض لغو و باطل پوچ لچر ۔ اوس کی اس صریح توہین پر کہ اوس نے اپنے حفظ الایمان ص۸ پر کی "پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اوس سے مراد بعض ہے یا کل ۔ اگر بعض ہے تو اوس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید وعمرو وبکر بلکہ ہر صبی ومجنوں بلکہ جمیع حیوانات وبہائم کیلئے بھی حاصل ہے" ۔ لاریب یہ کفر صریح ہے اور سخت تر دشنام حضور سید الانبیاء علیہ الصلاۃ والسلام مادامت اللیالی والایام کی شان رفیع میں شخص مذکور نے مدتہا مدت بعد ایک چو ورقی کتابچہ شائع کی جس کا نام "بسط البنان لکف اللسان عن کاتب حفظ الایمان" اس میں لغو باطل تاویلات کیں ۔ کفر واضح وفاضح سے توبہ نصیب نہیں ہوئی ۔ اوس کتیبا کے دو رد جبھی ۳۰ھ میں وقعات السنان" ادخال السنان" شائع کر دیئے گئے ۔ جو بحمدہ تعالیٰ ابتک لاجواب ہیں اور ان شاء اللہ تعالیٰ قیامت تک لاجواب رہیں گے ۔

اور حق کے مقابل باطل کب جم سکتا ہے۔ آفتاب حق کے طلوع کرتے ہی ظلمات باطل دور ہو جاتی ہیں، جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ؕ کا جلوہ آشکارا ہوتا ہے۔" وقعات السنان" اور "ادخال السنان" میں روز روشن سے زائد اوس قول قبیح کا کفر صریح ہونا واضح کر دیا۔ وللہ الحجۃ البالغۃ علماء حرمین محترمین نے کفر مذکور کی نسبت فرمایا ہے جو اوس کے اس قول بدتر از بول پر مطلع ہو کر اوس کے کافر اور مستحق عذاب ہونے میں شک کرے خود کافر من شك فی كفرہ وعذابه فقد كفر. علماء حرمین کا فتویٰ جسے دیکھنا ہو وہ "حسام الحرمین" دیکھے اور ہند و سندھ و پنجاب وغیرہ کے علماء کا متفقہ فتویٰ جسے ملاحظہ کرنا ہو وہ "الصوارم الهندیة" ملاحظہ کرے۔ اور شخص مذکور اور اوس کے حواریوں کے دھوکے اور فریبوں سے جسے بچنا اور اون کی تاویلات رکیکہ باطلہ کی دھجیاں جسے اڑانا ہو وہ "وقعات السنان" وغیرہ دیکھے۔ وباللہ التوفیق وھو تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۳۔ از بمبئی بھوہاری محلہ چراغ انور ہوٹل مرسلہ منشی مصطفیٰ خاں قادری برکاتی۔

بھڑی کی جامع مسجد کا مقدمہ علما سے ضروری استفسار حضرات مقلدین علمائے اہلسنت سے بھڑی کی جامع مسجد کے مقدمہ کے متعلق ایک ضروری استفسار ایک ایسی جماعت نے جو اس کی قائل ہے "کہ دین کا معاملہ اوس دن سے پیچیدہ اور مشکل ہو گیا جب سے علما نے طریقہ نبوی یعنی عملی تعلیم سے روگردانی کی اور کتب فقہ کے مجادلات اور قیل و قال کو اپنا شیوہ بنا لیا پھر ستم یہ کیا کہ مخلوق خدا کو مجبور کرنے لگے کہ دین کو ان کتابوں سے حاصل کریں قیود و شرائط رموز پر کاربند ہوں جو انھوں نے اپنی عقل و رائے سے قرار دے رکھے ہیں بے شمار قیدیں اور شرطیں ہیں انسان دیکھتے ہی گھبرا جاتا ہے اور کسی طرح نہیں سمجھتا کہ ان میں حق کتنا ہے اور باطل کتنا علاوہ ازیں ان کتابوں میں طرح طرح کے ایسے مسائل موجود ہیں جو کبھی واقع نہیں ہوتے وہ محض فرض و تخمین کی پیداوار اور ذہن و دماغ کے اختراع ہیں ان سے کوئی علم بھی حاصل نہیں ہوتا البتہ دماغ پریشان اور فکر پراگندہ ہوتی ہے اور سب سے بڑی یہ بات ہے کہ وہ نہ تو خدا کے احکام ہیں اور نہ اون پر کاربند ہونے کا اوس نے حکم دیا ہے۔ کوئی مضائقہ نہیں کہ یہ کتابیں کتب خانوں میں بطور تاریخی یادگاروں کے محفوظ رکھی جائیں یہ تو کسی حال میں بھی درست نہیں کہ ہم اون کتابوں کو مقدس مان کر اون کی عبادت شروع کر دیں ان کی سطر سطر کو وحی سمجھیں اور اختلاف کو ناقابل معافی گناہ سمجھیں۔ علما نے تقلید کو شیوہ بنا لیا ہے پھر ستم یہ کہ تمام مسلمانوں پر ان کتابوں کے اتباع اور اون کے مصنفین کی تقلید ضروری ٹھہراتے ہیں اگر کوئی روگردانی کرے اور کہے کہ میرے لئے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کفایت کرتی ہے اس پر زندیقیت اور خروج عن الملت کا فتویٰ لگا دیتے ہیں۔" مولوی محمد ابراہیم صاحب پیش امام مسجد کھڑک سے تھانہ کے کورٹ میں سوال کیا گیا کہ صرف قرآن حدیث پر چلنے والا آدمی مسلمان

ہے یا نہیں مولوی صاحب موصوف نے جواب دیا کہ "صرف قرآن حدیث پر چلنے والا آدمی کامل مسلمان نہیں
ہوتا اسلام کی تمام ضروری باتیں قرآن و حدیث میں تفصیلاً نہیں ہیں ان میں سے اکثر پائی جاتی ہیں مسلمانوں
کو ائمۂ اربعہ کی تقلید کی ضرورت ہے جو ان کی تقلید نہ کرے وہ دائرۂ اسلام سے خارج ہے سنی نہیں۔"
آیا یہ جواب مولوی صاحب موصوف کا صحیح و درست ہے یا خلاف دین وملت اور کیا تمامی آیات
قرآنیہ اور احادیث نبویہ پر کسی کو عمل ممکن ہے اور کیا اجماع امت اور قیاس مجتہدین اصول مذہب دین سے
نہیں ہیں؟ اور اگر ہیں تو اون کے منکرین کا کیا حکم ہے اور کیا بغیر کتب فقہ کے احکام کی تعمیل کے کسی کا اسلام
کامل ہو سکتا ہے؟ اور جماعت مذکورۂ بالا اور جو کہ اپنے کو اہل قرآن و اہل حدیث کہتے ہیں اہلسنت
وجماعت سے ہیں یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب: اصول شرع چار ہیں۔ کتاب اللہ، سنت رسول اللہ (جل جلالہ وصلی اللہ علیہ وسلم) اجماع امت،
قیاس۔ اصل من کل وجہ اور اصل الاصول کتاب اللہ ہے۔ اور اصلیں ایک جہت سے اصل ہیں دوسری
جہت سے فرع۔ جس طرح سنت کو مخالف بھی اصل مانتا ہے مگر اس سے انکار نہیں کر سکتا کہ وہ فرع کتاب اللہ
ہے، یونہیں اجماع امت وقیاس ہمارے نزدیک اصل بھی ہیں اور فرع بھی۔ بیشک جو ان اصول اربعہ سے
کتاب یا سنت یا اجماع امت کا منکر ہو وہ خارج از اسلام ہے اور قیاس کے منکر
کی بھی تکفیر کی گئی ہے۔ سنت کتاب اللہ سے ثابت اور اجماع
وقیاس کتاب وسنت دونوں سے تو جو ان تین سے کسی کا منکر ہے وہ اصل کتاب ہی کا در اصل منکر ہے۔
اور جو ان میں سے بعض پر چلے اور بعض پر نہ چلے اوس کے دین میں ضرور نقصان ہے۔ مولوی ابراہیم صاحب
کا مطلب درست ہے مگر الفاظ برے ہیں کہ صرف قرآن وحدیث پر چلنے والا کامل مسلمان نہیں ہوتا جس نے
وہ سوال کیا تھا اوس سے پوچھا ہوتا مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ۔ جبکہ مسلمانوں کا یہ ایمان ہے صرف قرآن
پر چلنے والا مسلمان ہے یا نہیں جو جواب وہ اس کا دیتا وہی جواب اپنے سوال کا سمجھ لیتا۔ قرآن وحدیث
پر چلنے والا مسلمان ہے تو چاروں اصول کو مانتا ہے۔ جو چار اصول نہیں مانتا وہ قرآن وحدیث کا نام ہی
لیتا ہے درحقیقت وہ قرآن وحدیث پر چلتا ہی نہیں۔ اگر قرآن وحدیث پر چلتا تو ہرگز اجماع امت وقیاس
کا منکر نہ ہوتا، ضرور اون پر چلتا۔ جیسے صرف قرآن پر چلنے کے مدعی، اہل قرآن اپنے آپ کو کہنے والے حدیث
کے منکر ہرگز قرآن پر نہیں چلتے۔ کہ مَا آتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا۔ اور فَاسْئَلُوْا
اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۞ اور فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي
الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ ۞ اور كَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً

وَّسَطًا لِّتَکُوْنُوْا شُھَدَاءَ عَلَی النَّاسِ ۔ اور کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ ۔ اور وَمَنْ یُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَاتَبَیَّنَ لَہُ الْھُدٰی وَیتبع غیر سبیل المومنین نولہ ما تولی و نصلہ جہنم وَسَاءَتْ مصیراً ہ اور فَاعْتَبِرُوْا یَااُولِی الْاَبْصَارِ ہ وَاَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُوْلِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ ۔ اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَہٗ مَکْتُوْبًا عِنْدَھُمْ فِی التَّوْرٰۃِ وَالْاِنْجِیْلِ (الی قولہ تعالیٰ) وَاتبعوا النور الذی انزل معہ اولئک ھم المفلحون ہ ان آیات کریمہ کو پس پشت ڈالتے ہیں ۔ یوہیں یہ حدیث پر چلنے کے مدعی اہل حدیث بننے والے اگلی دو آیتوں کے سوا آیتوں اور **حدیث** اِنَّ اللّٰہَ لَایَجْمَعُ اُمَّتِیْ عَلٰی ضَلَالَۃٍ ۔ ویداللہ علی الجماعۃ ۔ ومن شذ شذ فی النار اور **حدیث** الا سألوا اذ لم یعلموا فانما شفاء العی السؤال اور **حدیث** نضراللہ عبداً سمع مقالتی فحفظھا ووعاھا واداھا فرب حامل فقہ غیر فقیہ ورب حامل فقہ الی من ھو افقہ منہ اور **حدیث** معروف ومشہور حضرت سیدنا معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حین بعثہ النبی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) الی الیمن قال کیف تقضی اذا عرض لک قضاء فقال اقضی بکتاب اللہ فقال فان لم تجد فی کتاب اللہ قال بسنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فان لم تجد فی سنۃ رسول اللہ قال اجتھد برائی فقال علیہ السلام الحمد للہ الذی وفق رسول رسول اللہ بما یرضی بہ رسول اللہ ۔ اور **حدیث** انما نزل کتاب اللہ یصدق بعضہ بعضا فلا تکذبوا بعضہ ببعض فما علمتم منہ فقولوا وما جھلتم **فکلوہ** الی عالمہ اور **حدیث** انزل القرآن علی سبعۃ احرف لکل آیۃ منھا ظھر وبطن ولکل حد مطلع اور **حدیث** العلم ثلثۃ آیۃ محکمۃ او سنۃ قائمۃ او فریضۃ عادلۃ وما کان سوی ذلک فھو فضل وغیرہ سے مونہہ پھیرتے ہیں ۔ جیسے غیر مقلدوں کے نزدیک بھی ، وہ اہل قرآن بننے والے حدیث کا انکار کرنے والے ہرگز مسلمان نہیں ۔ کامل الایمان ہونا تو بڑی بات ہے ۔ یوں ہی اہل سنت کے نزدیک اجماع امت کا منکر نیز قیاس کا ہاں ہاں قرآن نے فرمایا اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ہ ہاں ہاں اوس نے ارشاد کیا نزلنا علیک الکتٰب تبیانا لکل شیئ ہاں ہاں اوس کا ارشاد ہے ما فرطنا فی الکتاب من شیئ اور بیشک بیشک لاریب اوس کا ہزار ارشاد حق ہے ۔ جیسے اہل قرآن بننے والے ، اہل حدیث بننے والوں کے نزدیک بھی اس آیت کو وہ اپنے مذہب کی دستاویز نہیں بنا سکتے نہ اس ارشاد سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سند ٹھہرا سکتے ہیں یہ جو انھوں نے فرمایا حسبنا کتاب اللہ ۔ یوہیں غیر مقلد ، اپنے آپ کو اہل حدیث کہنے والے کو حلال نہیں کہ وہ قرآن وحدیث پر اقتصار کرے اور اجماع و قیاس کا انکار ۔ بلا شک ارتیا بعاضرورضرور قرآن وحدیث میں سب کچھ ہے ۔ مگر کس کیلئے جو آنکھیں رکھتا ہو

جس کی آنکھ میں جتنی قوت ہے وہ اتنا دیکھتا ہے۔ یوں تو صرف قرآن عظیم ہی میں سب کچھ ہے لا رطب ولا یابس الا فی کتب مبین اور کل صغیر وکبیر مستطر اور ما فرطنا فی الکتاب من شیئ اور نزلنا علیک الکتاب تبیانا لکل شیئ وغیرہا آیات خود اوس کے ارشادات ہیں۔ من وتو اور ہم کہہ ومہ کے لئے تو یہ نہیں۔ قرآن جن پر نازل ہوا اون کے لئے ہر شیئ کا روشن بیان ہے۔ خود امت کیلئے نہیں۔ امت سے تو جس کو جتنا مبین قرآن علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سکھا دیا اوسے اوتنا علم ہوا۔ خود قرآن کا ارشاد ہے وانزلنا الیک الذکر لتبین للناس ما نزل الیھم ولعلھم یتفکرون۔ فقہ قرآن وحدیث سے الگ کوئی چیز نہیں۔ فقہ، شرح وتفسیر حدیث وقرآن ہے۔ فقہ اونھیں کا روشن بیان۔ فقہ، عطر مجموعہ سنت رسول وکتاب مجید فرقان ہے۔ فقہ مجمل کی تفصیل ہے۔ فقہ دینی تیسیر وتسہیل ہے۔ فقہ، راہ حسن وصواب ہدیٰ وثواب پر دلیل ہے۔ فقہ رحمت رب جمیل ہے۔ تفقہ واجتہاد جہاد اعظم واکبر ہے۔ تقلید ائمہ مجتہدین، فرض شرع مطہر ہے۔ قرآن اس کا گواہ حدیث اس کی شاہد ساری امت مرحومہ اس کی قابل اس کی قائل اس کی فاعل اس پر عامل۔ جس روز قرآن کا ارشاد نازل ہوا کہ اکملت لکم دینکم معلوم ہوگیا کہ بفضل اللہ تعالیٰ ہمارا دین کامل ہوگیا مگر جس طرح غیر مقلد کے نزدیک بھی بغیر حدیث کے کامل دین پر عمل ممکن نہیں جبتک مبین قرآن تبین بیان نہ فرمائیں اور مطالب قرآنیہ کا ایضاح نہ کردیں ناسخ منسوخ۔ عام وخاص۔ وفرض وندب۔ واباحت وارشاد وغیرہ کی وضاحت نہ فرمادیں۔ یہاں تک کہ بعض الفاظ شریعہ سے کیا مراد یہ نہ بتادیں قرآن پر عمل ناممکن۔

جو کتاب جس موضوع کی ہو اوس کے متعلق اوس میں سب کچھ ہوتا ہے۔ مگر جب تک استاد پڑھاتا نہیں مطلب سمجھا تا نہیں شاگرد نہیں جانتا تلمیذ نہیں سمجھتا۔ کتاب کامل ہے۔ جس موضوع پر لکھی گئی اوس کی پوری کامل بحث اوس میں موجود ہے۔ مگر یہ اوس کمال سے منتفع ومتمتع نہیں ہوسکتا جب تک بتانے والا بتائے نہیں۔ یا کتاب اندھیرے میں رکھی ہو روشنی نہ ہو تو اگرچہ وہ کامل ہو مگر دیکھنے والا اوسے بے روشنی نہیں دیکھ سکتا۔ یہی ہے وہ جو قرآن نے فرمایا قد جاءکم من اللہ نور وکتاب مبین ۞ اسی لئے فرماتے ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام عن المقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ الا انی اوتیت الکتاب ومثلہ معہ الا یوشک رجل شبعان علی اریکتہ یقول علیکم بھذا القرآن فما وجدتم فیہ من حلال فاحلوہ وما وجدتم فیہ من حرام فحرموہ وان ما حرم رسول اللہ کما حرم اللہ الا لا یحل لکم الحمار الاھلی۔ ولا کل ذی ناب من السباع ولا لقطۃ معاھد الا ان یستغنی عنھا صاحبھا ومن نزل بقوم فعلیھم ان یقروہ فان لم یقروہ فلہ ان یعقبھم بمثل قراہ ملک الحدیث صحیح عن الحسن بن جابر قال

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوشک ان یقعد الرجل منکم علی اریکتہ یحدث بحدیثی فیقول بینی وبینکم کتاب اللہ فما وجدنا فیہ حلالا استحللناہ وما وجدنا فیہ حراما حرمناہ وان ما حرم رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کما حرم اللہ عزوجل ایک اور حدیث ہے عن ابی رافع رضی اللہ تعالی عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا الفین احدکم متکئا علی اریکتہ یاتیہ من امری مما امرت بہ او نھیت فیقول لا ادری وما وجدناہ فی کتاب اللہ اتبعناہ ایک اور حدیث ہے عن العرباض بن ساریۃ رضی اللہ تعالی عنہ قال قام فینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ایحسب احدکم متکئا علی اریکتہ یظن ان اللہ (تعالی) لم یحرم الا ما فی ھذا القرآن الا وانی قد امرت ووعظت ونھیت عن اشیاء انھا مثل القرآن او اکثر وان اللہ لم یحل ان تدخلوا بیوت اھل الکتاب الا باذن ولا ضرب نسائھم ولا اکل ثمارھم اذا اعطوکم الذی علیھم ——— یوہیں جب تک ائمہ مجتہدین علماء دین متین جب تک بنظر غور و تامل قرآن و حدیث کو دیکھکر ہمیں اون کے مطالب سے آگاہ نہ فرماویں، ناسخ منسوخ وغیرہ نہ بتادیں، کلیات سے نئے نئے حوادث وجزئیات کا حکم استنباط کرکے نہ سمجھادیں اوس وقت تک عامۃ الناس کو دین کامل پر کامل عمل ممکن نہیں۔ جیسے سنت حضرت سرکار رسالت وصحابہ کرام علیہ ثم علیہم الصلوٰۃ والسلام سے دین کی تکمیل غیر مقلد بھی مانتے ہیں۔ یوہیں اہلسنت نائبان حضرت رسالت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ائمہ کرام علماء اعلام کے بیان و ایضاح مطالب کتاب و سنت نے۔ اون کے ارشادات کوئی اور چیز نہیں، مجمل کی تفصیل کلیات سے احکام جزئیہ کی تشکیل ہیں۔ جس طرح سنت کوئی دوسری چیز نہیں کتاب اللہ کی تفصیل و تفسیر و تاویل اور جزئیات کے احکام کی تشکیل ہے، جو کتاب اللہ میں منصوص نہیں۔ ظاہر تکمیل دین کے یہ معنی نہیں کہ دین بعد نزول قرآن ناقص تھا جسے سنت نے کامل کیا بلکہ یہ معنی ہیں کہ کتاب اللہ کو سنت کی عینک سے دیکھے گا تو کمال پائے گا۔ چراغ سنت ہاتھ میں لیگا تو پوری طرح اوسے نظر آئے گا۔ راہ سنت پہ چلے گا تو بروجہ کمال مقصد تک پہنچے گا۔ اوسے چھوڑے گا تو کامل طور پر دین نہ سیکھے گا اس کا دین ناقص رہے گا۔ عورتوں سے زیادہ۔ کہ اون کے لئے باعتبار رجال بعض امور میں خود شرع نے کمی رکھی ہے۔ اور اوس نے خود اپنے آپ عمل میں کمی کی۔ عورتوں کا دین فی نفسہ کامل ہے اوس میں نقصان اعتباری نسبتی ہے۔ اور اس کے دین میں نقصان حقیقی۔ سنت پر عمل کرتا تو دین کامل پہ عامل ہوتا۔ اور اگر سنت سے منہ موڑے گا جب تو کتاب اللہ ہی سے روگرداں ہوگا۔ سارے دین پہ نہ آدھے پر کسی پر بھی عامل نہ ہوگا۔ ایسے کو عاملۃ ناصبۃ تصلی نارا حامیۃ اور وقدمنا الی ما عملوا من عمل فجعلناہ ھباء منثورا کا مژدہ ملے گا۔ اور وہ کبھی ہرگز منزل تک بے قبول سنت، سنت پر چلے نہ پہنچ سکے گا۔ ؎ خلاف پیمبر کسے رہ گزید ٭ کہ ہرگز

بمنزل نخواہد رسید۔ اعاذنا اللہ تعالی من انکار السنن و انتھا کھا۔ علی ہذا القیاس سنت کو جب تک ائمہ دین متین حضرات مجتہدین کے ارشادات کی روشنی میں نہ دیکھے گا اندھیرے میں رہے گا۔ ہرگز منزل تک نہ پہنچ سکے گا۔ بھٹکتا پھرے گا۔ ائمہ کا دامن تھامے اون کے قدموں پر چلے گا تو راہ سنت پر گامزن ہوگا۔ اور یوں کتاب اللہ پر عمل کر سکے گا تو اس کا دین کامل ہوگا۔ اور اون کا دامن چھوڑے گا تو ہمیشہ نقصان میں ہوگا اس کا دین ناقص ہی رہے گا اور اون کے اصول سے منہ موڑے گا تو اندھے کنویں میں گرے گا جس سے بے اونھیں ہاتھ دیئے نہ نکل سکے گا۔ بئس المصیر پہنچے گا۔ اعاذنا اللہ تعالیٰ منہ آمین۔

بے شک کتاب اللہ نے دین کامل فرما دیا مگر اس کے ساتھ ہی یہ بھی بتا دیا۔ "تمھارے پاس دو چیزیں آئی ہیں ایک اللہ کی کتاب ایک خدا کا نور" کہ کتاب کو اس نور سے دیکھو۔ اللہ کے رسول سے کتاب اللہ کو سیکھو۔ رسول کتاب و حکمت سکھاتے ہیں کتاب کا ظاہر بھی سمجھاتے ہیں اور اوس کا باطن بھی اوس کے منصوصات کے مطالب بھی بتاتے ہیں اور اوس کے اشارات بھی تعلیم فرماتے ہیں۔ یعلمھم الکتب والحکمۃ کلیات بھی پڑھاتے ہیں اور اون سے استنباط جزئیات بھی دکھاتے ہیں۔ رسول کی اطاعت اللہ ہی کی اطاعت ہے من اطاع الرسول فقد اطاع اللہ اسی لئے ارشاد ہوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول۔ بیشک اوس کتاب اللہ نے جس نے دین کامل فرما دیا ساتھ میں یہ بھی تو فرما دیا واولی الامر منکم اور اطاعت کروا نیے اولی الامر (علماء) کی اور یہ بھی تو فرما دیا فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون جب اپنے دین کی تکمیل یعنی دین پر کامل عمل کیلئے اہل ذکر سے دریافت کرنے اولی الامر کے حکم پر چلنے اور اون کی تقلید و پیروی کا حکم صاف ارشاد فرمایا تو تقلید ائمہ دین اہل ذکر، کمال دین اور غیر مقلدی نقصان دین۔ بے شک بیشک سنت سے تکمیل دین ہے۔ مگر سنت کی تعلیم وہ تو کار ائمہ دین متین ہے۔ جب تک اون کی پیروی نہ ہوگی راہ راست نہ ملے گی۔ حدیقہ ندیہ میں ہے "ضد البدعۃ فی العادۃ السنۃ الزائدۃ المقابلۃ لسنۃ الھدیٰ ومعنی زیادتھا کونھا لیست لتکمیل الدین بخلاف سنۃ الھدیٰ فان الدین یتکمل بھا" دیکھو! حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بآں کہ قرآن کا وہ ارشاد ہے الیوم اکملت لکم دینکم یہ فرمایا ایحسب احدکم متکئا علی اریکتہ یظن ان اللہ لم یحرم الامافی ھذا القرآن۔ الحدیث بلکہ خود قرآن کا ارشاد سنایا قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ اور یاقوم اتبعونی اھدکم سبیل الرشاد اور ما اتٰکم الرسول فخذوہ وما نھاکم عنہ فانتھوا۔ بعد نزول آیت کریمہ اکملت الکم یہ ارشاد نہ فرمایا کہ اب تمہارا دین تو کامل ہو ہی گیا ہے قرآن سے ہی اپنے سارے دینی احکام دیکھ لیا کرو۔ دیکھو! حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بآں کہ سنت سے کتاب اللہ کے اجمال کی ضروری تفصیل فرما دی ناسخ منسوخ کی، عام

خاص وغیرہ کی تعلیم دیدی یہی ارشاد فرمایا اصحابی کالنجوم فبایھم اقتدیتم اھتدیتم. صحابہ کی پیروی وتقلید کا حکم ہوا یہ نہ فرمایا کہ ہمارے ارشادات جمع کئے جائیں قرآن کے ساتھ شائع کردیئے جائیں کہ اہل قرآن بننے والے قرآن ہی سے اپنا دین سیکھ لیں اور اہل حدیث بننے والے قرآن وحدیث دونوں سے اپنے دین کی تعلیم حاصل کرلیں۔ بلکہ جمع حدیث کی تو ممانعت فرمائی تھی اگرچہ وہ حتمی نہ تھی۔ دیکھو! حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قرآن کیساتھ اپنی سنت کی پیروی کا حکم فرمایا اپنی سنت کے ساتھ سنت خلفاء کی پیروی کا حکم دیا کہ فرمایا علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین من بعدی اس کے ساتھ اقتداء صحابہ کا حکم فرمایا۔ سواد اعظم کے اتباع کو ارشاد فرمایا۔ نیز اجماع امت کو حق بتایا تفقہ واجتہاد کو سراہا۔ تکمیل دین کی یہ راہ ہے جو حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے بتائی جو اس سلسلہ کو تھامے رہے گا وہی راہ سنت پر مستقیم رہے گا۔ جو اسے چھوڑے گا سنت سے مونہہ موڑیگا۔ اپنا نقصان وخسارہ کریگا۔ تحصیل وتکمیل، علم وعمل کی اس راہ پر چلے گا تو دین کامل پائے گا۔ قرآن وحدیث کو اون کے علماء سے حاصل کرے اون کی پیروی کرے۔ ورنہ ڈرے کہ کسی گڑھے میں نہ گرپڑے۔ شیطان اوسے دھکا نہ دیدے قرآن وحدیث سے ہدایت پانے والے ہدایت پاتے ہیں۔ اور گمراہ ہوجانے والے گمراہ ہوجاتے ہیں۔ خود قرآن عظیم کا ارشاد ہے يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا وَّيَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا ؕ وَمَا يُضِلُّ بِهٖٓ اِلَّا الْفٰسِقِيْنَ الَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ وَيَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ فِى الْاَرْضِ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ۔ یوہیں حدیث کے لئے فرمایا گیا الاحادیث مضلۃ الا للفقہاء۔ فقہا صحابہ کی اقتداء صحابہ غیر مجتہدین وتابعین پر لازم ہوئی کہ اون کی اقتداء حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی کی اقتداء ہے۔ تابعین کی اقتداء تبع تابعین پر۔ کہ وہ نہیں مگر اقتداء صحابہ جو اقتداء سرکار رسالت علیہ افضل الصلوٰۃ والتحیۃ ہے۔ صحابہ میں بوجہ اختلافات حدیث اور اپنے اپنے اجتہادات کی بنا پر اختلاف جاری ہوا۔ وہ اختلاف اون کے پیرؤں مقلدوں میں ساری ہوا۔ تابعین وتبع تابعین مجتہدین میں اپنے اپنے اصول سے نئے حوادث کے احکام استنباط کرنے میں اور اجتہادی اختلافات ہوئے۔ اور وہ اون کے مقلدوں میں جاری اور ساری رہے، مگر یہ سب ایک ہی درخت کی شاخیں ہیں حاصل سب کا ایک ہی۔ جیسے شاخوں کے متعدد ہونے سے ثمر مختلف نہیں ہوسکتا جس شاخ سے حاصل کرو ثمر وہی ملے گا کسی سے آم کسی سے املی نہیں مل سکتی۔ ایک ہی دریا کی سب نہریں ہیں۔ پانی سب میں وہی، دریا کا پانی ہے۔ ایک ہی راہ کی یہ متعدد شاخیں ہیں جو اصل سے ملی ہیں۔ جس سڑک پر چلوگے اصلی راہ پر پہنچوگے۔ اسی لئے ارشاد ہوا ہے بایھم اقتدیتم اھتدیتم۔ اور جو اصل راہ ہے اوس سے مونہہ موڑوگے تو بئس المصیر پہنچوگے۔ جس سے بھاگے تھے یعنی اقتداء اور پیروی

یہاں بھی نجات نہیں۔ اب شیطانی پیروی ہوئی یہ اختلاف، اختلاف مذموم و ممنوع نہیں۔ یہ اختلاف رحمت ہے۔ کما فی الحدیث حدیقہ ندیہ میں فرمایا لعل قائلا یزعم ان المجتھدین من اھل السنۃ والجماعۃ اختلفوا ایضا اختلافا کثیرا وتباینوا تباینا شدیدا فھم وان اختلف اجتھادھم فیما یسوغ فیہ الاجتھاد فقد اجتمعوا من حیث لم یخالف واحد منھم کتابا نصا ولا سنۃ قائمۃ ولا اجماعا ولا قیاسا صحیحا عندہ وان کل واحد منھم قد ادی ما کلف من الاجتھاد واحد الاجر الموعود علی طلب الثواب۔ دیکھو! ہاں کہ قرآن عظیم میں سب کچھ ہے کوئی بات ایسی نہیں جو اوس میں نہیں۔ مگر حضور کے ارشادات سے یہی واضح ہوا کہ صحابہ بھی قرآن سے ہر حلال و حرام معلوم نہ فرما سکتے تھے۔ من وتو کی کیا گنتی۔ دیکھو! جس طرح ہاں کہ قرآن عظیم ہر شئے کا روشن تبیان ہے۔ اتباع سنت بھی ضرور ہے بے اتباع سنت قرآن عظیم تک رسائی ناممکن۔ یوہیں اگرچہ سنت نہایت روشن بیان ہے مگر اوس تک رسائی بے پیروی واتباع علماء سنت ممکن نہیں۔ کہ جیسے قرآن عظیم میں ناسخ منسوخ وغیرہ ہے یوہیں سنت میں بھی۔ کتاب و سنت کا علم حاصل کرنے، انھیں سمجھنے کیلئے ہم ائمہ وعلماء کے محتاج ہیں۔ تفاسیر قرآن وشروح حدیث کے ہم حاجت مند ہیں۔ تقلید کے بغیر ہم ایک قدم نہیں اٹھا سکتے۔ امام بخاری وغیرہ محدثین کو اگر یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ حدیث کے مطالب کے ایضاح کیلئے مونہہ کھولیں، احادیث سے استنباط مسائل کریں تو یا رب ائمہ مجتہدین جو بخاری وغیرہ سے اقدم اور کہیں زیادہ افقہ واعلم ہیں۔ ان کا یہ حق (جنکی تقلید جن کے اتباع و پیروی کا قلادہ امام بخاری کا بھی زیب گلو ہے) غیر مقلدین کیوں سلب کرتے ہیں؟ یہ بربنا تقلید ائمہ مجتہدین ہم کو مصداق آیۃ اِتَّخَذُوْا اَحْبَارَھُمْ وَرُھْبَانَھُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ بتانے والے، بخاری تو بخاری شوکانی بلکہ قنوجی وبھوپالی پر سر منڈانے والے خود اپنے آپ کو اس کا مصداق کیوں نہیں جانتے؟ اے بخاری وغیرہ کو اپنے طور پر ارباب من دون اللہ ٹھہرانے والو امام بخاری وغیرہ محدثین ہی کی مانو! تقلید وتفقہ واجتہاد کو حق جانو۔ دیکھو! تحصیل وتکمیل۔ دینی علم وعمل کی راہ یہ ہے جو اس راہ پر چلو گے تو دین کامل پاؤ گے۔ قرآن وحدیث کو علماء کتاب وسنت سے لو۔ اون کی پیروی کرو ورنہ ڈرو کہ کسی عمیق گڑھے میں نہ گر پڑو۔ بلکہ شیطان نے دھکا دیا اور تم گر چکے ہو۔ اگر اوس گہرے گڑھے سے نکلنا چاہو تو اوسکی ایک یہی صورت ہے کہ تقلید کرو۔ ـــــــــ

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جب تک اس عالم ظاہر میں جلوہ افروز تھے اختلاف رہ ہی نہیں سکتا تھا جب حضور نے اس عالم سے رحلت فرمائی صحابہ کہ سب مجتہد تھے جو جو امور مجمع علیہ تھے اون کے سوا بہت امور میں اپنے اجتہاد سے مختلف ہوئے۔ جیسے وہ سب بحکم حدیث حق وہدایت پر ہیں یوہیں سارے ائمہ مجتہدین رضوان اللہ تعالٰے علیہم اجمعین۔ جیسے صحابہ کی اقتدار کمال دین ہے یوہیں ائمہ مجتہدین کی تقلید۔ جو وجوہ اختلاف صحابہ کے ہیں وہی

وجوہ اون کے اختلاف کے ـــــ بیشک وہ کامل الاسلام نہیں جو سنت سرکار رسالت کو چھوڑے اس پر عمل پیرا نہ ہو۔ پیروی صحابہ، قرآن کے ارشاد فاسئلوا اهل الذكر پر عمل نہ کرے اور وہ مسلمان نہیں جو اوامر قرآنیہ، احکام حدیثیہ سے مونہہ موڑے اونھیں نہ مانے اوس کا دین کامل نہیں۔ اوس کا دین باطل ہے۔ ترک تقلید گمراہی ہے۔ بیشک وہ شخص سنی نہیں ـــــ

غیر مقلدین زمانہ پر جو حکم کفر ہے اور وجوہ سے ہے نہ بوجہ ترک تقلید۔ ہماری اس تحریر سے اگرچہ سوال کا جواب کافی ہوگیا۔ بیہودگی غیر مقلد کا اگرچہ جواب کچھ ضرور نہیں مگر اوسے آگے آئینہ بھی دکھا دیا جائے گا جس میں اوسے اوسکی مکروہ صورت نظر آجائے گی یہاں اپنی تائید اور مسلمانوں کے نفع مزید کیلئے اسوقت جو دو ایک کتابیں سامنے موجود ہیں اون سے بعض عبارات پیش کریں۔ حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ میں حضرت عارف باللہ سیدی عبدالغنی نابلسی قدس سرہ القدسی زیر حدیث حضرت مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ ومثله معه وهو السنة النبوية فان الله تعالى اتاه اياها ايضا كما آتاه الكتاب پھر مدخل امام بیہقی سے نقل فرماتے ہیں وسنة رسول الله صلى الله عليه وسلم من ثلاثة اوجه احدها ما انزل الله تعالى فيه نص كتاب فسن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم بمثل نص الكتاب والثانى ما انزل الله تعالى فيه جملة كتاب فبين عن الله معنى ما اراد بالجملة واوضح كيف فرضها أعاما اوخاصا وكيف اراد ان ياتى به العباد والثالث ما سن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم فما ليس فيه نص كتاب فمنهم من قال جعل الله له بما افترض من طاعة وسبق فى علمه من توفيقه لرضاه ان يسن فيما ليس فيه نص كتاب ومنهم من قال لم يسن سنة قط الا ولها اصل فى الكتاب كما كانت سنته لتبيين عدد الصلوة وعملها عن اصل جملة فرض الصلوة وكذلك ما سن فى البيوع وغيرها من الشرائع لان الله تعالى قال لَا تَاْكُلُوْا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّا اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ. وقال اَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا فما اَحَلَّ وحَرَّمَ فانما بين فيه عن الله عز وجل كما بين الصلاة۔ ومنهم من قال بل جاءته به رسالة الله جل ثناؤه فاثبت سنته بفرض الله عز وجل ومنهم من قال القى الله تعالى فى روعه كلما سن وسنته الحكمة التى ابقيت فى روعه عن الله عز وجل **اوسی میں** مدخل مذکور امام بیہقی کی روایت بھی ہے عن عبد الله بن ابى رافع قال سمعت ام سلمة عن النبى صلى الله تعالى عليه وسلم فى قصة الرجلين يختصمان فى موارث واشياء قد درثت فقال انما اقضى بينكما برأى فيما لم ينزل على فيه۔ **اوسی میں ہے** دروى ايضا باسناده عن ابن شهاب ان عمر بن الخطاب رضى الله تعالى عنه قال وهو على المنبر ان الرأى انما كان من رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم مصيبا لان الله عز وجل كان يريه انما هو منا الظن والتكلف ـــــ

اوسی میں ہے وذکرالبیھقی ایضا قال وامراللہ ایاہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم وجھان احدھما وحی ینزلہ فیبتلی علی الناس والثانی رسالۃ عن اللہ تعالیٰ والحکمۃ ماجاء تہ الرسالۃ بہ عن اللہ فاثبت سنۃ لرسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ۔ **اوسی میں ہے** وعن حسان بن عطیۃ قال کان جبرئیل علیہ السّلام ینزل علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالسنۃ کما ینزل علیہ بالقرآن یعلمہ ایاھا کما یعلمہ القرآن اھ وقدمنا ھذا فیما سبق فالسنۃ مما اتاہ اللہ تعالی لنبیہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ولیست مما جا بھا من تلقاء نفسہ اوسی میں حدیث مذکور کے لفظ علیکم بھذا القرآن کے نیچے تحریر فرمایا علیکم أیُّ الزموا الاقتصار علی العمل بھذا القرآن فما وجد تم فیہ ولا یمکن ان یجد والا بحسب قدرتھم والا فکل شیئی فی القرآن کما قال تعالی مافرطنا فی الکتب من شیئی فالقاصر یجد علی حسب قصورہ فیلزم ان یجھل اکثر ما یعلم (من) حکم حلال ہو ھو ما نص علی تحلیلہ بعینہ اوجنسہ کالبیع واکل الخبز فاحلوہ ای احکموا بحلہ واعملوا علی ذلک وما وجد تم فیہ (من) حکم حرام ہو ھو ما نص علی تحریمہ بعینہ اوجنسہ کالربوا والرشوۃ فحرموہ ای احکموا بتحریمہ ایضا واترکوا العمل بہ ۔ وھذا القول من قائلہ ذالک الرجل المذکور فیہ قصور واضح اذلا یمکنھم ان یجدوا فی القرآن کلما حللہ اللہ تعالی لھم وحرمہ علیھم وان کان القرآن جامعا لجمیع ذلک فلا بد من النظر فی السنۃ النبویۃ ایضا فان فیہا بیان ما خفی فی القرآن وایضاح مجملہ وتفصیل مقتضیاتہ ۔ **اوسی میں** زیر حدیث ابی رافع رضی اللہ تعالی عنہ ہے لا اُلفین ای اجدن والمعنی لاجعلنی اللہ تعالی اجدن احدکم متکئا علی اریکتہ یاتیہ امری ای شانی مما ای من جھۃ الامر الذی امرت بہ الامۃ بطریق الخلافۃ عن اللہ تعالی فی الارض اونھیت الامۃ عنہ بالنیابۃ عن اللہ تعالی فیقول لاادری ھذا الوارد الی الامر والنھی وما ای الحکم الذی وجدناہ فی کتاب اللہ تعالی من الامر والنھی اتبعناہ لاغیر وھذا قول من طبع اللہ علی قلبہ فاراد ان یفرق بین اللہ ورسولہ ولن یصل الی ذلک ابدا۔ قال البیھقی فی المدخل زاد ابوعبد اللہ فی روایتہ بھذا الاسناد عن الشافعی رضی اللہ تعالی عنہ قال وفی ھذا تثبیت الخبر عن رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم واعلامھم انہ لازم لھم وان لم یجدوا لہ نص حکم فی کتاب اللہ عزوجل ۔ **اوسی میں** زیر حدیث عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالی عنہ ہے ایحسب احدکم متکئا علی اریکتہ یظن ان اللہ تعالی لم یحرم علی الامۃ شیئا الا ما ای الذی فی ھذا القرآن من المحرمات الظاھرۃ منہ لکل احد والا فقد قال تعالی مافرطنا فی الکتاب من شیئی ۔ وفی الحدیث قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم الحلال ما احل اللہ والحرام ما حرم اللہ فی کتابہ ۔ وما سکت عنہ فھو مما عفا عنہ ۔ اخرجہ السیوطی

فی الجامع الصغیر۔ فان فی القرآن من الاحکام ما لا یظہر بالبداہۃ لغالب الانام ولہذا المادقّ نظر امامنا ابی حنیفۃ رضی اللہ تعالی عنہ فی استنباط المسائل من القرآن ما لم یعثر علیہ اکثر المجتہدین نسب الیہ القاصرون القول بالرأی فان من وجد الحکم فی کتاب اللہ تعالی لا یعدل عنہ الی السنۃ ومن لم یجدہ فی الکتاب عدل الی السنۃ الاولی قد امرت بالمعروف الذی وجدتہ فی کتاب اللہ تعالی ما لم یجدہ غیری وھی الحکمۃ التی قال اللہ تعالی عنہا وانزل اللہ علیک الکتٰب والحکمۃ وھی السنۃ النبویۃ کما قدمناہ فان امرہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم امر اللہ تعالی لانہ نبیہ ورسولہ۔ روی البیہقی فی المدخل باسنادہ عن ابی جعفر عن رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم انہ دعی الیہود فسالہم فحدثوہ حتی کذبوا علی عیسیٰ علیہ السلام فصعد النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم المنبر فخطب الناس فقال ان الحدیث سیفشو عنی فما یوافق القرآن فھو عنی وما اتاکم عنی یخالف القرآن فلیس عنی۔ وقال الشافعی رضی اللہ تعالی عنہ ولیس یخالف الحدیث القرآن ولکن حدیث رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم مبین معنی ما اراد خاصًا وعامًا وناسخًا ومنسوخًا ثم یلزم الناس ما سن بفرض اللہ تعالی فمن قبل عن رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فعن اللہ قبل۔ وعن علی رضی اللہ تعالی عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم انہا تکون بعدی رواۃ یروون عنی الحدیث فاعرضوا حدیثھم علی القرآن فما وافق القرآن فحدثوا بہ وما لم یوافق القرآن فلا تاخذوا بہ ووعظت ای ذکرت الترغیب والترہیب وبشرت وانذرت اخذا من کتاب اللہ تعالی بوجہ لم ینکشف لغیری۔ ونہیت الامۃ عن اشیاء من الاقوال والاعمال و الاعتقادات والاحوال التی وصلت الی من کتاب اللہ تعالی۔ ولم یہتد الی طریقہا احد من المجتہدین اصلا لان طریق الوصول الیہا الوحی والنبوۃ لا الاجتہاد وان اقر النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم قول المجتہد المخطی ووعدہ بالثواب علیہ مرۃ لضرورۃ فقدان الوحی والنبوۃ انہا ای تلک الاشیاء التی نہیت عنہا مثل المناہی الظاہرۃ لکم من القرآن لانی اخذتہا منہ بالوحی والنبوۃ ولا امر ونہی الا ما فی القرآن یدل علیہ ما رواہ البیہقی فی المدخل باسنادہ عن ابن طاوس عن ابیہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فی مرضہ الذی مات فیہ یا یہا الناس لا تمسکوا علی بشیء فانی لا احل الا ما احل اللہ ولا احرم الا ما حرم اللہ فی کتابہ اھ وجمیع علم النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم من القرآن لکنہ من وجہ الوحی والنبوۃ فلہذا لا یمکن ان یصل الیہ غیر نبی وختم الاولیاء وان کان فی القرآن ایضًا کذلک ولکنہ من وجہ اخر غیر وجہ الوحی والنبوۃ وکذلک علم المجتہدین ولکنہم زادوا بالاخذ من بیان النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم الذی ھو السنۃ وبیان غیرھم من المومنین الذی ھو الاجماع

والتأمل بالمقایسة فی الکتاب والسنة والاجماع الذی ھو القیاس والکل یجتمعون فی اصل وا حد
ھو مأخذ ھم وھو القرآن اخذ منه النبی سنته والولی فتحه والمجتھد علمه - او اکثر من المناھی الظاھر
لکم من القرآن لزیادة اطلاع النبی صلی اللہ تعالی علیه وسلم علی کتاب اللہ تعالی مالم تطلع علیه
الاولیاء ولا المجتھدون فیکشف عن اکثر ماظھر لھم کلھم - فلھذا تمسك الامام الشافعی رحمه اللہ
تعالی وغیرہ من المجتھدین بالسنة اکثر من الکتاب - حیث قال الشافعی رضی اللہ تعالی عنه اذا
صح الحدیث فھو مذھبی - حضرت شیخ علامہ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ زیر حدیث ان اللہ لا یجمع علی
امتی علی ضلالة فرماتے ہیں: ہر چہ بداں اتفاق کنند جز حق و صواب نبود - و دست قدرت واحسان الٰہی
بر جماعت است - وایں کنایت است از بلائے استنباط احکام واطلاع بر دریافت حق - وکسیکہ تنہا افتد از
جماعت وبروں آید از سواد اعظم انداختہ می شود در آتش دوزخ اھ مختصرا - اسی حدیث مذکور کے نیچے حضرت
سیدی علامہ عبدالرؤف مناوی قدس سرہ فرماتے ہیں ان اللہ لا یجمع امتی ای علماء ھم علی ضلالة لان
العامة عنھا تاخذ دینھا والیھا تفزع فی النوازل فاقتضت الحکمة حفظھا وید اللہ علی الجماعة کنایة
عن الحفظ ای الجماعة المتفقه فی الدین فاھل السنة ھم الفرقة الناجیة اھ مختصرا - الا سألوا اذا لم
یعلموا یہ جس حدیث کا ٹکڑا ہے اوسکے نیچے حضرت شیخ محدث لکھتے ہیں - گفت جابر بن عبداللہ انصاری بیروں
آمدیم ما در سفری پس رسید مردے را از رفیقان ما سنگے پس جراحت کرد آں سنگ در سر آں مرد پس محتلم شد
آں مرد پس پرسید یاران خود را آیا می یابید برای من رخصت در تیمم - گفتند نمی یابیم برای تو رخصت در تیمم حالانکہ
تو قدرت داری بر آب و آب موجود است نزد تو - فہم کرد ند ایں جماعة از قول حق سبحانه فلم تجدوا ماءً
کہ وجود آب وقدرت بر تحصیل آں مانع است از جواز تیمم وندانستند کہ مراد قدرت بر استعمال وعدم تضرر بآنست -
پس غسل کرد آں مرد پس مُرد - پس ہرگاہ کہ باقدوم آوردیم بر پیغمبر صلی اللہ تعالی علیہ وسلم خبر کردہ شد آں حضرت
بایں واقعہ فرمود قتلوه قتلھم اللہ کشتند او را بکشد ایشاں را خدائے تعالی چرا سوال نکردند علما را وقتیکہ ندانستند حکم
پس نیست شفاء دور شدن علت عجز ونادانی ونافہمیدن مراد ونرسیدن بوے مگر سوال کردن وپرسیدن از
دانایان الخ - تیسیر شرح جامع صغیر میں زیر حدیث نضر اللہ عبدا ہے بین به ان راوی الحدیث
لیس لفقه من شرطه انما شرطه الحفظ وعلی الفقیه التفھم والتدبر - اشعة اللمعات میں زیر حدیث
حضرت سیدنا معاذ رضی اللہ تعالی عنہ ہے - گفت آں حضرت چہ گونہ حکم می کنی وبچہ حکم می کنی وقتیکہ پیش آید ترا
قضیہ گفت معاذ حکم می کنم بکتاب خدا گفت آنحضرت اگر نیابی آں حکم را در کتاب خدا گفت حکم می کنم بسنت
پیغمبر خدا صلی اللہ تعالی علیہ وسلم گفت پس اگر نیابی در سنت رسول خدا گفت معاذ کار بندم عقل وفکر خود را وتفسیر کنم در اجتہاد طلب
صواب پس دست زد پیغمبر خدا صلی اللہ تعالی علیہ وسلم در سینۂ معاذ از برائے تثبیت وافاضۂ زیادت علم - گفت آنحضرت سپاس

وستائش مر خدا ئیرا کہ توفیق داد رسول رسول خدا را بچیزے کہ راضی وخوشنود است بوے رسول وے۔ ودریں حدیث دلیل است بر شرعیت قیاس واجتہاد برخلاف اصحاب ظواہر کہ منکر قیاس اند۔ اوسی میں زیر حدیث انما نزل کتاب اللہ الخ ہے۔ انچہ بدانید از کتاب خدا وبرسد علم شما بداں پس بگوئید وبیاں بکنید وانچہ ندانید ونرسد علم شما پس بسپارید آں را بداننده او یعنی اللہ تعالیٰ ورسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ وبعضے گفتہ اند مراد عالمے ست کہ علم کتاب وتفسیر آں دارد۔ اوسی میں زیر حدیث انزل القراٰن علی سبعۃ احرف الخ ہے۔ مراد فرستادہ شدہ است قراٰن بر ہفت حرف۔ حرف در لغت بمعنی طرف است واینجا ہفت نوع وہفت طریق وانچہ مناسب ایں معنی افتد مراد است ہر آیتی را از اں حروف سبعہ کہ قراٰن براں منزل است ظاہرے است وباطنی مراد بظاہر انچہ ہمہ اہل زباں می فہمند وباطن انچہ بندگان خاص حق تعالیٰ براں مطلع اند یا مراد بظاہر انچہ بیان می کنند آنرا تفسیر وباطن انچہ کشف می نماید آنرا تاویل وتفسیر انچہ متعلق بروایت است وتاویل انچہ متعلق بدرایت است۔ وبعض گویند مراد بظہر ایمان وبطن عمل۔ یا بظہر قرأت وتلاوت وبطن تفہیم وتدبر یا ظہر لفظ وبطن معنی یا مراد آنست کہ قصص قراٰن در ظاہر اخبار است ودر باطن اعتبار ولکل حد مطلع بضم میم وفتح طا مشددہ جا ر بلند کہ براں برآیند وبر پایان وے مطلع شوند وحد بمعنی طرف ونہایت از ظہر وبطن را حدے ونہایتے ست وہر حد ونہایت را مقامے ست کہ ترقی وصعود براں مقام اطلاعی واقع می شود براں حد ونہایت پس مطلع ظہر تعلم عربیت است وعلومیکہ ظاہر معنی قراٰن بداں متعلق است ومعرفت اسباب نزول وناسخ ومنسوخ وامثال و مطلع بطن ریاضت واتباع ظاہر وعمل بمقتضای آں وتزکیۂ نفس وتصفیہ قلب وتجلیۂ سر کہ بعد حصول آں بر بطون قراٰن اطلاع افتد۔ وبعضے گفتہ اند کہ مراد بحد احکام شریعت است کہ تعیین نمودہ وحد فرمودہ است وہر یک از احکام او را موضعے است کہ بداں اطلاع افتد بر ہر حکم وتمامۂ آں خدود واحکام وموضع اطلاع براں حاصل نبود مگر حضرت رسالت را صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وعلما را در اں طبقات ومنازل ومقامات است بعضہا فوق بعض اھ مختصراً۔ اوسی میں زیر حدیث العلم ثلاثۃ الخ ہے علم اصول دین وشریعت سہ است یکے آیتے کہ محکمہ است اشارت بکتاب اللہ ہست وتخصیص بآیت محکمہ بجہت آنست کہ ایں ام الکتاب واصل اوست ومحفوظ است از احتمال واشتباہ وہرچہ جز اوست از متشابہات محمول بر آنست وعلومیکہ مبادی ووسائل آنست متعلق است براں یا سنتے کہ ثابت است بحفظ متون واسانید آں یا فریضہ ایست کہ مثیل وعدیل کتاب وسنت است واشارت است باجماع وقیاس کہ مستند ومستنبط اند از آں وبایں اعتبار آنرا مساوی ومعادل کتاب وسنت داشتہ اند وتعبیر از آں بفریضہ کردند تنبیہ بر آنکہ عمل بر آنہا واجب است چنانکہ بکتاب وسنت پس حاصل معنی حدیث آں شد کہ اصول دین چہار است کتاب وسنت واجماع وقیاس وہرچہ کہ ہست از

مواد علوم جزئیں پس آں فضل است ولایعنی ۔ تیسیر شرح جامع صغیر میں اسی حدیث کے نیچے ہے او
فریضہ عادلۃ ای مساویۃ للقراٰن فی وجوب العمل بھا وفی کونھا صدقا وصوابا ۔ تفسیرات احمدیۃ
میں قاضی بیضاوی سے زیر کریمہ فلولا نفر الایہ ذکر کیا فی الایۃ دلیل علی ان التفقہ من فروض
الکفایۃ ۔ اوسی میں فرمایا التفقہ ھو الاجتہاد ومن المعلوم انہ فرض کفایۃ ۔ اوسی میں ہے التفقہ
ھو الجہاد الاکبر ۔ اوسی میں زیر کریمہ کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ ہے قد تمسک بہ الامام فخر الاسلام
البزدوی وغیرہ علی کون اجماعھم حجۃ لانہ من ثمرات خیریتھم فی الدین وقال القاضی الاجل
یستدل بھذہ الایۃ علی ان الاجماع حجۃ لانھا یقتضی کونھم امرین بکل معروف ناھین عن کل منکر
اذ اللام فیھما للاستغراق ولو اجمعوا علی باطل کان امرھم علی خلاف ذلک ۔ اوسی میں زیر آیہ و
کَذٰلِکَ جَعَلْنٰکُمْ اُمَّۃً وَّسَطًا الآیہ ہے ۔ قد استدل الشیخ ابو المنصور الماتریدی بالآیۃ
علی ان الاجماع حجۃ لان اللہ تعالی وصف ھذہ الامۃ بالعدالۃ والعدل ھو المستحق بقبول قولہ
فاذا اجمعوا علی شیئ وشھدوا بہ لزم قبولہ ھکذا فی المدارک والیہ مال القاضی البیضاوی
وتمسک الشیخ الامام فخر الاسلام البزدوی ایضًا بہ وبایتین اخریین قولہ تعالی کنتم خیر امۃ و
قولہ تعالی ومن یشاقق الرسول الآیہ ۔ اوسی میں زیر آیہ واطیعوا اللہ الآیہ ہے ۔ قیل المراد باولی الامر
علماء الشرع فکانہ امر الجاھلین باطاعۃ العلماء والعلماء باطاعۃ المجتھدین ۔ نقولہ تعالی ولو ردوہ الی
الرسول والی اولی الامر منھم لعلمہ الذین یستنبطونہ منھم وقد یضعف ھذا التوجیہ بقولہ تعالی
فان تنازعتم فی شیئ لان معناہ ان تنازعتم انتم واولوا الامر ولیس للمقلد ان ینازع المجتھد فی
حکمہ الا ان یقال ان معناہ ان تنازعتم بینکم یا اولی الامر مع اولی الامر ۔ وبالجملۃ قد استدل بہ
منکر والقیاس علی ان القیاس لیس بحجۃ لان اللہ تعالی اوجب رد المختلف الی الکتاب والسنۃ دون
القیاس ولنا ان ندفع شبھتھم بان رد المختلف الی الکتاب والسنۃ انما ھو القیاس علیھما یدل علیہ
لفظ الرد ولما امر بہ بعد اطاعۃ اللہ تعالی واطاعۃ الرسول دل علی ان الاحکام ثلثۃ مثبت بظاھر
الکتاب ومثبت بظاھر السنۃ ومثبت بالرد علیھما علی وجہ القیاس فکانت حجۃ لنا فی ان القیاس
حجۃ ھکذا فی البیضاوی ۔ والحق ان المراد بہ کل اولی الحکم اما مما کان اوامیرا سلطانا کان اوحاکما
عالما کان او مجتھدا قاضیا کان او مفتیا ۔ علی حسب مراتب التابع والمتبوع لان النص مطلق فلا یقید
من غیر دلیل الخصوص ۔ اوسی میں زیر کریمہ فَاعْتَبِرُوْا یٰاُولِی الْاَبْصَارِ ہے ۔ اللہ تعالی امرنا بالاعتبار
وھو التأمل فی المثلات المذکورۃ والقیاس نظیرہ بعینہ لان الشرع شرع احکاما بمعان اشار الیھا

و ستائش مر خدا ئیرا کہ توفیق داد رسول رسول خدا را بچیزے کہ راضی و خوشنود است بوے رسول وے۔ و دریں حدیث دلیل است بر شرعیت قیاس و اجتہاد بر خلاف اصحاب ظواہر کہ منکر قیاس اند۔ اوسی میں زیر حدیث انما نزل کتاب اللہ الخ ہے۔ انچہ بدانید از کتاب خدا و برسد علم شما بدان پس بگوئید و بیان بکنید و انچہ ندانید و نرسد علم شما پس بسپارید آں را بداننده او یعنی اللہ تعالی و رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم۔ و بعضے گفتہ اند مراد عالمے ست کہ علم کتاب و تفسیر آں دارد۔ اوسی میں زیر حدیث انزل القران علی سبعۃ احرف الخ ہے۔ مراد فرستادہ شدہ است قرآن بر ہفت حرف۔ حرف در لغت بمعنی طرف است و اینجا ہفت نوع و ہفت طریق و انچہ مناسب ایں معنی افتد مراد است ہر آیتی را از اں حروف سبعہ کہ قرآن بر آں منزل است ظاہرے است و باطنی مراد بظاہر انچہ ہمہ اہل زباں می فہمند و باطن انچہ بندگان خاص حق تعالی بر آں مطلع اند یا مراد بظاہر انچہ بیان می کنند آنرا تفسیر و باطن انچہ کشف می نماید آنرا تاویل و تفسیر انچہ متعلق بروایت است و تاویل انچہ متعلق بدرایت است۔ و بعض گویند مراد بظہر ایمان و بطن عمل۔ یا بظہر قرأت و تلاوت و ببطن تفہیم و تدبر یا ظہر لفظ و بطن معنی یا مراد آنست کہ قصص قرآن در ظاہر اخبار است و در باطن اعتبار و لکل حد مطلع بضم میم و فتح طا مشددہ جا بلند کہ بر آں بر آیند و بر پایان وے مطلع شوند و حد بمعنی طرف و نہایت از ظہر و بطن را حدے و نہایتے ست و ہر حد و نہایت را مقامے ست کہ ترقی و صعود بر آں مقام اطلاعی واقع می شود بر آں حد و نہایت پس مطلع ظہر تعلم عربیت است و علومیکہ ظاہر معنی قرآن بدآں متعلق است و معرفت اسباب نزول و ناسخ و منسوخ و امثال و مطلع بطن ریاضت و اتباع ظاہر و عمل بمقتضای آں و تزکیۂ نفس و تصفیہ قلب و تجلیۂ سر کہ بعد حصول آں بر بطون قرآن اطلاع افتد۔ و بعضے گفتہ اند کہ مراد بحد احکام شریعت است کہ تعیین نمودہ و حد فرمودہ است و ہر یک از احکام او را موضعے است کہ بداں اطلاع افتد بر ہر حکم و تمامہ آں حدود احکام و موضع اطلاع بر آں حاصل نبود مگر حضرت رسالت را صلی اللہ تعالی علیہ وسلم و علما را در اں طبقات و منازل و مقامات است بعضہا فوق بعض اھ مختصراً۔ اوسی میں زیر حدیث العلم ثلاثۃ الخ ہے علم اصول دین و شریعت سہ است یکے آیتے کہ محکمہ است اشارت بکتاب اللہ ہست و تخصیص بآیات محکمہ بجہت آنست کہ ایں ام الکتاب و اصل اوست و محفوظ است از احتمال و اشتباہ و ہر چہ جز اوست از متشابہات محمول بر آنست و علومیکہ مبادی و وسائل آنست متعلق است بداں یا سنتے کہ ثابت است بحفظ متون و اسانید آں یا فریضہ ایست کہ مثیل و عدیل کتاب و سنت است و اشارت است باجماع و قیاس کہ مستند و مستنبط اند از آں و بایں اعتبار آنرا مساوی و معادل کتاب و سنت داشتہ اند و تعبیر از آں بفریضہ کرد تنبیہ بر آنکہ عمل بر آنہا واجب است چنانکہ بکتاب و سنت پس حاصل معنی حدیث آں شد کہ اصول دین چہار است کتاب و سنت و اجماع و قیاس و ہر چہ کہ ہست از

مواد علوم جزئیں پس آں فضل است ولا یعنی۔ تیسیر شرح جامع صغیر میں اسی حدیث کے نیچے ہے او
فریضہ عادلۃ ای مساویۃ للقرآن فی وجوب العمل بھا وفی کونھا صدقا وصوابا۔ تفسیرات احمدیہ
میں قاضی بیضاوی سے زیر کریمہ فلولا نفر الایۃ ذکر کیا فی الایۃ دلیل علی ان التفقہ من فروض
الکفایۃ۔ اوسی میں فرمایا التفقہ ھو الاجتھاد ومن المعلوم انہ فرض کفایۃ۔ اوسی میں ہے التفقہ
ھو الجھاد الاکبر۔ اوسی میں زیر کریمہ کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ ہے قد تمسک بہ الامام فخر الاسلام
البزدوی وغیرہ علی کون اجماعھم حجۃ لانہ من ثمرات خیریتھم فی الدین وقال القاضی الاجل
یستدل بھذہ الایۃ علی ان الاجماع حجۃ لانھا یقتضی کونھم امرین بکل معروف ناھین عن کل منکر
اذ اللام فیھما للاستغراق ولو اجمعوا علی باطل کان امرھم علی خلاف ذلک۔ اوسی میں زیر آیہ و
کَذٰلِکَ جَعَلْنٰکُمْ اُمَّۃً وَّسَطًا الآیہ ہے۔ قد استدل الشیخ ابو المنصور الماتریدی بالایۃ
علی ان الاجماع حجۃ لان اللہ تعالی وصف ھذہ الامۃ بالعدالۃ والعدل ھو المستحق بقبول قولہ
فاذا اجمعوا علی شئ وشھدوا بہ لزم قبولہ ھکذا فی المدارک والیہ مال القاضی البیضاوی
وتمسک الشیخ الامام فخر الاسلام البزدوی ایضا بہ وبایتین اخریین قولہ تعالی کنتم خیر امۃ و
قولہ تعالی ومن یشاقق الرسول الآیہ۔ اوسی میں زیر آیہ واطیعوا اللہ الآیہ ہے۔ قیل المراد باولی الامر
علماء الشرع فکانہ امر الجاھلین باطاعۃ العلماء والعلماء باطاعۃ المجتھدین۔ لقولہ تعالی ولو ردوہ الی
الرسول والی اولی الامر منھم لعلمہ الذین یستنبطونہ منھم وقد یضعف ھذا التوجیہ بقولہ تعالی
فان تنازعتم فی شیئ لان معناہ ان تنازعتم انتم واولوا الامر ولیس للمقلد ان ینازع المجتھد فی
حکمہ الا ان یقال ان معناہ ان تنازعتم بینکم یا اولی الامر مع اولی الامر۔ وبالجملۃ قد استدل بہ
منکروا القیاس علی ان القیاس لیس بحجۃ لان اللہ تعالی اوجب رد المختلف الی الکتاب والسنۃ دون
القیاس ولنا ان ندفع شبھتھم بان رد المختلف الی الکتاب والسنۃ انما ھو القیاس علیھما یدل علیہ
لفظ الرد ولما امر بہ بعد اطاعۃ اللہ تعالی واطاعۃ الرسول دل علی ان الاحکام ثلثۃ مثبت بظاھر
الکتاب ومثبت بظاھر السنۃ ومثبت بالرد علیھما علی وجہ القیاس فکانت حجۃ لنا فی ان القیاس
حجۃ ھکذا فی البیضاوی۔ والحق ان المراد بہ کل اولی الحکم اما مَاکان او امیرا سلطانا کان اوحاکما
عالما کان او مجتھدا قاضیا کان او مفتیا۔ علی حسب مراتب التابع والمتبوع لان النص مطلق فلا یقید
من غیر دلیل الخصوص۔ اوسی میں زیر کریمہ فَاعْتَبِرُوْا یٰاُولِی الْاَبْصَارِ ہے۔ اللہ تعالی امرنا بالاعتبار
وھو التأمل فی المثلات المذکورۃ والقیاس نظیرہ بعینہ لان الشرع شرع احکاما بمعان اشار الیھا

کما انزل مثلات باسباب قصصها و ح یکون اثبات حجة القیاس عقلیا ای ثابتا بدلالة النص بالمشابه للقیاس لانا بتابعین القیاس والا یلزم الدور اونقول ان اللہ تعالی امرنا بالاعتبار والاعتبار رد الشیئ الی نظیرہ وهو عام شامل للقیاس والمثلات و ح یکون اثبات حجة القیاس بعبارة النص فهذا دلیل جامع بین العقل والنقل ولذلک تری اهل الاصول یجعلونه تارة عقلیا واخری نقلیا وقد تمسک به صاحب المدارک والبیضاوی۔ وایضا الحجة النقلیة ماروی عن معاذ بن جبل قال له رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیه وسلم بم تقضی یا معاذ الحدیث۔ آوسی میں زیر آیۂ ومن یشاقق الرسول الآیه ہے۔ معناها من یشاقق الرسول ای یخالفه و یتبع غیر سبیل المومنین من عمل او اعتقاد نوله ما تولی ای نسلط علی ما احبه من الردة والکفر والضلال ونصله جهنم ای ندخله فیها وساءت الجهنم مصیرا له والحاصل ان هذه الایة هی التی تدل علی ان الاجماع کالکتاب والسنة۔ کما ذکر اهل الاصول والمفسرون جمیعًا وذلک لان اللہ تعالی جعل اتباع غیر المسلمین کمشاقة الرسول علیه السلام حیث جعل کلا منهما مشترکا فی جزاء واحد وهو نوله ما تولی ونصله جهنم والجزاء المذکور جزاء لکل منها بالاستقلال کما قال فی البیضاوی والآیة تدل علی حرمة مخالفة الاجماع لانه تعالی رتب الوعید الشدید علی المشاقة واتباع غیر سبیل المؤمنین وذلک اما الحرمة کل واحد منهما او احدهما او الجمع بینهما والثانی باطل اذ لا یصح ان یقال من شرب الخمر واکل الخنزیر استوجب الحد وهکذا الثالث لان المشاقة محرمة ضم الیها غیرہ اولم یضم واذا کان اتباع غیر سبیلهم محرما کان اتباعُ سبیلهم واجبا لان ترک اتباع سبیلهم ممن عرف سبیلهم اتباع غیر سبیلهم هذا لفظه۔ فعلم ان اتباع سبیل المومنین ای ما علیه المؤمنون باجمعهم واجب وذلک یسمی بالاجماع فیکون الاجماع حجة قطعیة یکفر جاحدہٗ کالکتاب والسنة المتواترة ویکون مقدما علی الخبر المشهور والاحاد اذا انتقل الینا باجماع کل عصر فی نقله واما اذا انتقل الینا بالافراد کان کنقل السنة بالاحاد ولا بد فی الاجماع من داع مقدم وهو قد یکون من خبر الواحد والقیاس یعنی لا بد ان یثبت الحکم من خبر الواحد او القیاس ثم تجمع علیه الامة والعزیمة فیه ان یقول کل واحد اجمعنا فی هذا الحکم او یشرع کل واحد علی الفعل والرخصة فیه ان یتکلم البعض او یفعل دون البعض واهل الاجماع من کان مجتهدا غیر ذی هوی ولا فسق وقیل لا اجماع الا للصحابة وقیل لا اجماع الا لاهل المدینة والکلام فیه طویل مذکور فی اصول الفقه ان شئت فارجع الیه۔ حدیقہ ندیہ میں فرمایا قوله تعالی یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ یرید بهم امراء المسلمین فی عهد رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیه وسلم وبعدہ ویندرج فیهم الخلفاء والقضاة وامراء السریة وقیل

علماء الشرع لقوله تعالیٰ ولو ردوه الی الرسول والی اولی الامر منهم ذکرہ البیضاوی وقال الواحدی اطیعوا الله واطیعوا الرسول اتباع الکتاب والسنة واولی الامر منکم قال ابن عباس فی روایة الوالبی هم الفقهاء والعلماء اهل الدین یعلمون الناس معالم دینهم اوجب الله تعالیٰ طاعتهم (کذا) قال جابر و هو قول الحسن والضحاک ومجاهد وقال الزجاج وجملة اولی الامر من یقوم بشان المسلمین فی امر دینهم وجمیع ما ادی الیه صلاحهم وقال شیخی زاده فی حاشیة علی البیضاوی عند قوله تعالیٰ وعلم آدم الاسماء کلها المراد من اولی الامر العلماء فی اصح الاقوال لان الملوک یجب علیهم طاعة العلماء ولا ینعکس وقال الشیخ العینی رحمه الله تعالیٰ فی شرح الکنز قوله وللشاب العالم ان یتقدم علی الشیخ الجاهل فی مسائل شتی اخر الکنز لانه افضل منه قال الله تعالیٰ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ہ وقال تعالیٰ اَطِيعُوا اللّٰهَ وَاَطِيعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۔ والمراد باولی الامر العلماء فی اصح الاقوال فان تنازعتم انتم واولی الامر منکم فی شیٔ من امور الدین وهو یؤید الوجه الاول یعنی من المراد باولی الامر الامراء اذ لیس للمقلد ان ینازع المجتهد فی حکمه بخلاف الرؤس الا ان یقال الخطاب لاولی الامر علی طریقة الالتفات قاله البیضاوی وقال الخازن تنازعتم یعنی اختلفتم فی شیٔ من امر دینکم والتنازع اختلاف الآراء واصلها من انتزاع الحجة وهو ان کل واحد من المتنازعین ینزع الحجة لنفسه فردوه الی الله والرسول ای ردوا ذلک الامر الذی تنازعتم فیه الی کتاب الله عزوجل والی رسوله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم ما دام حیا وبعد وفاته الی سنته فان وجد ذلک الحکم فی کتاب الله اخذ به فان لم یوجد ففی سنة رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فان لم یوجد فی السنة فسبیله الاجتهاد وقیل الرد الی الله ورسوله ان تقول لما لا تعلم الله ورسوله اعلم وقال البیضاوی فردوه فراجعوا فیه الی الله الی کتابه والرسول بالسوال عنه فی زمانه والمراجعة الی سنته بعد وفاته واستدل به منکروا القیاس وقالوا انه تعالیٰ اوجب رد المختلف الی کتابه وسنته دون القیاس واجیب بان رد المختلف الی المنصوص علیه انما یکون بالتمثیل والبناء علیه وهو القیاس ویؤید ذلک الامر به بعد الامر بطاعة الله وطاعة رسوله فانه یدل علی ان الاحکام ثلثة مثبت بالکتاب ومثبت بالسنة ومثبت بالرد الیهما علی وجه القیاس اھ مختصراً ۔ **اوسی میں ہے** ومن یشاقق الرسول ای یخالفه ویتبع غیر سبیل المؤمنین ای غیر ما هم علیه من اعتقاد وعمل ذکره البیضاوی نوله ما تولی ای نجعله والیا لمن تولی من الضلال ونخلی بینه وبین ما اختاره ونصله جهنم وساءت مصیرا ۔ قال البیضاوی الایة تدل علی حرمة مخالفة الاجماع لانه تعالیٰ رتب الوعید الشدید علی المشاقة واتباع غیر سبیل المؤمنین الخ ۔ **اوسی میں اس حدیث**

کی شرح عن الحارث بن الاعور رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہ قال مررت بالمسجد فاذا الناس یخوضون فی الاحادیث فدخلت علی علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فاخبرتہ فقال أوقد فعلوها قلت نعم قال اما انی سمعت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقول الا انها ستکون فتنة قلت فما المخرج منها یا رسول اللہ قال کتاب اللہ فیہ نبأ ما قبلکم وخبر ما بعدکم وحکم ما بینکم هو الفصل لیس هو بالهزل من ترکه من جبار قصمه اللہ ومن ابتغی الهدی فی غیره اضله اللہ الحدیث. فرماتے ہیں قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم المخرج منها کتاب اللہ تعالیٰ ای التمسک به وترک الآراء العقلیة فان فیه بیان حکم هذه المسألة ففی کتاب اللہ بیان حکم کل شیئ حتی المسألة المذکورة فی التکلم فی المساجد بکلام اهل الدنیا وفیه المعافاة من کل داء السلامة من کل فتنة وکل محنة ظاهرًا وباطنًا فیه ای فی کتاب اللہ نبأ ای خبر ما ای الذین قبلکم وخبر ما بعدکم یعنی علوم الاولین والآخرین وهی قصص الامم الماضیة وحدیث هذه الامة الی یوم القیامة وحکم ما بینکم فی الدنیا من حلال وحرام ومندوب ومکروه ومباح وصحیح وفاسد وفی الآخرة من ثواب وعقاب وعتاب وسوال وحساب وخلود فی نعیم او فی عذاب الیم۔ هو یعنی کتاب اللہ تعالیٰ **الفصل لیس هو بالهزل** من ترکه ای لم یعمل به ولم یقف عند حلاله وحرامه ولم یتعظ بمواعظه من جبار بیان لمن ترکه وهو کل عات قصمه اللہ تعالیٰ اهلکه اللہ ودمره فی کل امر شرع فیه لکونه ترک الاقتداء والاتباع لکتاب اللہ تعالیٰ وتبع رأیه وعقله ومن ابتغی ای طلب الهدی الایصال الی الحق فی غیره ای فی غیر کتاب اللہ تعالیٰ واما السنة والاجماع والقیاس التابع لذلک فهی من الکتاب ایضا بدلیل قوله تعالیٰ **وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا** وقوله **وَلَا تَفَرَّقُوا** وقوله **وَلَا تَنَازَعُوا** وقوله **كُونُوا قَوَّامِينَ بِالْقِسْطِ** وقوله **فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِي الْأَبْصَارِ** فان الاعتبار هو القیاس کما ان النهی عن التفرق والتنازع یقتضی الحث علی الاجماع وذکر الخازن فی تفسیر قوله تعالیٰ ومن یشاقق الرسول الآیة قال المروی ان الشافعی رحمه اللہ تعالیٰ سئل عن آیة من کتاب اللہ تدل علی ان الاجماع حجة فقرأ القرآن ثلثمائة مرة حتی استخرج هذه الآیة وهی قوله **وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ** وذلک لان اتباع غیر سبیل المؤمنین مفارقة الجماعة وهو حرام۔ فوجب ان یکون اتباع سبیل المؤمنین ولزوم جماعتهم واجبا لان اللہ تعالیٰ الحق الوعید لمن یشاقق الرسول ویتبع غیر سبیل المؤمنین فثبت بهذا ان اجماع الامة حجة وذکره البیضاوی ایضا فی تفسیر الآیة المذکورة۔ **اوسی پر حدیث** عن عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنها ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال ستة لعنتهم ولعنهم اللہ وکل نبی مجاب الدعوة الزائد فی کتاب اللہ" الحدیث کے نیچے لکھتے ہیں الزائد یعنی الذی زاد فی کتاب

الله تعالی مالیس منه عامدا متعمدا بان وضع کلمة مثلا زائدة وعلمها لمن لم یقرأ القرآن بعد او کتب کلمة زائدة وادخلها فی کلام الله تعالی او اخترع کیفیة عمدا وقرأ بها آیة من کتاب الله تعالی او زاد حکما من احکام الله تعالی بمجرد قیاس عقله وطبعه کمن حرم ما لم یحرم الله تعالی فی کتابه او اباح مالم یبحه الله تعالی فی کتابه ولا یدخل فی ذلك من حرم او اباح بالسنة او الاجماع او القیاس فی حق المجتهد فانه حکم بالکتاب ایضا لانها منه کما قدمنا وکذلك من اخترع بعقله ورأیه معنی الآیة من کتاب الله تعالی لا یلیق بالشریعة کما روی عن ابن عباس رضی الله تعالی عنهما انه قال قال رسول الله صلی الله تعالی علیه وسلم من قال فی القرآن بغیر علم فلیتبوء مقعده من النار وفی روایة من قال فی القرآن برأیه اخرجه الترمذی وقال حدیث حسن ۔ قال العلماء النهی عن القول فی القرآن بالرأی انما ورد فی حق من یتأول القرآن علی مراد نفسه وما هو تابع لهواه و هذا لا یخلو اما ان یکون عن علم اولا فان کان عن علم کمن یحتج ببعض آیات القرآن علی تصحیح بدعته وهو یعلم ان المراد من الآیة غیر ذلك لکن غرضه ان یلبس علی خصمه بما یقوی حجته علی بدعته کما یستعمله الباطنیة والخوارج وغیرهم من اهل البدع فی المقاصد الفاسدة لیغروا بذلك الناس ۔ وان کان القول فی القرآن بغیر علم لکن عن جهل وذلك ان تکون الآیة محتملة لوجه فیسرها بغیر ما تحتمله من المعانی والوجوه فهذان القسمان مذمومان وکلاهما داخل فی النهی والوعید الوارد فی ذلك ۔ فاما التاویل وهو صرف الآیة علی طریق الاستنباط الی معنی یلیق بها محتمل لما قبلها وما بعدها وغیر مخالف للکتاب والسنة ۔ فقد رخص فیه اهل العلم فان الصحابة رضی الله تعالی عنهم قد فسروا القرآن واختلفوا فی تفسیره علی وجوه ولیس کل ما قالوه سمعوه من النبی صلی الله تعالی علیه وسلم ولکن علی قدر ما فهموا من القرآن تکلموا فی معانیه وقد دعی النبی صلی الله تعالی علیه وسلم لابن عباس فقال اللهم فقهه فی الدین وعلمه التاویل ۔ فکان اکثر ما نقل عنه التفسیر کذا قاله ابو محمد الخازن فی اول تفسیره ۔ یہی علامہ محمد آفندی رومی برکلی "طریقہ محمدیہ" اور عارف باللہ سیدی عبدالغنی نابلسی دمشقی قدس سرہ القدسی اپنی "حدیقۂ ندیہ" میں اس شبہہ کے جواب میں کہ جب اوپر فصل الاعتصام بالکتاب والسنۃ اور اوس کے بعد کی فصل میں یہ گذر چکا ہے کہ کتاب عزیز قرآن اور سنت نبویہ محمدیہ امر دین میں، ہر مکلف کو کافی ہیں وہ ظاہر و باطن کسی میں اون دونوں کے غیر کی طرف محتاج نہیں اونھیں کے انوار اوسے کافی ہیں۔ وہ کسی اور روشنی کا حاجتمند نہیں ہو سکتا۔ اس سے ظاہر ہوا کہ جو امر کتاب و سنت سے ثابت نہیں بدعت مکروہیہ ہے اور گمراہی و ضلالت ۔ جب یہ بات ہے تو فقہا کا یہ ارشاد کہ "ادلہ شرعیہ چار ہیں"، کیونکر مستقیم ہوگا ۔ امام نسفی نے منار میں فرمایا اصول شرع تین ہیں۔ کتاب، سنت

العلماء لشرع لقوله تعالى ولو ردوه الى الرسول واولى الامر منهم ذكره البيضاوى وقال الواحدى اطيعوا الله
واطيعوا الرسول اتباع الكتاب والسنة واُولى الامر منكم قال ابن عباس فى رواية الوالبى هم الفقهاء
والعلماء اهل الدين يعلمون الناس معالم دينهم اوجب الله تعالى طاعتهم (كذا) قال جابر و
هو قول الحسن والضحاك ومجاهد وقال الزجاج وجملة اولى الامر من يقوم بشأن المسلمين فى امر دينهم
وجميع ما ادى اليه صلاحهم وقال شيخى زاده فى حاشيته على البيضاوى عند قوله تعالى وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا
المراد من اولى الامر العلماء فى اصح الاقوال لان الملوك يجب عليهم طاعة العلماء ولا ينعكس وقال
الشيخ العينى رحمه الله تعالى فى شرح الكنز قوله وللشاب العالم ان يتقدم على الشيخ الجاهل فى مسائل
شتى آخر الكنز لانه افضل منه قال الله تعالى قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ۝ وقال تعالى
أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ ۔ والمراد باولى الامر العلماء فى اصح الاقوال. فان
تنازعتم انتم واولى الامر منكم فى شيئ من امور الدين وهو يؤيد الوجه الاول يعنى من المراد باولى
الامر الامراء اذ ليس للمقلد ان ينازع المجتهد فى حكمه بخلاف المرؤس الا ان يقال الخطاب لاولى الامر
على طريقة الالتفات قاله البيضاوى وقال الخازن تنازعتم يعنى اختلفتم فى شيئ من امر دينكم والتنازع
اختلاف الآراء واصلها من انتزاع الحجة وهو ان كل واحد من المتنازعين ينزع الحجة لنفسه فردوه
الى الله والرسول اى ردوا ذلك الامر الذى تنازعتم فيه الى كتاب الله عز وجل والى رسوله صلى الله تعالى
عليه وسلم ما دام حيا وبعد وفاته الى سنته فان وجد ذلك الحكم فى كتاب الله اخذ به فان لم يوجد ففى
سنة رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم فان لم يوجد فى السنة فسبيله الاجتهاد وقيل الرد الى الله
ورسوله ان تقول لما لا تعلم الله ورسوله اعلم وقال البيضاوى فردوه فراجعوا فيه الى الله الى كتابه
والرسول بالسؤال عنه فى زمانه والمراجعة الى سنته بعد وفاته واستدل به منكرو القياس وقالوا
انه تعالى اوجب رد المختلف الى كتابه وسنته دون القياس واجيب بان رد المختلف الى المنصوص عليه
انما يكون بالتمثيل والبناء عليه وهو القياس ويؤيد ذلك الامر به بعد الامر بطاعة الله وطاعة رسوله
فانه يدل على ان الاحكام ثلثة مثبت بالكتاب ومثبت بالسنة ومثبت بالرد اليهما على وجه القياس
اھ مختصراً ۔ اوسی میں ہے ومن يشاقق الرسول اى يخالفه ويتبع غير سبيل المؤمنين اى غير ما
هم عليه من اعتقاد وعمل ذكره البيضاوى نوله ما تولى اى نجعله واليا لمن تولى من الضلال ونخلى بينه
وبين ما اختاره ونصله جهنم وساءت مصيرا. قال البيضاوى الاية تدل على حرمة مخالفة الاجماع
لانه تعالى رتب الوعيد الشديد على المشاقة واتباع غير سبيل المؤمنين الخ. اوسی میں اس حدیث

صاحب کے اقوال ہوتے ہیں افسوس کہ اسوقت میرے پاس شاہ ولی اللہ صاحب کی کتابیں موجود نہیں۔ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب کے فتاوی سے دو فتوی ایک متعلق اہانت علم وعلما دوسرا متعلق انکار کتاب فقہ نقل کرتا ہوں۔" **سوال** کسیکہ از کتاب فقہ منکر شود از روئے شرع شریف حکم چیست **جواب** اگر آں شخص منکر شود بجہت آنکہ ایں کتاب از فقہ اہل سنت است پس آں شخص مبتدع است چہ انکار آں شخص بجہت عدم اعتقاد بحقیت آں کتاب است کو مطابق با حادیث صحیحہ اہل سنت باشد بخلاف انکار شافعی کتاب حنفی را انکارش بجہت ترجیح مذہب خود بر مذہب حنفی می باشد نہ بجہت بطلان اصول و فروع حنفیہ" اھ بالاختصار۔ **سوال** کسیکہ اہانت علم وعلما کند حکم او چیست۔ **جواب** کسیکہ اہانت علم دین وعلما نماید بجہت آنکہ ایں علم وایں علما موجب اختیار باطل واہانت حق اند وایں علم محض برائے قضایا دحق تلفی موضوع است پس آں شخص کافر است اھ غیر مقلد، شاہ صاحب، اپنے امام الطائفۃ التالفہ اسمعیل دہلوی کے اوستاذ وپیشوا اوس کے دادا کے یہ فتوے دیکھیں اور اپنا حکم سمجھ لیں۔ توفیق الٰہی مساعدت فرمائے تو توبہ کریں۔ واللہ الہادی وھو الموفق للصواب والیہ المرجع فی کل باب۔ تمام آیات واحادیث پر عمل ممکن نہیں کہ اون میں ناسخ بھی ہیں منسوخ بھی ہیں اور عمل بالمنسوخ شرعًا ناجائز وحرام۔ ناسخ ہی پہ عمل ہوگا واللہ تعالی اعلم ——— الحمدللہ ثم الحمدللہ جواب باحسن وجوہ تمام ہوا۔ اور **شفاء العی فی جواب سوال بمبئی** اس کا نام وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلِيِّ الْاِنْعَامِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَيِّدِ الْاَنَامِ وَسَائِرِ الرُّسُلِ الْكِرَامِ وَاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَحِزْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ وَبَارِكْ وسلم مَادَامَتِ اللَّيَالِيْ وَالْاَيَّامِ۔

جواب کا دوسرا رخ

ہم نے وعدہ کیا تھا کہ غیر مقلد کو آئینہ دکھائیں گے لہذا حسب وعدہ اوس کے موٗنھ کے آگے آئینہ رکھتے ہیں اپنی کریہہ صورت اس میں دیکھے مگر دیکھکر آئینہ پر غصہ نہ کرے اپنی حالت پر تاسف کرے اور اس بد حالت کو بدلنے کی کوشش کرے۔ واللہ ھو الموفق۔ کیا غیر مقلد اپنی طرح اہل قرآن بننے والوں کو یہ کہنے کی اجازت دیگا کہ" دین کا معاملہ اوس دن سے پیچیدہ اور مشکل ہوگیا جب سے علماء، نہ صرف علماء، بلکہ صحابہ نے طریقۂ نبوی نہ صرف صحابہ بلکہ (خاک بدہن گستاخ)، سیدالانبیاء صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے طریقۂ قرآنی سے روگردانی کی۔ علماء نے کتب احادیث کے مجادلات اور قیل وقال (جرح وتعدیل صحیح وحسن وضعیف وغریب ومنکر ومقطوع وموضوع وغیرہ وغیرہ اور صحابہ وتابعین اور امام بخاری وغیرہ محدثین کے اختلافات کثیرہ (معاذ اللہ ان جھگڑوں) کو اپنا شیوہ بنالیا (پناہ بخدا) صحابہ اور (خاک بدہن گستاخ)

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی رائے سے احکام لگائے۔ معاذ اللہ دین میں اختراع کرنے کا دروازہ کھول دیا۔ پھر (معاذ اللہ) ستم یہ کیا کہ سب مخلوق خدا کو مجبور کرنے لگے کہ دین کو یوں حاصل کریں کتب حدیث اور اون کے قیود و شرائط رموز پر کاربند ہوں جو انھوں نے اپنی رائے سے قرار دے رکھے ہیں بے شمار قیدیں اور شرطیں ہیں انسان دیکھتے ہی گھبرا جاتا ہے۔ اور کسی طرح نہیں سمجھتا کہ ان میں حق کتنا ہے اور باطل کتنا علاوہ ازیں ان کتابوں میں طرح طرح کے ایسے مسائل موجود ہیں جو کبھی واقع نہیں ہوتے وہ محض فرض وتخمین کی پیداوار اور ذہن دو ماغ کے اختراع ہیں ان سے کوئی علم بھی حاصل نہیں ہوتا البتہ دماغ پریشان اور فکر پراگندہ ہوتی ہے۔ اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ نہ تو وہ خدا کے احکام ہیں اور نہ اون پر کاربند ہونے کا اوس نے حکم دیا ہے کوئی مضائقہ نہیں کہ یہ کتابیں کتب خانوں میں بطور تاریخی یادگاروں کے محفوظ رکھی جائیں یہ تو کسی حال میں بھی درست نہیں کہ ہم اون کتابوں کو مقدس مان کر اون کی عبادت شروع کر دیں ان کی سطر سطر کو وحی سمجھیں (غیر مقلدین کتب حدیث کو مقدس مانتے ہیں تو اپنے مونھ اون کی عبادت کرتے ہیں اور نہ اون کی سطر سطر کو وحی سمجھتے ہیں) اور اختلاف کو ناقابل معافی گناہ سمجھیں علمائے تقلید کو شیوہ بنالیا ہے اور اللہ و رسول وصحابہ نے اون کا دروازہ کھول دیا ہے پھر ستم یہ کہ تمام مسلمانوں پر ان کتابوں کے اتباع اور اون کے مصنفین کی تقلید ضروری ٹھہراتے ہیں اگرچہ لفظ تقلید سے بھاگتے ہیں اور اگر کوئی روگردانی کرتے اور کہے کہ میرے لئے کتاب اللہ کفایت کرتی ہے اس پر زندیقیت اور خروج عن الملۃ کا فتویٰ لگاتے ہیں"۔

ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ جو جواب اہل قرآن بننے والوں کی اس بیہودہ بک بک کا غیر مقلدین، وہی جواب اپنی اس لغو و باطل جھک جھک کا ہماری جانب سے سمجھ لیں۔ فقط۔ مولیٰ عزوجل اونھیں توفیق توبہ دے اور ہمیں اور اونھیں سبکو راہ حق و ہدایت پر مستقیم رکھے انہ بالاجابۃ جدیر وھو علی کل شیئ قدیر

وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا محمد والہ وصحبہ وبارك وسلم الی الیوم الاخیر۔

مسئلہ ۴۲۔ از بدایوں شریف مدرسہ قادریہ مرسلہ مولوی محمد ابراہیم صاحب مستی پوری دربھنگوی۔ ۲ رجمادی الآخری ۱۳۵۴ھ۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں زید نے غیر مقلدین کے سوال پر (جو کہ احکام فقہیہ کو اختراعات ائمہ بتاتے ہیں اور فقہیات کو کہتے ہیں کہ یہ خدا اور رسول کے حکم نہیں ہیں حلفاً بیان دیا کہ "صرف قرآن وحدیث پر چلنے والا آدمی کامل مسلمان نہیں اور اسلام کی ضروری باتیں قرآن وحدیث میں تفصیلاً نہیں پائی جاتی ہیں ان میں سے اکثر بالتفصیل تو پائی جاتی ہیں مگر تمامہ نہیں"۔ زید کے جواب کو علمائے اہل سنت وجماعت صحیح بتاتے ہیں۔ عمرو کہتا ہے کہ زید نے قرآن وحدیث کو ناقص بتایا اوس نے

غیر ضروری باتیں اور لغو باتیں قرآن میں ہونا ثابت کیں کتب فقہ کو قرآن وحدیث سے بالاتر مانا صرف قرآن وحدیث پر عمل کرنے والے کو کامل مسلمان نہ سمجھا قرآن کو تمام ضروری باتوں سے خالی بتایا لہذا زید اسلام سے خارج ہوا اوس پر مرتدین کے احکام صادر ہونا چاہئے۔ اب مفتیان دین سے عرض ہے آیا کہ زید کا حلف اور علما کی تصویب صحیح ہے یا عمرو کا قول۔ بینوا توجروا۔

الجواب

زید نے جو کہا اوس کا مطلب درست ہے بالکل حق وصواب ہے۔ مگر یہ لفظ قلب پر گراں ہے کہ صرف قرآن وحدیث پر چلنے والا کامل مسلمان نہیں۔ غیر مقلد جنھوں نے تکفیر مسلمین کو اپنا فرض اولین سمجھا ہے وہ زید پر کیوں نہ فتوائے کفر وارتداد دیں گے اون کے کفر شرک کی بوچھار سے مسلمانوں میں کون ہے جو بچ رہا ہے تمام امت حضرات صحابہ حضرت سرکار رسالت بلکہ خود حضور پرنور ختمئ مرتبت خاتم نبوت علیہ وآلہ وصحبہ افضل الصلوۃ والتحیۃ بلکہ خود اللہ رب العزت جل جلالہ وعم نوالہ۔ حبك الشئ یعمی ویصم۔ تکفیر کا شوق دیکھئے۔ کیسا اندھا کیا۔ زید کے کون سے حرف سے یہ نکلا کہ قرآن وحدیث میں غیر ضروری لغو باتیں ہیں؟ زید نے کب قرآن کو تمام ضروری باتوں سے خالی بتایا؟ زید نے کب قرآن وحدیث کو ناقص ٹھہرایا؟ زید نے کہاں کتب فقہ کو قرآن وحدیث سے بالاتر مانا؟ اندھوں کو دن میں سورج نظر نہ آئے تو کوئی کیا کرے تفصیلا اور بالتفصیل جسے نظر نہ آئے اوس کی آنکھوں غشاوہ نہیں تو کیا ہے؟ زید پر تو غیر مقلدین کا نرا افترا اور کھلا خبیث بہتان ہے۔ مگر ہاں وہ غیر مقلدین جو زید کو یہ کہتے ہیں اون پر ضرور اونھیں کے منہ یہ الزام قائم کر وہ صرف قرآن کو کافی نہیں جانتے قرآن کو ناقص مانتے ہیں حدیث کو قرآن سے بالاتر نہ سہی اوس کے برابر مانتے ہیں" حدیث، حدیث قدسی وارشاد نبوی وآثار صحابہ سب کو شامل"۔ غیر مقلدین اپنے اس قول کی بنا پر قرآن میں (معاذ اللہ) غیر ضروری اور لغو باتیں ماننے والے ہوئے قرآن کو تمام ضروری باتوں سے خالی جاننے والے۔ لہذا وہ خود اپنے منہ کافر ومرتد وخارج از اسلام ہوئے۔ زید کو جواب یوں دینا تھا کہ غیر مقلدین سے سوال کرتا کہ تمہارے نزدیک صرف قرآن پر چلنے والا مسلمان ہے یا نہیں جو جواب غیر مقلد اس سوال کا دیتے وہی جواب ہمارے جانب سے اپنے سوال کا سمجھ لیتے۔ غیر مقلدین، امام بخاری، داؤد ظاہری، ابن قیم، ابن تیمیہ، ابن حزم اور شوکانی کے اقوال پر سر مونڈاتے اونھیں قرآن وحدیث سے بالاتر جانتے ہیں۔ آدمی اپنے ہی احوال پر کرتا ہے قیاس۔ المرء یقیس علی نفسہ۔ ساون کے اندھوں کو ہرا ہی ہرا سوجھتا ہے۔ آئینے میں اپنی ہی شکل دیکھی اور زید پہ اپنے عیوب کا الزام لگا کر کافر مرتد خارج از اسلام کہہ ڈالا۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی الاعلیٰ واللہ تعالےٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۵۔ از ہوڑہ کلکتہ مرسلہ محمد رفیق صاحب سردار معرفت مولوی عبدالمجید درbhنگی۔

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین ونائبان سیدالمرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس مسئلہ میں اگر کوئی شخص کسی کو از روئے تنبیہا یہ کہے کہ شراب پینا اور تاش کھیلنا یعنی جوا کھیلنا بمقابلہ اپنی ماں کیساتھ زنا کرنے کے ہے یعنی جس طرح ماں کے ساتھ انسان زنا کو حرام سمجھتا ہے اوسی طرح شراب تاش جوا کھیلنے کو بھی حرام سمجھے اور بچے۔ ایک مرتبہ مولانا کفر توڑہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اسی جملہ کو دوران تقریر میں بیان فرمایا تھا کہ شراب پینا اور تاش یعنی جوا کھیلنا بمقابلہ اپنی ماں کے ساتھ زنا کرنے کے ہے۔ زید کہتا ہے کہ اس جملے کا کہنے والا خارج از اسلام ہوگیا۔ اب اوسے تجدید ایمان کرنا چاہئے۔ آیا یہ قول زید صحیح ہے۔ اگر صحیح نہیں تو کیا یہ شرابیوں اور جواریوں کی اعانت نہ ہوئی۔ کیا یہ شریعت مصطفویہ کے اندر رخنہ اندازی نہیں ہوئی۔ آیا اس جملے کے کہنے پر خارج از اسلام بتانے والا از روئے شریعت مطہرہ کیسا ہے؟ مدلل جواب سے سرفراز فرمائیں۔

الجواب

واللہ الموفق للصواب۔ زید کا قول غلط ہے کیونکہ شراب اور جوا اور زنا تینوں کی حرمت قرآن مجید سے ثابت ہے جس کا منکر کافر ہے۔ لقولہ تعالیٰ اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطَانِ فَاجْتَنِبُوْهُ الآیہ لہٰذا حرمت میں یہ دونوں اشیاء مثل ماں سے زنا کرنے کے ہے بلکہ حدیث میں ہے کہ سود کے ستر دروازے ہیں ان میں سے سب سے آسان یہ ہے کہ اپنی ماں کے ساتھ زنا کرے رواہ ابن ماجہ فی سننہ۔ لہٰذا زید اپنے قول مذکور کی وجہ سے سخت گنہگار رہوا۔ اس کو توبہ کرنا چاہئے۔ حدیث میں ہے ایما رجل قال لاخیہ کافر فقد باء بھا احدھما۔ اخرجہ البخاری فی صحیحہ ص۹۰۱ یعنی جو شخص اپنے بھائی کو کافر کہے تو بیشک ایک ان دونوں میں سے کفر کے ساتھ لوٹتا ہے۔ واللہ اعلم۔

کتبہٗ السید محمد نعیم الاحسان المجددی الرکنی عفی عنہ

الجواب

بیشک سود کا ایک درہم لینا چھتیس زناؤں سے خطیئہ میں بڑھکر ہے۔ بیشک سود لینا اپنے ماں کے ساتھ زنا کرنے سے بدتر ہے۔ حدیث میں ہے الربوا سبعون حوبا ایسرھا ان ینکح الرجل امہ ایک حدیث میں ہے الربوا اثنان وسبعون بابا ادناھا مثل اتیان الرجل امہ۔ ایک حدیث میں ہے الربوا ثلاثۃ وسبعون بابا ایسرھا مثل ان ینکح الرجل امہ۔ اور ایک حدیث میں فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان الدرھم یصیبہ الرجل من الربا اعظم عند اللہ فی الخطیئۃ من ست وثلاثین زنیۃ یزنیھا الرجل اور فرماتے ہیں اھون الربوا کالذی ینکح امہ۔ وان اربی الربا

استطالۃ المرء فی عرض اخیہ ۔ پہلی حدیث کے نیچے علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ تیسیر میں فرماتے ہیں فیہ وما قبلہ ان الربا من اعظم الکبائر قال بعضھم وھی علامۃ علی سوء الخاتمۃ ۔ ان حدیثوں سے اس کا ثبوت ہے کہ ربا اعظم الکبائر ہے بعض علما نے فرمایا کہ وہ سوء خاتمہ کی علامت ہے ۔ اور شراب بھی زنا سے بدتر ہے۔ وہ ام الخبائث ہے وہ مزیل عقل وحواس ہے زنا مزیل عقل وحواس نہیں ہے ۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ جوئے کی حرمت زنا کی حرمت کی طرح ہے یہ بھی حرام قطعی وہ بھی حرام قطعی ۔ زید جھوٹا ہے ۔ مسلمانوں کی ناحق تکفیر کرتا ہے اپنے دل سے فتویٰ گڑھتا ہے مستحق لعنتِ ملائکہ سموات وارض ہے مبتلائے قہر وغضب الٰہی مستوجب عذاب نا متناہی ہے ۔ اس پر توبہ لازم ہے توبہ کرے اور تجدید ایمان ونکاح اگر بی بی رکھتا ہو ۔ واللہ الموفق وھو تعالیٰ اعلم ۔

مسئلہ ۲۶ ۔ از بریلی محلہ بھوڑ مرسلہ منصور حسین صاحب ۔ ۱۷ جمادی الاولیٰ یوم جمعہ ۱۳۵۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسئلہ ہذا میں کہ ایک شخص کو نماز کی تاکید کی جاتی ہے حالانکہ ان لوگوں نے اس شخص مذکور کو کبھی نماز پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا ۔ اب جو اسکو کہا گیا کہ بھائی ہمارے یہاں سب لوگ نماز کو جاتے ہیں آپ بھی مہربانی کر کے اگر نماز کی طرف توجہ کریں تو بہت اچھی بات ہے ۔ اس نے اوس کے جواب میں کہا کہ ہزاروں نماز کے دلولے دیکھے ۔ اور ایک مہینہ کے بعد تمہیں بھی سلام کر لینگے ۔ ہمارے چار پانچ بچے ہیں ہم اس کی پرورش کرتے ہیں یہ بھی عبادت ہے اور کہا کہ مجھے معاف کیجئے مجھ سے نماز کی پابندی نہیں ہوسکتی ہے ۔ تو ان لوگوں نے یہ جواب دیا کہ اور لوگ دنیا میں ایسے نہیں ۔ جو تم سے زیادہ اولاد زندہ رکھتے ہیں اور باوجود فاقہ کشی کے ہر وقت پنجگانہ نماز ادا کرتے ہیں تو شخص مذکور نے جواب دیا کہ بہت سے لوگ توکل خدا پر مر گئے اور نماز میں کچھ نہیں ملا ۔ پھر وہ لوگ خاموش ہوکر چلے آئے ۔ اب شرعاً شخص مذکور کے حق میں کیا حکم ہے ؟

الجواب

اوس بدنصیب پر توبہ وتجدید ایمان وتجدید نکاح لازم ہے اگر وہ توبہ نہ کرے اور نماز کا پابند نہ ہو تو اوس سے میل جول سلام کلام قطعاً موقوف کر دیا جائے اگر وہ معاذ اللہ بے توبہ کئے مر جائے تو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ کیا جائے ۔ نماز دین کا ستون ہے جو نماز پڑھتا ہے دین کو قائم رکھتا ہے اور جو قصداً ترک کرتا ہے دین کو ڈھا دیتا ہے ۔ مسلم وکافر کے درمیان فارق نماز ہے ۔ یہ سب حدیث کا ارشاد ہے حدیث میں ہے اَلصَّلٰوۃُ عِمَادُ الدِّیْنِ فَمَنْ اَقَامَھَا اَقَامَ الدِّیْنَ وَمَنْ تَرَکَھَا فَقَدْ ھَدَمَ الدِّیْنَ ۔ دوسری حدیث میں ہے اَلْفَرْقُ بَیْنَ الْعَبْدِ وَبَیْنَ الْکُفْرِ تَرْکُ الصَّلٰوۃِ تیسری حدیث میں ہے من ترک

الصلاۃ متعمدا فقد کفر حضور ترک صلاۃ پر حدیثوں میں ایسا ارشاد ہوا۔ جو شخص نماز سے انکار کرتا ہے وہ بھی ایسا کہ بہت لوگ توکل خدا پر مر گئے اور نماز میں کچھ نہیں ملا۔ اوس بدنصیب پر اشد غضب الٰہی ٹوٹتا ہے۔ و العیاذ باللہ تعالیٰ۔ اوس بدنصیب کو نماز سے کچھ نہ ملنا نظر آیا مگر قرآن و حدیث سے پوچھو کہ نماز سے لااقل اتنا تو نقد وقت ہوتا ہے کہ نماز بے حیائیوں اور ناجائز باتوں سے روکتی اور دین کو استوار رکھتی مسلم و کافر میں فرق کرتی ہے۔ اس سے نماز اوس بدنصیب کے نزدیک اور گیا ہے جیسے کہتا ہے کہ نماز سے کچھ نہ ملا۔ اندھے کو آفتاب نہ سوجھے تو کوئی کیا کرے۔ اوس کا یہ کہنا ایسا ہی ہے جیسے کوئی اندھا کہے مجھے آفتاب سے کوئی فائدہ نہ ہوا۔ وہ فائدہ اوسی کو سمجھتا ہے کہ اوسے نظر آئے۔ جو نظر نہ آئے وہ اوس کے نزدیک فائدہ ہی نہیں۔ یا دنیا ملنے کے لئے نماز پڑھتا ہے اگر نماز پڑھنے سے دنیا ملتی نظر آتی۔ مگر اندھے کو یہ نہیں معلوم ہوتا کہ برکت کوئی ایسی چیز نہیں جسے آنکھوں سے دیکھ سکے نماز پڑھنے سے ضرور برکات دنیا بھی ملتی ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۴۷ ۔ بریلی بڑا بازار مرسلہ فضل الرحمٰن صاحب۔ ۲۵ شعبان المعظم ۱۳۵۵ھ متصل مسجد سنیچر ثانی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے کافر کو بھی کافر نہیں کہنا چاہئے اس کا مقصد کیا ہے کیا مسلمان اپنے آپس میں بر سبیل تذکرہ کسی کافر کو کافر نہ کہیں یا اوس کے سامنے اوس کو کافر نہ کہیں۔ جیسا حکم ہو مطلع فرمایا جائے۔ دیگر عرض یہ ہے کہ وہ کون کون سے مشہور مذہب ہیں جن کے افراد کو کافر سمجھا جاتا ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب

زید غلط و باطل کہتا ہے اوس پر توبہ لازم ہے کافر کو کافر ہی سمجھا جائے گا۔ کافر ہی کہا جائے گا۔ مسلمانوں کو مسلمان ہی کہا جائے گا۔ ایک غلط بات جاہلوں کی زبان زد ہے۔ "کافر کو کافر اس لئے نہ کہا جائے کہ اوس کے خاتمہ کا حال معلوم نہیں کیا معلوم کہ آخر میں مسلمان ہو جائے"۔ احمق یہ نہیں سمجھتے کہ کافر کو کافر اوس وقت اوس کے کفر کے سبب کہا جاتا ہے جب وہ مسلمان ہو جائے گا اوسے اوس وقت کافر نہ کہا جائے گا۔ یوں تو کسی مسلمان کو بھی مسلمان نہ کہیں گے کہ خاتمہ کا حال معلوم نہیں کیا معلوم معاذ اللہ کسی مسلمان کہلانے والے کا خاتمہ کفر پر ہو۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ یہ وہ لوگ بکا کرتے ہیں جو اپنا مذہب کچھ نہیں رکھتے ہیں، [illegible] کھانے والے، مسلمانوں کا سا نام رکھنے والے، بعضے کام مسلمانوں کے سے کرنے والے، ظاہر مسلمان بننے والے، چھپے منافق کیسے ہی کفریات بکیں" اونھیں مسلمان ہی سمجھو۔ مسلمان کسی کو بھی کافر نہ کہنا چاہئے یہ تو مسلمان کہلاتے ہیں"۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ یہ اون

کی نئی شریعت ہے۔ شریعت پاک تو کافر کو کافر ہی کہنے کا حکم فرماتی ہے۔ وہ منافق جو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے حضور حاضر رہتے نمازیں روزے بھی نہیں رکھتے تھے حضور کے ساتھ جہاد بھی کرتے تھے۔ کافروں سے قتال کرتے تھے۔ اللہ عزوجل نے اون کا پردہ چاک فرمادیا۔ قرآن نے اون خبثاء کو کافر فرمایا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی مسجد پاک سے ایک ایک کو نکال دیا۔ یہ فرماکر اخرج فانک منافق۔ ایک منافق نے آپس میں کہا تھا کہ محمد صلی اللہ تعالی علیہ وسلم خبر دیتے ہیں فلاں کام گشتہ ناقہ فلاں وادی میں ہے انھیں غیب کی کیا خبر وما یدریہ بالغیب اللہ عزوجل نے اپنے حبیب محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اسکی خبر دیدی اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا ولئن سألتهم ليقولن انما كنا نخوض ونلعب اگر آپ اون سے دریافت فرمائیں گے تو کہدیں گے کہ یونہی گے جھوٹے بہانے بنائیں گے کہ ہم تو یونہی ہنسی دل لگی آپس میں کھیل کر رہے تھے۔ اون کی اس بکواس کا جواب بھی قرآن عظیم نے دیا قل لا تعتذروا قد کفرتم بعد ایمانکم۔ "تم فرمادو بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے اپنے (دعوی) ایمان کے بعد" دین اسلام کے علاوہ جو ادیان ہیں سب کفر ہیں اور اسلام کے مدعیوں میں جو جو ضروریات دین سے کسی بات کے منکر ہیں وہ سب کافر ہیں جیسے قادیانی دیوبندی، وہابی، رافضی بابی نیچری وغیرہم۔ واللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ ۲۸۔ از شہر محلہ قاضی مسئولہ امجد علی صاحب معرفت مختار احمد صاحب طالب علم مدرسہ منظر الاسلام۔ بریلی ۴؍ رجب ۱۳۸۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین، مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص مسمی سید احمد ذوقی جو اپنے آپ کو خلیفہ وارث حسین کوڑا جہان آبادی کا کہتا ہے۔ اور وارث حسین اپنے آپ کو رشید احمد گنگوہی کا خلیفہ کہتا ہے اور ذوقی اس وقت تک مہمان ہے اور زردہ پلاؤ قورما۔ طرح طرح کا کھانا کھانے کے بعد اعلیحضرت رحمۃ اللہ علیہ کے مرید مسمی ابوالقاسم جو بریلی شہر کہنہ محلہ گنبد میں رہتا ہے اور اعلیحضرت رحمۃ اللہ علیہ کا خلیفہ بتاتا ہے۔ اور اپنی خانقاہ کو مسجد سے بہتر بتاتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ حضور پرنور سرکار دو عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے۔ اور فرمایا کہ تو بہت کمزور ہوگیا تجھ کو نماز معاف ہے۔ ہر سال قوالی مزامیر کے ساتھ عرس میں کراتا ہے اور خود سنتا اور لوگوں کو سنواتا ہے۔ ذوقی نے مع چند دوستوں کے ابوالقاسم کے یہاں جاکر مزامیر کیساتھ قوالی سنی اور ذوقی کو ابوالقاسم نے نہایت تعظیم وتکریم سے لیا۔ اور اپنی مسند ذوقی کے لئے چھوڑ دی اور اس پر اوس کو بٹھایا اور مجلس سماع گرم ہوئی۔ اور خوب گانا سنا۔ جو لوگ

ایسے شخص کی تعظیم کریں اور اوس کے مرید ہوئے یا ابوالقاسم کے مرید ہوئے ایسے لوگوں سے بیعت ہونا چاہیے؟ یا اون کی تعظیم کرنا اور اون کو پیر بنانا مرید ہونا بموجب شریعت مطہرہ کے جائز ہے یا ناجائز۔ حلال ہے یا حرام؟ اور جن لوگوں نے ان کے ساتھ کھانا کھایا اور سماع سُنا ان کے واسطے کیا حکم ہے؟ اور اعلیحضرت رحمۃ اللہ علیہ نے یا صاحبزادہ مولانا مولوی حامد رضا خانصاحب نے یا مولوی مولانا مصطفےٰ رضا خاں صاحب نے ان کو یعنی ابوالقاسم کو خلیفہ کیا ہے اور مرید کرنے کی اجازت دی ہے یا نہیں؟ برائے خدا جواب باصواب سے مع مہر اور دستخط کے مشرف فرمائیے اور سیدھے لوگوں نادانوں اور بھولی بھیڑوں کو گمراہی سے بچائیے۔ بینوا توجروا۔

الجواب

گنگوہی کی نسبت علمائے کرام حرمین طیبین کا فتویٰ مدت سے شائع ہے۔ بیشک گنگوہی اپنے اون کفریات قطعیہ کے سبب ایسا ہے کہ جو اوس کے اون اخبث اشنع کفروں یا اون میں سے کسی ایک ہی پر مطلع ہوکر اوس کے کافر و مستحق عذاب ہونے میں ادنیٰ شک کرے وہ بھی کافر۔ نہ کہ اوسے پیر و پیشوا امام ومقتدا ماننے والا۔ اگر وہ شخص ادعا کرے کہ وہ محض بے خبر ہے اوسے آج تک اوسکے ایسے اشنع حال کی اطلاع نہ ہوئی۔ نادانستہ وہ اوس کے سلسلہ میں منسلک ہوگیا۔ تو آج گنگوہی کے کفریات اس پہ پیش کئے جائیں اگر اونھیں دیکھکر وہ بے تأمل اوسے کافر مان لے اور اوس سے بیزاری کا اظہار کردے اور اوس بیعت کو اب بیعت نہ مانے جب تو یہ سمجھا جائے کہ واقعی یہ شخص بے خبر تھا۔ اور اگر اب مطلع ہوکر بھی اوس کے کافر و مستحق عذاب ہونے میں شک کرے تو وہ اوسی کی رسی میں گرفتار ہے۔ ابوالقاسم نہ ابن القاسم نہ ذاتہم اس نام کا کوئی شخص اعلیحضرت کا خلیفہ نہیں۔ اوس سے اس کی کیا شکایت کہ وہ اپنی خانقاہ کو مسجد سے بہتر بتاتا ہے جب وہ اپنے لئے نماز ہی کو معاف جانتا ہے۔ ماعلی مثلہ یعد الخطاء، جبکہ اوسکی عقل کا دیا اوسکی کھوپڑی میں ٹمٹما رہا ہے المعتمد المستند میں اعلیحضرت قدس سرہ فرماتے ہیں المنھو قۃ المتصلفۃ المتکلفۃ القائلۃ بالاتحاد والحلول وسقوط التکالیف عن العارفین مع بقاء العقول بمعنی النھج اذا وصلوا جلسوا ان یؤمروا بشئ او ینھوا عنہ فیحل اللہ لھم الحرام وسقط عنھم الفرائض وتری بعضھم یستخف بالشریعۃ الغراء جھارا ویقول الشرع طریق فمن وصل فمالہ وللطریق ویقول صلٰوۃ الزاھد ھذہ الرکوع والسجود وانما صلاتنا ترک الوجود یتمسک بہ علی تھاونہ بالصلٰوۃ وترکہ الجمع والجماعات (الی قولہ) بالجملۃ ھؤلاء کفار ومرتدون خارجون عن الاسلام باجماع المسلمین وقد قال فی البزازیۃ والدرر والغرر والفتاوی الخیریۃ ومجمع الانھر والدرالمختار وغیرھا من

معتمدات الاسفار فی مثل ھؤلاء الکفار" من شك فی کفرہ وعذابہ فقد کفر اھ" ردالمحتار میں علامہ شامی قدس سرہ السامی رسالہ ابن کمال وہ امام غزالی کی کتاب التفرقہ بین الاسلام والزندقہ سے نقل فرماتے ہیں ومن جنس ذلك مایدعیه بعض من یدعی التصوف انه بلغ حالة بینه و بین اللہ تعالی اسقطت عنه الصلوٰۃ (الی قوله) فهذا مما لا اشك فی وجوب قتله اذ ضررہ فی الدین اعظم وینفتح به باب من الاباحة لا ینسد وضررهذا فوق ضرر من یقول بالاباحة مطلقا فانه یمتنع عن الاصغاء الیه لظهور کفرہ اما هذا فیزعم انه لم یرتکب الا تخصیص عموم التکلیف بمن لیس له مثل درجته فی الدین ویتداعی هذا الی ان یدعی کل فاسق مثل حاله اھ ملخصًا۔ فتاویٰ بزازیہ میں ہے لا اصلی اذ لا تجب علی اولم او مربها یکفر۔ اوسی میں ہے دلت المسألة ان تهاون الصلوٰۃ والترك مستخفا کفر۔ **شفا شریف** اور اوس کی شرح علی قاری میں ہے کل مقالة صرحت بنفی الربوبیة اوالوحدانیة اوعبادة احد غیر اللہ او مع اللہ فهی کفر کمقالة الدهریة (الی قوله) وکذلك من ادعی مجالسة اللہ والعروج الیه ومکالمته اوحلوله فی بعض الاشخاص کقول بعض المتصوفة ای المتشبهة بالصوفیة من الحلولیة والوجودیة والاتحادیة زعموا ان السالك اذا امعن فی سلوکه وخاض فی لجة وصوله واستغرق فی بحر حضورہ فربما حل فیه سبحٰنه وتعالی کالنار فی الفحم فیرتفع الامر والنهی الخ۔ اوسی میں ہے اجمع المسلمون علی کفر بعض غلاۃ المتصوفة الزاعمین انهم وصلوا الی اللہ فرفع عنهم التکلیف قال الدلجی وقد ادرکت بعضا منهم یقول اسقط اللہ عنی التکلیف فاستباح فطر رمضان والخلوۃ بالاجنبیات من النساء ونحو ذلك۔ اوس کا یہ قول کفر صریح ہے۔ اور حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر عمداً افترا قبیح یہ یوں بھی کفر ہے۔ اور فرضیت نماز کا انکار رہے یوں بھی۔ اوس قائل کے کافر و مستحق عذاب نار ہونے میں کیا شک ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ ایسے سے قوالی مع مزامیر کرانے سننے سنانے یا کسی حرام کے ارتکاب کی کیا شکایت۔ بد مذہب کی تعظیم بھی حرام ہے۔ جو لوگ ایسوں سے بیعت ہوتے ہیں وہ شیطان کے سلسلہ میں داخل ہوتے ہیں۔ جب تک ایسے لوگ توبہ نہ کریں مسلمان ان سے میل جول موقوف رکھیں۔ واللہ الہادی وہو الموفق وہو تعالیٰ اعلم۔ اس فقیر نے ہرگز ابوالقاسم کو نہ ابن القاسم نہ قاسم اس نام کے کسی شخص کو آج تک خلافت نہیں دی اور اگر کسی نے بحالت اسلام ایسے کو خلیفہ کیا بھی ہو تو وہ بیعت ہی نہ رہی خلافت کیسی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۹۔ از بریلی محلہ صالح نگر مسئولہ کفایت حسین صاحب رضوی۔ یکم شعبان ۱۳۵۶ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید دریافت کرتا ہے کہ چند

نام جیسے عبدالقادر، عبدالقدیر، عبدالرزاق ان میں عبد لفظ عبدل چھوڑ کر نام لینا کیسا ہے عمرو کہتا ہے کہ انسان کو صرف ایسے نام بغیر عبدال ملائے پکارنا کفر ہے لہذا احق کیا ہے؟

الجواب

ایسے ناموں سے لفظ عبد کا حذف بہت برا ہے۔ اور کبھی ناجائز وگناہ ہوتا ہے اور کبھی سرحد کفر تک بھی پہنچتا ہے قادر کا اطلاق تو غیر پر جائز ہے۔ اس صورت میں عبدالقادر کو قادر کہکے پکارنا برا ہے۔ مگر قدیر کا اطلاق غیر خدا پر ناجائز۔ کما فی البیضاوی اور اگر کسی کا نام عبدالقدوس عبدالرحمن عبدالقیوم ہے تو اوسے قدوس رحمن قیوم کہنا ایسا ہی ہے جیسے اوسے جس کا نام عبداللہ ہو اللہ کہنا بہت سخت بات ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ جس کا نام عبدالقادر ہو اوسے بھی عبدالقادر ہی کہا جائے جس کا عبدالقدیر اوسے عبدالقدیر ہی کہنا ضرور ہے۔ عبدالرزاق کو عبدالرزاق عبدالمقتدر کو عبدالمقتدر۔ غیر پر اطلاق قدیر ومقتدر میں علماء کا اختلاف ہے کما فی غایۃ القاضی حاشیہ شرح البیضاوی۔ عبدالقدوس کو عبدالقدوس عبدالرحمن کو عبدالرحمن عبدالقیوم کو عبدالقیوم عبداللہ کو عبداللہ ہی کہنا فرض۔ یہاں عبد کا حذف اشد درجہ حرام وکفر ہوگا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ فتاوی ظہیریہ پھر شرح فقہ اکبر میں فرمایا من قال للمخلوق یاقدوس او القیوم او الرحمن کفر۔ اھ مختصراً بلکہ یہاں تک ظہیریہ میں فرمایا گیا کہ اوقال اسما من اسماء الخالق کفر۔ فتاوی ظہیریہ کی اس عبارت کی بنا پر بظاہر عبدالقادر کو قادر کہنا بھی کفر ٹھہرے گا مگر اس صورت میں کہ اوس کی مراد معنی لغوی ہوں اور وہ کہاں ہوتے ہیں۔ شرح فقہ اکبر میں وھو یفید انہ من قال للمخلوق یا عزیز ونحوہ یکفر ایضا الا ان اراد بہا المعنی اللغوی لا الخصوص الاسمی۔ مگر بات یہی ہے کہ بعض اسماء الٰہیہ جو اللہ عزوجل کیلئے مخصوص ہیں جیسے اللہ قدوس رحمن قیوم وغیرہ انہیں کا اطلاق غیر پر کفر ہے اون اسماء کا نہیں جو اوس کے ساتھ مخصوص نہیں جیسے عزیز رحیم کریم عظیم علیم حی وغیرہ۔ بعض وہ ہیں جن کا اطلاق مختلف فیہ ہے۔ جیسے قدیر مقتدر وغیرہ۔ اسی لئے اعلیٰحضرت قدس سرہ نے شرح فقہ اکبر کی اس عبارت پر اپنے حاشیہ میں فرمایا اقول لیس من ھذہ الافادۃ فی شیئ وانما اراد باسماء الخالق الاسماء المختصۃ بہ۔ اعلیٰحضرت قدس سرہ کے ارشاد کی تائید مجمع الانہر کی یہ عبارت فرماتی ہے اطلق علی المخلوق من الاسماء المختصۃ بالخالق نحو القدوس والقیوم والرحمن وغیرھا یکفر نیز حدیقہ ندیہ میں ہے واعلم ان التسمی بھذا الاسم حرام وکذا التسمی باسماء اللہ تعالیٰ المختصۃ بہ کالرحمن والقدوس والمھیمن وخالق الخلق ونحوھا۔ کذا فی شرح النووی علی صحیح مسلم عمرو جو علی الاطلاق حکم کفر کرتا ہے وہ صحیح نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۰ ۔ از کوہ مری ضلع راولپنڈی پنجاب بازار کلاں متصل ہوٹل مجیب خاں مرسلہ جناب عبدالرحمٰن صاحب ۔ رجب ۱۳۵۶ھ

ایک خاکسار جماعت والے کا مسئلہ ۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین کہ خاکسار تحریک جو کہ تقریباً ہر شہر وقصبہ اور گاؤں میں ہے اور تقریباً ڈھائی لاکھ مسلمان اس میں شریک ہیں عقیدے سے کوئی بحث نہیں جو سب مسلمانوں کے عقیدے خواہ کیسے ہی ہیں اس میں شامل ہوتے ہیں اس کے بانی یعنی عنایت خاں المشرقی نے جو کتاب "تذکرہ" لکھی ہے اسکی وجہ سے سب کو کافر کہنے والا حق بجانب ہے یا نہیں۔ اعتقاد صحیحہ کے بیان اور عمل کرنے کے باوجود پھر بھی زبردستی مرتد اور کافر کہنا کہاں تک درست ہے۔ والسلام مع الاکرام۔

۲ ۔ جس شخص کا یہ بیان ہے کہ میرا عقیدہ صحیح مطابق شریعت غرا کے ہے پنج ارکان اسلام دیگر اصول کو مانتا ہوں اور فی المقدور عمل بھی کرتا ہوں کسی رنج کی بنا پر اس کو کفر کا فتویٰ دینا کیسا ہے؟۔

۳ ۔ کیا شریعت اسکی اجازت دیتی ہے کہ ملزم کی غیر حاضری اور اوس کے بیانات لئے بغیر اسکے خبر کئے بغیر اس کو مرتد قرار دیا جائے مرتد کہنے والا کون اور کس گناہ کا مرتکب ہے؟۔

الجواب

۱ ۔ خاکسار تحریک کیا ہے میں نہیں جانتا۔ تذکرہ میں اگر کوئی بات کفر کی ہے تو وہ کفر ہے پھر کفر لزومی ہے یا التزامی ۔ اگر کفر التزامی ہے تو جو اوس پر مطلع ہو کر کتاب جس کی ہے اوس کے کافر ومستحق عذاب ہونے میں شک کریگا کافر ہو جائے گا۔ جیسے قادیانی کہ نبوت کا مدعی تھا اور توہین وتنقیص خدا وانبیاء کا مرتکب۔ اوس کے مریدین سب کافر مرتدین ہیں کہ اوسے بعض نبی جانتے ہیں اور بعض مجدد مانتے ہیں۔ باوجودیکہ اوس کی اوس گندگی پر مطلع ہیں۔ خاکسار تحریک میں جو لوگ شامل ہوں اگر سب اوس تذکرہ کے اوس کفر پر مطلع ہیں جو التزامی ہے اور پھر اوس تذکرہ والے کے کافر ومستحق عذاب ہونے میں شک بھی کرتے ہوں تو خود اوس کی طرح کافر ٹھہریں گے ۔ اور اگر سب مطلع نہیں تو جو مطلع ہو کر اوسے اپنا مقتدا جانے گا بلکہ اوس کے کافر ومستحق عذاب ہونے میں تردد ہی کرے گا کافر ہو جائے گا ۔ خاکسار تحریک میں ہر قسم کے لوگ اگر شامل ہیں تو لا اقل گنہگار تو ہیں کہ بدمذہبوں سے میل جول ناجائز ہے اون کے پاس بیٹھنا اوٹھنا ناروا اون سے سلام وکلام ممنوع ۔ قال تعالیٰ وَإِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرَىٰ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۝ اگر کوئی ایسی بات نہیں ہے جو مسلمان اوس میں شریک ہیں وہ کسی کفر کے نہ مرتکب ہیں نہ کسی کو اوس کے کفر التزامی کے باوجود جو محل تاویل ہی نہیں یا اوس کے ایسے کفر پر جو

معلوم ہو کہ اوس نے کفر ہی کیلئے یہ قول کیا او سے مسلمان سمجھتے ہیں تو ایسے لوگوں کو کافر کہنے والا جو بطور سب و شتم نہ کہتا ہو بلکہ اون کے کفر کا معتقد ہوا ون کی تکفیر کو حکم شرع جانتا ہو خود بحکم حدیث کافر ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۲۔ اگر اوس میں کوئی ایسی بات نہیں جس پر اوسکی تکفیر کی جائے تو جو شخص بے وجہ اوسکی تکفیر کرتا ہے وہ تکفیر بحکم حدیث خود اوسکی ناحق تکفیر کرنے والے پر ٹوٹتی ہے اور اگر بطور سب و شتم کہتا ہے جب بھی سخت گنہگار مستحق نار حق اللہ اور حق العبد میں گرفتار ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۳۔ اگر اوس شخص کا کفر و ارتداد بوجہ معقول شرعی ثابت ہوگیا ہو اوس کا کلام ناقابل تاویل ہو تو اوسے کافر مرتد ہے اوس کا بیان لئے کہا جائے گا۔ اور اگر قول پہلو دار ہو تو اوس سے پوچھا جائیگا یہ کہنا بشرط صدور قول یا فعل ہوگا کہ وہ قول یا فعل اوس سے صادر ہوا ہے تو حکم یہ ہے۔ رہا حکم قاضی تو قضا علی الغائب جائز نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۳۱۔ از دہلی سرائے توپ خانہ مرسلہ مولوی محمود حسن صاحب ۲۷ شوال ۵۶ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و حامی شرع متین اس مسئلہ میں کہ میاں بیوی کی نا چاقی بہت تھی لیکن قصور اس میں خاوند کا تھا وہ قصور یہ تھا کہ ایک بچے کو اسکی ماں سے جو شیر خوار تھا لے گیا اور اس کا پتہ نہیں دیا ان لوگوں نے رپٹ درج کرا دی تب بھی وہ لڑکے کو نہیں لایا اس معاملہ کے اندر اس قدر نا اتفاقی ہوئی کہ لڑکی نے دعویٰ دائر کر دیا اور اوس کے بعد جب وہ کچہری میں حاضر نہ ہوا تو لڑکی نے کچہری میں اپنے آریہ ہونے کی درخواست دی۔ درخواست کچہری سے منظور ہوئی اور حکم صادر ہوا کہ تم کو اپنے فعل کا اختیار ہے اب اسی مضمون پر آکر اس شخص نے اس کو طلاق دیدی آریہ وہ نہ ہوئی بلکہ مسلمان ہی رہی اور ابتک ہے۔ اب اس صورت میں طلاق اوسکو جائز ہوئی یا نہیں ہوئی شریعت مطہرہ کیمطابق کیا حکم ہے۔

الجواب

عورت اپنی اوس درخواست کی بنا پر اسلام سے خارج ہوگئی اوس پر توبہ و تجدید ایمان فرض ہے۔ مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر میں فرمایا من اضمر الکفر او ھم بہ فھو کافر ومن کفر بلسانہ طائعا وقلبہ مطمئن بالایمان فھو کافر ولا ینفعہ ما فی قلبہ لان الکافر یعرف بما ینطق بہ بالکفر فاذا نطق بالکفر کان کافرا عندنا وعند اللہ تعالیٰ اوسی میں ہے اذا عزم بالکفر بعد حین یکفر فی الحال لزوال التصدیق المستمر عالمگیریہ وغیرہا میں ہے القلم احد اللسانین جب تک وہ تجدید ایمان نہ کرے اس کا نکاح کسی سے نہیں ہو سکتا لانہا مرتدۃ ولا یجوز نکاح المرتد والمرتدۃ مع احد کما صرح بہ فی العالمگیریۃ وغیرہا۔ صح اس بارے میں کہ

عورت کے کفر سے نکاح پر کیا اثر ہوتا ہے، تین روایتیں ہیں۔ ایک ظاہرالروایۃ کہ فسخ عاجل ہوتا ہے۔ مگر وہ توبہ وتجدید ایمان وشوہرہی سے تجدید نکاح با قل مہر پر مجبور کی جائے گی راضی ہو یا ناراض۔ دوسری روایت نوادر، اس میں بھی فسخ عاجل ہے۔ اور یہ کہ عورت باندی ٹھہرے گی۔ تیسری روایت یہ ہے کہ عورت کی ردت سے نکاح پر کوئی اثر نہیں ہوتا وہ بدستور اوسکی بی بی رہتی ہے۔ تجدید ایمان کرائی جائے گی۔ قال تعالیٰ بیدہ عقدۃ النکاح۔ نکاح کی گرہ مرد کے ہاتھ میں ہے حسمًا لباب الفتنۃ۔ فسخ نکاح و بینونت کا حکم نہ ہوگا۔ آج اسی روایت پر فتوی ہمارے نزدیک واجب اس مسئلہ کی تفصیل وتحقیق بازغ اور تینوں روایتوں میں صورت تطبیق ہمارے فتاوی میں ہے۔ پہلی دوسری روایت جن میں حکم فسخ نکاح ہے اون پر بھی اگر فتوی ہو تو بھی اس طلاق کے وقوع کا حکم اوس صورت میں ہے جبکہ عورت عدت کے اندر ہو۔ مجمع الانہر میں ہے ان النکاح لما انفسخ بالردۃ کانت المرأۃ معتدۃ فان طلقہا یقع اور جبکہ تیسری روایت ماخوذ ہوئی تو ظاہر ہے کہ طلاق ہوگئی اگرچہ کتنے ہی زمانے کے بعد دی ہو کہ جب فسخ ہی نہ ہوا تو عدت کیسی۔ برجندی میں ہے قال الفقیہ ابوالقاسم الصفار والفقیہ ابوجعفر وبعض ائمۃ سمرقند ان ردۃ المرأۃ لایوجب البینونۃ الخ۔ خانیہ میں فرمایا منکوحۃ ارتدت والعیاذ باللہ تعالیٰ حکی عن ابی نصر وابی القاسم الصفار انہما قالا لا یقع الفرقۃ بینہما حتی لا تصل الی مقصودہا الخ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۲ ۔ از رامپور محلہ گھیر میاں ضیاء النبی صاحب مسئولہ سید محمد عبداللہ شاہ صاحب۔ بتاریخ ۲ محرم الحرام ۱۳۵۷ھ۔

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں۔ سرزمین ہند میں ایک گروہ ایسا پیدا ہوگیا ہے کہ جو کہتا ہے ہندوستانیوں کو اب مذہب سے آزاد ہو جانا چاہئے خواہ کوئی سا مذہب رکھتے ہوں۔ اون کا خیال ہے کہ مذہب ہی بنی نوع انسان میں جھگڑوں اور تباہی کا باعث ہے۔ حالانکہ اس گروہ میں جس قدر ہنود ہیں وہ اپنی قدیمی مذہب کے بقاء اور قیام اور ترقی کی بیش از بیش کوشش کررہے ہیں اور اون کو اپنے قرون سابقہ کی معراج تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ اس گروہ کا یہ بھی خیال ہے کہ زمینداری کو رفتہ رفتہ یا یک قلم منسوخ کردیا جائے اور جائدادوں پر کاشتکاران یا گورنمنٹ کا غاصبانہ قبضہ کرادیا جائے۔ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ سرمایہ داروں کا روپیہ ضبط کرلیا جائے اگر اون کا روپیہ کسی مقروض پر آتا ہے تو قرض کو اصل اور سود سے منسوخ کردیا جائے اس گروہ کا یہ بھی خیال ہے کہ موجودہ نظام تمدن کو چاہے وہ کسی قوم وفرقہ کا ہو اس طور پر جبراً کلیۃً درہم برہم کیا جائے کہ انقلاب پیدا ہوکر موجودہ

نظام حکومت فنا ہو جائے حالانکہ اس گروہ کے دوش بدوش اور اوس سے اشتراک عمل کرتا ہوا ہنود کا وہ گروہ بھی شامل ہے جو اس انقلاب کے فائدہ اٹھاکر قدیم تمدن ہنود کو مع اپنے تمام بت پرستانہ داو ہام پرستانہ ذہنیت کو قائم کر دینا چاہتا ہے یہاں تک کہ گوشت خور قوم کو اپنے شعار قومی سے ترغیبًا یا جبرًا باز رکھنا چاہتا ہے اور گائے کو دیوتیت کے تخت پر دوبارہ بٹھالنا چاہتا ہے ان تحریکات کے کچھ مددگار و معاون وہ لوگ ہوگئے ہیں جو اپنے آپ کو مسلمان بھی کہتے چلے آرہے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ اس سے مسلمان کے مذہب اور تمدن یا معاشرت کو کوئی خطرہ نہیں ہے۔ یہ گروہ مسلمانوں کو اپنے ساتھ اشتراک عمل کی پیہم دعوت دے رہا ہے مگر مسلمین کا سواد اعظم ان تحریکات کے سخت خلاف ہے اور اپنے آپ کو اون کے مقابلہ کے واسطے منظم کر رہا ہے مگر اول الذکر قلیل گروہ مسلمین کا اس سواد اعظم کو ملک اور انسانیت اور ترقی کا دشمن بنا رہا ہے۔ شرعی ارشادات ان مسائل پر کیا ہیں اور مسلمانوں کو کیا کرنا چاہیئے؟

الجواب

دہریوں اور اباحیوں کا وجود آج نہیں عرصہ دراز سے ہے۔ یہ لوگ ابلیس کے ایجنٹ۔ شیطان کے وکیل، شیطنت کے پروپیگنڈہ کرنے والے ہیں۔ انھیں اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے کوئی علاقہ نہیں۔ جیسے اون کے پیر و استاد ابلیس لعین کو۔ ان بدعقلوں نے خطوات شیاطین کا اتباع کیا۔ ابلیس کے نقش قدم پر چلے تو دین و دیانت ہی کو بیٹھ نہ دی بلکہ عقل کو بھی۔ حیا و شرم و غیرت کو بھی۔ واقعات، محسوسات، مشاہدات جن سے روز روشن کی طرح روشن کہ دین و مذہب کے اتباع ہی سے دینی دنیوی ہر قسم کی ترقیاں ہوتی ہیں۔ اور جس قوم نے دین حق کی پیروی سے روگردانی کی ہے وہ ہی قعر مذلت میں گری اور حضیض تنزل میں پڑی ہے ؎ گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ؛ چشمۂ آفتاب را چہ گناہ۔ یہ نمائشی آنکھیں رکھنے والے حقیقۃ حقیقی بینائی سے محروم، دل کے اندھے، اوس پاگل اندھے کی طرح ہیں جو خاص دوپہر کو جبکہ آفتاب بروجہ کمال روشن و آشکارا ہو آفتاب کے وجود کا انکار کرے۔ نابینائی کے سبب اوسے دیکھ نہ سکے۔ اور پاگلپن کی وجہ سے کسی اور طرح بھی اوس کے وجود کو محسوس نہ کر سکے۔ جیسے اوس پاگل اندھے کے احساسات باطل ہو گئے۔ جو آفتاب کے وجود سے انکار کرے یوں ہی ان نابیناؤں کے احساسات باطل ہیں جو ایسا کہتے ہیں۔ آج مسلمان کروروں ہیں اور آج سے تیرہ سو برس پہلے کتنے تھے؟ ان نابیناؤں کی آنکھیں چیر کر ان کے کان کھول کر تاریخ ہی کے اوراق دکھاؤ سناؤ۔ جب تک مسلمان دین حق کی بروجہ کمال

پیروی تعمیل احکام کرتے رہے روز افزوں دن دونی رات چوگنی ترقیاں کرتے رہے۔ دین حق کی پیروی سے اوس معراج ترقی پر پہنچے جہاں تک کوئی قوم نہ پہنچی۔ مسلمانوں کے خون کے پیاسے مسلمان کی جان و مال عزت و آبرو سب کے دشمن بھی اس کا اعتراف کرتے آئے۔ اور آج تک برابر مان رہے ہیں والفضل ماشھدت بہ الاعداء۔ جب سے مسلمانوں میں سستی آئی احکام دین حق پر عمل میں کاہل پیدا ہوا جب ہی سے انکی ترقیاں بند ہوئیں نہ صرف یہ بلکہ روز بروز انحطاط و تنزل ہو رہا ہے جتنی جتنی مذہب سے دوری ہوتی جارہی ہے۔ خدا مسلمانوں کی آنکھیں کھولے وہ قوم جو جاہلیت میں جہالت کا پیکر تھی وحشت کا مجسمہ آن کی آن میں ایسی مہذب ہوئی کہ ہادی و مہذب بن گئی۔ ساری دنیا میں جس کی تہذیب کا ڈنکا بج گیا۔ بحر و بر میں جس کی اعلمیت کا سکہ بیٹھ گیا۔ وہ قوم جو کنگال تھی لوٹ مار اور طرح طرح کے ظلم و جفا کی خوگر، جوڑا کو تھی او رسلطنت کی دشمن۔ انھیں دہریوں اور اباحیوں کی طرح سلطنت سے دیکھتے دیکھتے دنیا پھر بادشاہت اون کے قدموں پر نثار ہوئی اور اس کے پاؤں چومنے لگی۔ اوس قوم کی خلافت سلطنت سے بہت اعلیٰ چیز ٹھہری جس سے وہ قوم نہ صرف بادشاہ بلکہ شہنشاہ تاج بخش بادشاہوں کی ہوئی۔ اس موضوع پر کچھ زیادہ لکھنے کی حاجت بھی نہیں اور فقیر کو فرصت بھی نہیں۔ جو لوگ مسلمان نام رکھ کر اس دہریت اور اس اباحیت کے حامی ہیں وہ محض نام کے مسلمان ہیں درحقیقت دہریہ اباحیہ ہیں اگر وہ لوگ توبہ نہ کریں مسلمان محض ان کے اسلامی ناموں کی بنا پر مسلمان نہ سمجھیں۔ محض نام یا گائے کا گوشت کھانا مسلمان نہیں بناتا۔ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ اس ملعون تحریک سے مذہب کا کچھ نقصان نہیں وہ اوس پاگل کی طرح ہیں جو قلعہ کی در و دیوار ڈھاتا جاتا ہے اور بکتا جاتا ہے کہ اس سے قلعہ کو کوئی نقصان نہیں۔ عدو والہیہ کو توڑو دائرہ دین کو مٹاؤ اور بکے جاؤ کہ اس سے دین و مذہب کو خطرہ نہیں۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ ان ہی دہریوں اباحیوں کی جماعت کا نام آجکل بولشویک ہے۔ جواس بولشویک تحریک کا حامی ہے اوس سے اسلام سے کوئی علاقہ نہیں واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۳ ۔ از پورنیہ علاقہ بائسی مرسلہ مولوی محمد غیاث الدین صاحب موجیبی مدرس مدرسہ قمر گنج۔

کیا فرماتے ہیں علمائے ملت مسائل ذیل کی نسبت ؟

(۱) ہنود کا وہ مشرکانہ میلہ جو بتوں کی پرستش کیلئے ہوا کرتا ہے جیسے دسہرہ، جنم اشٹمی۔ درگا پوجا کالی پوجا وغیرہم جس میں مراسم کفریہ و شرکیہ کے علاوہ ہر قسم کے ناچ تماشے اور دیگر لہو ولعب ہوتے ہیں۔ اور رنڈیاں بھی منگائی جاتی ہیں ان میلوں میں اکثر ضرورت وغیر ضرورت کی اشیاء ملتی ہیں

اور ان میلوں کی زینت زیادہ تر مسلمانوں ہی سے ہوتی ہے چونکہ زیادہ تر خریدار و تماشہ بین ہوتے ہیں ان میں بیشتر دوکانیں ہنود ہی کی ہوتی ہیں۔ ایسے میلوں میں مسلمانوں کا بحیثیت تماشائی یا بغرض خرید و فروخت شریک ہونا کیسا ہے۔

(۲) بعض جاہلوں کا یہ طریقہ کہ ایام دسہرہ میں نئی دلھن کیلئے اس کے مناسب حال چیزیں مٹھائیاں خرید کر سسرال بھیجنا و نیز سسرال والوں کا یہ فعل کہ اشٹمی دسہرہ منانے کی غرض سے نوشہ کو نذرانہ دینا شرعاً کیا حکم رکھتا ہے۔

(۳) دسہرہ وغیرہ کا میلہ بلا ضرورت بطور رسم جانا اور میلہ سے بطور تحفہ چیزیں خرید کر لانا و نیز مٹھائیاں وغیرہ خرید کر بطور ہدیہ احباب کے یہاں بھیجنا کیسا ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب

ایسے میلوں میں بحیثیت تماشائی جانا حرام حرام حرام اشد حرام بہت اخبث نہایت ہی اشنع کام بحکم فقہائے کرام معاذ اللہ کفر انجام ہے۔ حدیث کا ارشاد ہے من کثر سواد قوم فھو منھم۔ خزانۃ الروایات میں ہے فی الفصول قال الشیخ ابو بکر الطرخانی من خرج الی السدۃ فقد کفر لان فیہ اعلان الکفر وعلی قیاس مسئلۃ السدۃ الخروج الی نیروز المجوس الموافقۃ معھم فی مایفعلونہ فی ذلک الیوم۔ اسی میں ہے کذلک الخروج فی لیلۃ التی یلعب فیھا کفرۃ الھند بالنیران والموافقۃ معھم فی مایفعلون تلک اللیلۃ فیلزم ان یکون کفرا و کذا الخروج الی لعب کفرۃ الھند فی الیوم الذی یدعوہ الکفرۃ والموافقۃ معھم من تزئن البقور والافراس والذھاب الی دوم الاغنیاء یلزم ان یکون کفراً۔ ان لوگوں پر توبہ تجدید ایمان تجدید نکاح لازم۔ جو لوگ تجارت کے لئے جاتے ہیں انھیں مجمع کفار سے علیحدہ قیام چاہیئے: اول تو جانا ہی نہ چاہیئے اور جائیں تو وہاں سے دور رہیں اس قدر دور کہ انسے اون کے مجمع میں اضافہ ہو کر اونکی شوکت نہ ہو۔ اون کی دوکانوں سے اس کی زینت نہ ہو۔ ان کے آگے اعلان کفر نہ ہو۔ مجمع کفار محل لعنت ہے خصوصاً ایسا مجمع جو اظہار و اعلان کفر کا ہو۔ محل لعنت سے یوں بھی تو بچنا ضرور ہے اگرچہ اس وقت اظہار کفر نہ ہو۔ تجارت کے لئے اگر جاتے ہیں مجمع کفار سے بالکل علیحدہ جہاں سے اون کی کفری باتیں دیکھ سُن نہ سکیں راہ میں رہیں مقصد تجارت یوں بھی حاصل ہوگا اگر وہ لوگ خریدنا چاہیں گے راہ میں خریدینگے نہ خریدنا چاہیں گے وہاں بھی نہ خریدیں گے۔ آجکل تو یہ نری ہوس خام ہے۔ کفار تو مسلمانوں کا بائیکاٹ کر چکے ہیں ان سے وہ ضرورت پر تو خریدنا روا نہیں رکھتے۔ میلہ میں بے ضرورت

اور گراں ان سے خریدینگے ؛ میلوں میں ہمیشہ چیز گراں بکتی ہے۔ وہ مسلمانوں کو میلوں میں آنے کے روادار نہوتے۔ وہ ممانعت نہیں کرتے کہ مسلمان میلوں میں آئیں اور انھیں موقع ڈھونڈکر خوب لوٹیں برسوں سے متعدد مواقع پر ایسا ہو رہا ہے مگر مسلمانوں کی آنکھیں نہیں کھلتیں۔ لٹتے ہیں مارے جاتے ہیں اور پھر پہنچتے ہیں۔ نہ دین کا لحاظ نہ دنیا۔ خدا ان کی آنکھیں کھولے۔ واللہ تعالیٰ ھو الموفق وھو الہادی۔ وھو تعالیٰ اعلم

(۲) (۳) دسہرہ منانے والے سوال میں جو مذکور ہے ایسا کرنے والے از سر نو کلمہ اسلام پڑھیں ان پر تجدید ایمان تجدید نکاح لازم ہے یہ لوگ اگر باز نہ آئیں، تجدید ایمان تجدید نکاح نہ کریں تو ان سے تاتوبہ مقاطع کیا جائے سلام کلام میل جول نشست برخاست یک لخت موقوف کیا جائے **فتاوی صغیری** میں ہے من اشتری یوم النیروز شیئ ولم یکن یشتریہ قبل ذلک ان اراد بہ تعظیم النیروز کفر۔ شرح فقہ اکبر میں ہے من اھدی یوم النیروز وارادبہ تعظیم النیروز کفر۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۳۴۔ از پیلی بھیت محلہ ڈرین گنج۔ دوکان حاجی نبی بخش صاحب حاجی صوفی حفیظ اللہ صاحب سوداگران تمباکو۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شب میں مسمیٰ چھدا کے مکان پر برادری کے لوگ جمع ہوئے باہم گفتگو ہو رہی تھی اتنے میں مسمیٰ نتھو ولد محمد عیوض نے ملا کفایت اللہ صاحب کو فحش الفاظ کہے۔ چونکہ ہماری برادری میں ملا کفایت اللہ صاحب مذکور معزز بزرگ ہیں سب اون کا ادب کرتے ہیں بدیں وجہ نتھو ولد محمد عیوض مذکور کو برادری پنچایت سے خارج کر دیا دوسرے روز صبح کو چھدا مذکور کے مکان پر چھدا مذکور کی لڑکی کی شادی تھی کل برادران کا شادی بلاوا تھا چھدا مذکور کے مکان پر سب برادری کے لوگ جمع ہوئے۔ وہاں پر نتھو مذکور جو برادری سے خارج کر دیا گیا تھا وہ بھی موجود تھا۔ لہذا چھدا مذکور سے برادروں نے کہا کہ نتھو مذکور یہاں کیوں موجود ہیں؟ کیونکہ یہ برادری سے خارج ہے اس کے ہمراہ ہم لوگ کھانا نہیں کھائیں گے۔ اس پر مسمیٰ اتواری نے کہا کہ خدا کے واسطے آپ سب صاحبان میرے مکان پر کھانا کھا لیجئے۔ چونکہ مسمیٰ اتواری چھدا مذکور کا چچا ہے اتواری کے کہنے پر مسمیٰ ولی اللہ نے اتواری سے کہا کہ ایسی ذرا ذرا سی باتوں پر خدا کا واسطہ نہیں دینا چاہئے اور یہ ڈانٹ کر کہا کہ آپ اس کا جواب دیجئے کہ آپ ہم لوگوں برادروں کو کھانا کھلانا چاہتے ہو یا صرف نتھو کو اس پر چھدا نے یہ کہا کہ میرے چچا اتواری نے جو کہا ہے کہ خدا کے واسطے سب صاحب میرے یہاں کھانا کھا لیجئے وہی میں بھی کہتا ہوں۔ اس پر ولی اللہ نے جواب دیا کہ آپ لوگ ایسے موقع پر نہ سمجھتے ہوئے ایسی معمولی باتوں پر خدا کا واسطہ دیتے ہو یہ بات شریعت مطہرہ سے منع ہے آپ ان باتوں کا جواب دیجئے کہ آپ ہم لوگوں کو

کھانا کھلانا چاہتے ہو یا تھوکو؟ اگر آپ کو تھو مذکور کے ساتھ ہمدردی ہے تو تھو کا معاملہ طے کرا دیجئے تب ساتھ میں کھانا کھا سکتے ہیں ورنہ نہیں کھائیں گے۔ کچھ عرصہ بعد حاجی نبی بخش صاحب تشریف لائے اونھوں نے تھو و برادران کے معاملہ کو معلوم کیا اور تھو کا قصور ثابت ہوا۔ لیکن تھو نے بیان کیا میں نے فحش الفاظ کوئی نہیں کہا اگر میں نے کہا تو خدا مجھکو غارت کر دے تھو کے اس کہنے پر حاجی نبی بخش صاحب نے تھو مذکور کے ایمان پر معاملہ ختم کر دیا لہٰذا معاملہ طے ہونے پر کل برادران و تھو نے باہم مل کر کھانا کھایا۔ اب کچھ نزع باقی نہیں رہا۔ اس قضیہ کے چند ایام بعد تھو کی لڑکی کی شادی تھی تھو نے چند حرکتیں خلاف قواعد اصول پنچایت و خلاف شریعت کیں جو حسب ذیل ہیں۔ (۱) یہ کہ تقریب شادی میں و دیگر معاملات برادری میں برادری کا اصول ہے کہ برادران کے بلامشورہ کوئی کام نہ ہو اور ہر کام میں سرداران قوم کو ضرور بلایا جائے لیکن تھو نے اس کی خلاف ورزی کی۔ (۲) یہ کہ ایک شخص اتن ولد کلن نے اپنی منکوحہ بی بی کو طلاق دیکر کچھ عرصہ بعد بلاحلالہ کئے ہوئے اسی مطلقہ بی بی کو دوبارہ اپنی زوجیت میں استعمال کر لیا جو کہ شرع کے قطعی خلاف ہے۔ بدیں وجہ جمیع برادران نے اتن مذکور کو قطعی برادری سے خارج کر دیا تھا جس کو عرصہ تین سال کا ہوا۔ تعلقات قطعی منقطع کر لئے۔ لیکن برخلاف برادری کے حکم کے تھو و کلن والد اتن ہر دو نے اتن ملزم مذکور سے تعلقات قائم رکھے۔ اس پر برادران نے تھو و کلن ہر دو کو برادری سے خارج کر دیا ان سے بھی تعلق منقطع کر دیئے اور ملا کفایت اللہ و ولی اللہ نے ہر دو اشخاص کو برادری سے خارج کرنے میں زیادہ کوشش کی ان کی رائے پر کل برادران نے اتفاق کر کے ہر دو کو برادری سے خارج کر دیا ان دونوں ملزمان نے بوجہ نبی بخش کے غلط سوال قائم کر کے فتویٰ حاصل کر لیا جن صاحب سے فتویٰ حاصل کیا ہے وہ صاحب پیلی بھیت کے باشندہ نہیں ہیں باہر کے ہیں۔ سوال و جواب حسب ذیل ہیں:۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و شرع متین اس مسئلہ میں کہ مسمیٰ چھدا کے یہاں تقریب شادی میں برادری کے لوگ جمع تھے برادرانہ نفاق پر کچھ گفتگو ہو رہی تھی جس میں وقت بہت گزر گیا لہٰذا مسمیٰ چھدا صاحب خانہ نے چودھری و کل برادران سے عرض کیا کہ اب سب لوگ خدا و رسول کے واسطے پہلے کھانا کھا لیجئے گا اس پر ولی اللہ و کفایت اللہ نے ڈانٹ کر کہا کہ خدا و رسول کا واسطہ نہیں مانا جائے گا بات طے ہو جاوے دوبارہ کچھ دیر بعد مسمیٰ انواری نے خدا و رسول کا واسطہ دیتے ہوئے کھانا کھانے کیواسطے کہا تو انھیں دونوں شخصوں نے پھر یہی جواب دیا کہ ہر وقت خدا و رسول کا واسطہ نہیں مانا جاتا ہے۔ جس کے لوگ گواہ حسب ذیل ہیں۔ شرع شریف کی رو سے اس مسئلہ پر کیا حکم ہے اہل محلہ و چودھری

صاحب سے حلفیہ اسکی تصدیق ہوسکتی ہے۔ گواہ۔ نتھو ولد تاج بخش۔ گواہ نتھو محمد عیوض وکلن ولد کریم بخش وفدا حسین ولد چھدا وعبدالرزاق وانواری ولد گلو واحمد حسین ومحمد عیوض وچھدا ولد عبداللہ وچھوٹے ولد......

"**الجواب**۔ صورت مستفسرہ میں ولی اللہ وکفایت اللہ دونوں بحکم جمہور فقہائے کرام خارج از اسلام ہوگئے دونوں پر از سر نو کلمہ پڑھکر توبہ کرکے اسلام لانا فرض وہر فرض سے بڑھکر اہم فرض ہے پھر اگر اپنی بیویوں کو رکھنا چاہیں تو اون کی رضا سے جدید مہر پر نیا نکاح کریں اور اگر وہ معاذاللہ اس حکم شرعی پر عمل نہ کریں تو برادری والوں پر فرض ہے کہ ان سے میل جول سلام کلام حقہ پانی بند کردیں۔ یہاں تک کہ وہ توبہ کریں خدا اور رسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا واسطہ ہر بات پر نہیں دینا چاہئے اگر کوئی ضروری بات ہو رہی تھی جس کا طے کرنا پہلے مقدم تھا تو اس کو روکنے کیلئے خدا اور رسول کا واسطہ ہرگز نہیں دینا چاہئے تھا جب واسطہ دیا گیا تھا تو اس کے جواب میں یوں کہنا تھا کہ خدا اور رسول کا واسطہ برحق ہے مگر اس ذریعہ سے ایک اہم بات چھوڑی نہیں جاسکتی مگر جو کلمہ سوال میں مذکور ہے بہت شنیع وقبیح ہے بہر حال توبہ وتجدید ایمان فرض ہے۔ واللہ اعلم"

اب از روئے شرع شریف جواب طلب حسب ذیل امور ہیں کہ شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے۔

(۱) یہ کہ غلط سوال قائم کرکے جواب لینا جس سے ولی اللہ وملا کفایت اللہ کو دلی صدمہ وروحانی تکلیف پہنچی اور توہین ہوئی (۲) یہ کہ ابن ملزم جس نے اپنی عورت منکوحہ کو طلاق دیکر بلا حلالہ کئے ہوئے دوبارہ اپنے پاس رکھ لیا جسکو برادری نے خارج کیا اور تعلقات قطع کرلئے تھے اس سے نتھو ولد محمد عیوض وکلن والد ابن ملزم سے ہر دو اشخاص نتھو وکلن کا تعلقات قائم رکھنا (۳) یہ کہ چھدا کا اپنے یہاں ابن ملزم کو بلانا ومعمولی بات پر بے موقع خدا کا واسطہ دینا وبرادروں کو ایسے اہم ملزم کے ہمراہ کھلانے کی کوشش اس کے شرکا وشریک ہمنوا یعنی نتھو وکلن کی کرنا (۴) یہ کہ یہاں ایک مولوی صاحب کو یہ سوال وجواب دکھلایا گیا مولوی صاحب نے دیکھکر فرمایا کہ یہ جواب غلط ہے ایسی صورت میں غلط جواب لکھنے والے پر از روئے شرع شریف کے کیا حکم ہے۔ جملہ برادران قوم شہر پیلی بھیت وسرداران قوم؟

الجواب

دھوکا دینا فریب کرنا شد ید بدکام ہے ہی۔ خصوصاً مفتی کو فریب دیکر اپنے حسب منشا جواب لینا حدیث میں ہے۔ لیس منا من غشنا۔ جھوٹ بولنا افترا کرنا دھوکا دینا یہ مسلمان کا کام نہیں تحریف کلام یہود کا کام ہے۔ یحرفون الکلم عن مواضعہ۔ جنھوں نے یہ شنیع حرکت کی توبہ کریں اور جن پر الزام کیلئے کی اون سے معافی بھی چاہیں وہ لوگ حق اللہ اور حق العباد میں گرفتار زیاں کار گنہگار ہوئے۔ واللہ اعلم

(۲) جس نے اپنی مطلقہ بطلاق مغلظہ کو بے حلالہ رکھ لیا۔ اوسے بے حلالہ اپنے تصرف میں لایا زانی ہے اور وہ نابکار عورت زانیہ۔ ان سے تاتوبہ قطع تعلق کا حکم برادری کا حکم نہیں حکم شریعت ہے۔ برادری نے حکم شریعت پر عمل کیا اور عمل کرنا چاہا جس نے نہ مانا اس نے برادری ہی کا جرم نہ کیا شریعت کے حکم محکم سے سرتابی روگردانی کی۔ حکم شرع مقدس کو پیٹھ دی۔ شرع مطہر کا مجرم ہوا۔ اوس سے بھی برادری نے قطع تعلق کیا اچھا کیا۔ یہی کرنا تھا۔ جبتک یہ لوگ توبہ نہ کریں انھیں برادری سے بند رکھا جائے اور جو ان کا ساتھی ہوا وسے بھی یہی سزا دی جائے۔ (۳) جن لوگوں کو برادری نے بحکم شرع بند کیا تھا چھدا نے انھیں اپنے یہاں بلایا برا کیا۔ بلایا تھا تو اون سے توبہ و رجوع کے لئے کہتا جب وہ توبہ کر لیتے تو برادری سے کہتا کہ انھوں نے ہمارے سامنے توبہ کرلی اب انکی بندش کھول دی جائے برادری اپنے سامنے توبہ کا اقرار لیکر بندش کھول دیتی۔ اون مجرموں کو بلایا پھر اتنا ہی نہیں اون کا جرم اوسی طرح رہتے ہوئے برادری سے مل لینے کی کوشش وہ بھی خدا کا واسطہ دے دیکر۔ جن شرعی مجرموں کو بحکم شرع بند کیا تھا اون کو خدا کا واسطہ دینا یہی ہے کہ خدا کے واسطے یہ خلاف شرع کرو ولاحول ولاقوۃ الا باللہ۔ خدا کیلئے شریعت کا اتباع کیا جاتا ہے یا معاذاللہ مخالفت شرع خدا کیواسطے کی جاتی ہے۔ کسی سے مخالفت شرع کرانا گناہ ہے اور اس پر خدا کا واسطہ دینا تو اور بھی اشد حرام ہے۔ اگر اوس خلاف شرع کو خلاف شرع سمجھتے ہوئے خدا کا واسطہ دے جب تو معاذاللہ بہت اشد تر الزام ہے۔ ایسے شخص پر توبہ تجدید ایمان تجدید نکاح کا حکم ہوگا۔ حقیر بات پر تو خدا کا واسطہ دینا نہ چاہئے اور جو دے تو جسے دے پسندیدہ یہ ہے کہ وہ بات نہ کرے۔ درمختار میں ہے فی المختارات قال ابن المبارك سأل لوجه الله او بحق الله يعجبني ان لا يعطيه شيئا لانه عظم ماحقر الله تعالى کسی ایسی بات پر خدا کا واسطہ دینے سے اوس کا کرنا لازم نہیں ہوجاتا جو جائز ہو۔ جب حقیر بات پر خدا کا واسطہ دینے پر نہ کرنا پسندیدہ ٹھہرا تو کسی ناجائز بات پر خدا کا واسطہ دینے اور بہ مان لینے والے کا حکم ظاہر۔ ناجائز بات کا کرنا تو گناہ تھا ہی اوس پر خدا کا واسطہ اور گناہ بالائے گناہ ہوا۔ ایسے ہی سائل کے لئے جو ناحق پر خدا کا واسطہ دے حدیث میں ارشاد ہوا ملعون من سال لوجه الله رواه الطبرانی بسند رجاله رجال الصحيح عن ابی موسیٰ رضی الله تعالى عنه اسی حدیث کا آگے کا ٹکڑا یہ ہے وملعون من سأل بوجه الله ثم منع سائله مالم يسال هجرا یعنی قبیحا کہ میں حدیث سے جہاں یہ واضح ہوا کہ جس شخص نے ناجائز بات ماننے کیلئے خدا کا واسطہ دیا وہ بحکم حدیث مذکور ملعون ہے وہیں یہ بھی معلوم ہوا کہ برادری نے جو یہ واسطہ نہ مانا اچھا کیا اوسے یہ واسطہ ماننا جائز نہ تھا۔ یہ لوگ ملعون نہیں کہ ان سے سوال قبیح کا تھا جس پر خدا کا واسطہ دیا گیا تھا۔ قبیح پر خدا کا واسطہ

دیناہی ملعون کاکام ہے (۴) عفا اللہ عن المفتی۔ مفتی نے فتویٰ دینے میں عجلت کی اور غور و تامل سے کام نہ لیا خدا و رسول کا واسطہ ماننے سے انکار دیکھ کر وہ حکم لگا دیا سائل نے مفتی کو دھوکا بھی دیا مگر مفتی اگر تامل کرتا تو یہ حکم نہ دیتا اللہ اوسے معاف فرمائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۴۳ ۔ مسئولہ مولوی شمس الحسن صاحب محلہ ذخیرہ بریلی۔ ۱۷ ذی قعدہ ۵۷ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کیا فرماتے ہیں علمار دین مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید نے کہا کہ اگر اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) نے چاہا تو فلاں کام ہو جائے گا یہ سُن کر بکر نے کہا کہ توبہ کرو۔ یہ شرکت فی صفات الباری تعالیٰ ہے۔ اس کی مشیت میں کوئی شریک نہیں۔ وہ فاعل مطلق و مختار ہے۔ ایسا نہیں کہنا چاہیے۔ زید اس پر ہے کہ میں نے بالکل ٹھیک کہا ہے۔ خدا کی مشیت کے ساتھ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی وابستہ ہے لہذا اس پر حکم شریعت کیا ہے۔ براہ کرم اسکا جواب بالتفصیل معہ حوالہ جات کتب معتبرہ مرحمت فرمایا جاوے۔

الجواب

ایسا کہنے سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہود کے اعتراض کرنے اور شرک کا چرک لگنے پر ممانعت فرمائی۔ تو جس چیز سے حضور نے ممانعت فرمادی اوس سے باز رہنا چاہیے۔ قال تعالے ما نھٰکم عنہ فانتھوا ۔ اگر کہیں تو یوں کہیں کہ اللہ پھر اوس کے رسول جل وعلا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہود تو اللہ اور آپ چاہیں پر مونھ آئے تھے۔ مگر یہودی صفت نجدی مت لوگ اس پر بھی شرک شرک بکیں گے حالانکہ ایسا کہنا حضور نے خود تعلیم فرمایا ابن ماجہ باب النہی ان یقال ماشاء اللہ وشئت میں یہ دو حدیثیں لائے حدثنا ھشام بن عمار حدثنا عیسیٰ بن یونس ثنا الاجلح الکندی عن یزید بن الاصم عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا حلف احدکم فلا یقل ماشاء اللہ وشئت ولکن لیقل ماشاء اللہ ثم شئت۔ حدثنا ھشام بن عمار حدثنا سفیان بن عیینۃ عن عبد الملک بن عمیر عن ربعی بن حراش عن حذیفۃ بن الیمان ان رجلا من المسلمین رأی فی النوم انہ لقی رجلا من اھل الکتاب فقال نعم القوم انتم لولا انکم تشرکون تقولون ماشاء اللہ وشاء محمد۔ وذکر ذلک للنبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال اما واللہ ان کنت لاعرفھا لکم قولوا ماشاء اللہ ثم شاء محمد (علیہ الصلاۃ والسلام) نسائی شریف کے باب الحلف میں یہ حدیث ہے اخبرنا یوسف بن عیسی امرأۃ من جھینۃ ان یھودیا اتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال انکم تندون وانکم تشرکون تقولون ماشاء اللہ وشئت وتقولون

والکعبہ فامرھم النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا ارادوا ان یحلفوا ان یقولوا ورب الکعبۃ ولقول احدما شاء اللہ ثم شئت۔ ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ صحابہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام میں عرض کیا کرتے تھے کہ اللہ اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چاہیں اللہ اور آپ چاہیں حضور نے اول اسے نہ روکا۔ پھر اس سے ممانعت فرمائی۔ اگر یہ یہودیوں وہابیوں کا شرک ہوتا تو کیا ایک آن کو بھی وہ ماحی شرک و کفر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس پر صبر فرماتے۔ جب ممانعت فرمادی تو یوں کہنا ممنوع ہوگیا۔ ایک حدیث میں یہ بھی ہے کہ ایسا کہنے والے صاحب سے (بطور تغلیظ) یہ بھی ارشاد ہوا کہ کیا تم نے مجھے اللہ کا مماثل ٹھہرایا۔ بغیر میری مشیت کے کہو ماشاء اللہ اس حدیث میں بھی یہ نہیں کہ حضور نے اس پر حکم شرک فرمایا ہو اور اون سے توبہ لی ہو۔ طریقہ محمدیہ اور اوسکی شرح حدیقہ ندیہ میں ابن ماجہ سے حدیث نقل کی ہے صفحہ ۱۸۵ ج ۲ عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما انہ جاء رجل الی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فکلمہ فی بعض الامر فقال الرجل للنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ماشاء اللہ وشئت وقال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اجعلتنی للہ تعالیٰ عدیلا (ای معادلا مماثلا) قل ماشاء اللہ وحدہ۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب اس سے روکا ہے تو ایسا ہرگز نہ کہا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۵ ۔ از بریلی محلہ قلعہ مرسلہ مولوی عزیز احمد خاں وکیل۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس کے متعلق کہ ایک جلوس راج گدی کا اہل ہنود نکالنا چاہتے ہیں جس میں ہندو اوتاروں کی صورت میں انسان بٹھائے جاتے ہیں اور مجمع عام اہل ہنود کا اوس کے ساتھ ہوتا ہے مسلمانوں سے اصرار کیا جاتا ہے کہ وہ بحالی امن اور رشتہ اتحاد مضبوط کرنے کے لئے اس جلوس کی جلوس میں چلیں اگر مسلمان اس جلوس کے ساتھ چلتے ہیں تو لازمی طور پر اوس سے راج گدی کے جلوس کی زینت اور شہرت میں اضافہ ہوتا ہے کیا اس حالت میں مسلمان بلا ارتکاب گناہ کئے ہوئے اس جلوس کی معیت میں چل سکتے ہیں یا نہیں اور اگر نہیں چل سکتے تو گناہ جو اون سے سرزد ہوگا وہ کس درجہ کا ہوگا۔ بینوا توجروا۔

الجواب

اس کے حرام حرام حرام اشد حرام ہونے میں کوئی کلام نہیں۔ کفار کے ایسے کاموں کے محض تماشہ کیلئے وہاں چلنا تو حرام ہے۔ نہ کہ رشتہ اتحاد قائم کرنے کیلئے۔ کفار سے رشتہ اتحاد کفار ہی کا ہے مسلمان کا کسی کافر سے رشتہ اتحاد قائم نہیں ہوسکتا۔ اوس کا مضبوط کرنا کیسا۔ جو لوگ اس نیت سے شریک ہوئے وہ ضرور کفار سے متحد ہوگئے۔ اسلام سے جدا۔ ایسے امور کفار کے جلوس میں شرکت ہی نہیں اوس

کے جلو میں چلنا اون کی تعظیم ہے۔ اور اون کے ایسے امور کی تعظیم سے تجدید ایمان اور تجدید نکاح لازم چاہیے یہ تعظیم خود کی ہو یا حکمًا۔ آج اگر کسی حاکم کا حکم اسکے لئے مان لیا گیا اور راوی حکم کفر سے بچاؤ کی ڈھال سمجھ لیا ہے تو کل بتوں کو سجدہ کا بھی حکم ہوگا اور ایسے بے خرد لوگ جب بھی تعمیل حکم کریں گے اور اسے حکم کفر سے بچاؤ کی ڈھال سمجھیں گے۔ ولاحول ولا قوۃ الا باللہ یہی لوگ ہیں جنھوں نے ایسی ایسی کمزوریاں نمایاں کرکے اسلام کو نظر کفار میں معاذ اللہ ذلیل کیا ہے۔ کل کافران سے یہی چاہیں گے کہ امن اور رشتہ اتحاد کو مضبوط کرنے کیلئے ہمارے ساتھ ان ان کفروں میں ہماری موافقت کرو۔ ہمارے ساتھ بتوں کو سجدہ کرو اور گلہری پوجو اور نادیو کے آگے ڈنڈوت بجالاؤ وغیرہ وغیرہ۔ اگر تم ایسا نہیں کرو گے تو امن نہ رہے گی مسلمانوں پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑ دیے جائیں گے۔ یہ ہوگا وہ ہوگا۔ تو یہ کافروں سے رشتہ اتحاد کرنیوالے اسلام کو کافروں کے آگے معاذ اللہ ذلیل ورسوا ٹھہرانے والے وہ سب کچھ کریں گے جس جس کے کرنے کا انہیں حکم ہوگا۔ کذاب مخالفین جن میں اللہ ورسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ڈر نہیں ہمارے لئے تو یہ نجس پروپیگنڈا کرتے ہیں کہ ان کے یہاں کفر کی مشین ہے جس میں دن رات ایسے فتوے ڈھلتے ہیں جس سے کوئی مسلمان محفوظ نہیں رہتا ہر ایک کو کافر بتاتے ہیں حالانکہ یہ ہم پر ان کذابوں کا بدترین افترا ہے خود ان مخالفین ہی کا اپنا یہ حال ہے جو بالکل ظاہر ہے۔ بالکل واضح بے پردہ۔ مگر چونکہ عوام کو ایسا دھوکہ دیتے ہیں اس لئے ہم مخالفوں کا مونھ بند کرنے کیلئے مولوی عبدالحئی صاحب لکھنوی کے فتاویٰ سے ایسے لوگوں کا حکم لکھتے ہیں اون کے یہاں تو تکفیر کی مشین مخالفین نہیں بتاتے۔

فتاویٰ مولوی عبدالحئی صاحب میں ہے "ایسے لہو ولعب کفار میں اہل اسلام کو شریک ہونا حرام ہے بلکہ اون کی موافقت ورضا موجب کفر ہوتی ہے۔ حدیث میں وارد ہے من کثر سواد قوم فھو منھم۔ اور خزانۃ الروایات میں ہے فی الفصول قال الشیخ ابو بکر الطرخانی من خرج الی السدۃ فقد کفر لان فیہ اعلان الکفر وعلی قیاس مسئلۃ السدۃ الخروج الی نیروز المجوس والموافقۃ معھم فیما یفعلونہ فی ذلک الیوم من المسلمین کفر وکذا الخروج الی لعب کفرۃ الھند فی الیوم الذی یعزونہ للسراکی والموافقۃ معھم فیما یفعلونہ من تزئین البقور والافراس والذہاب الی دور الاغنیاء یلزم ان یکون کفر وکذا الخروج فی لیلۃ تلعب فیھا کفرۃ الھند بالنیران والموافقۃ معھم فیما یفعلونہ فی ذلک الخ۔ اور فتاویٰ بزازیہ میں ہے الخروج الی نیروز المجوس والموافقۃ معھم فیما یفعلونہ فی ذلک الیوم کفر واکثر ما یفعل ذلک من کان اسلم منھم فیخرج فی ذلک الیوم ویوافق معھم فیما یفعلونہ فی ذلک الیوم فیصیر بذلک کافرا ولا یشعر بہ الخ اوسی میں اس سوال

کے جواب میں" زید خالد بکر عمرو یہ چار شخص صاحب رئیس کلاں، شریف صورت اگر نوکری نزد برہمن قبول کریں ولبعدہٗ امور ذیل کے مرتکب ہوں **اول** جبکہ برہمن بیٹھا ہوا اور زید بکر وغیرہ بھی دربار عام نام بردہ میں بیٹھے ہوں اور بت موسومہ ٹھاکر کو ایک برہمن پوجیری چاندی کے طشت میں لاوے تو برہمن مذکور سروقد اٹھکر تعظیم پیشگی کرے زید بکر بھی بخوف ناخوشی وسوءادبی و برخواستگی خود وبخیال اسکے کہ گستاخی ہوگی اور بے ادب کہلاؤنگا اور مشاہرہ بند ہو جائے گا ساتھ ہی بنظر تعظیم بت مذکور اٹھ کھڑا ہو **دوئم** . برہمن مذکور بروز تولید بتان خود مجلس جشن برقص زنان بدکار بحضور بت قائم کرتا ہے تو حکم دیتا ہے کہ نوکران ہمارے آن کر شریک نوروز ہوں. اور اگرچہ ہم زیب انجمن نہوں مگر ہر ایک نوکران وحاضران مجلس پر ہمارا حکم ہے کہ حسب دستور بت پرستی جب سامنے آوے یا بت کا پوجا ہو تو سب کے سب حاضران اٹھ کھڑے ہوکر بت کی تعظیم کریں. چنانچہ یہ دستور بت پرستی برہمن مذکور وتعظیم وتکریم ہمیشہ سے جاری ہے پس زید بکر اکثر بتعمیل حکم زینت بخش مجلس مذموم رہتے ہیں یا باوجودیکہ برہمن مذکور نہیں رہتا ہے. زید بکر خود بخود دستور العمل بت پرستی نام بردہ یکبارگی فی الفور سب کے سب حصار مجلس بت کی اٹھکر تعظیم کرتے ہیں اور جب بت کی پوجا ہونے لگتی ہے تو باد ب پیش بت جشن مذکور میں تعظیما کھڑے رہتے ہیں بخوف برخواستگی روگرداں ہوکر علیحدہ ہو نہیں سکتے. بطمع زر کھڑے رہتے ہیں. **سوم**. جبکہ بت مذکور ایک بتکدہ سے دوسرے بت خانہ میں پہنچایا جاتا ہے تو بڑی تیاری سے مثل اقوام ہنود برہمن مذکور بت کے پیچھے پیچھے پاپیادہ جاتا ہے اور تمامی زید و بکر کو یہ حکم عام رہتا ہے کہ اوس وقت خوش پوشی ہوکر جلوس میں پیچھے پیچھے بت کے تا در بتخانہ چلیں. چنانچہ زید بکر وغیرہ بغرض تحصیل مشاہرہ خود بفراموشی وعدہ فی السماء رزقکم وما تو عدون ۔ الخ بخوشی ان افعال کو بجالاتے ہیں. **چہارم**. برہمن مذکور کے تعمیل حکم کو مقدم سمجھکر جان کر روزمرہ اذان سنکر جماعت میں نہیں آتے اور جمعہ کے روز جان بوجھ کر کہ آج جمعہ ہے حکم یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ سے روگرداں ہوکر تارک جمعہ ہوکر یہ عذر کرتے ہیں کہ رزق کا معاملہ ہے "حکم حاکم مرگ مفاجات"؛ بوجہ مجبوری انجام امور اسلام نہیں کر سکتے ہیں. بظہور امور موجبات کفر متذکرہ صدر جبکہ زید بکر استعمال کلمات رد کفر سے غافل وسالہا سال موجبات کفر پر مصر ہیں تو ان سب کو تجدید ایمان اور تجدید نکاح لازم ہے یا نہیں و بطمع زر زید بکر جان بوجھ کر باز نہ آویں تو کافر اور بیوی اون کی نکاح سے باہر ہوئی یا نہیں اور نسبت اولاد اون کے کیا حکم ہے؟" فقہائے کرام کتب فقہ میں ایسی صورت میں کہ اوس میں تحسین اعمال کفار اور شرکت افعال کفار اور موافقت اون کی عبادت کی ہو حکم کفر لکھتے ہیں. اور جو شخص مرتکب ایسے امر کا ہو

جس کا سوال میں ذکر ہے اوس پر حکم لزوم تجدید ایمان و تجدید نکاح کا دیتے ہیں۔ خزانۃ الروایات میں ہے فی الفصول قال الشیخ ابوبکر الطرخانی من خرج الی السدۃ فقد کفر لان فیہ اعلان الکفر الخ ــــــ اگر اون لوگوں میں ایسا بھی کوئی ہو جسے اعلیحضرت کی خدمت میں عقیدت کی سعادت حاصل تھی اور اب بھی باقی ہے تو اوس کیلئے اعلیحضرت قدس سرہٗ کا فتویٰ بھی حاضر۔ بعض فتاویٰ میں فرماتے ہیں" دسہرہ کی شرکت حرام ہے بلکہ فقہا نے اسے کفر کہا (الی ان قال) بحرالرائق میں ہے یکفر بخروجہ الی نیروز المجوس لموافقتہ" آخر میں ان دونوں فتوؤں کی تائید میں ایک عبارت شرح فقہ اکبر کی بفقیر بھی پیش کرتا ہے۔ زیادہ نہیں صرف ایک سطر۔ من خرج الی السدۃ ای مجتمع اہل الکفر فی یوم النیروز کفر لان فیہ اعلان الکفر وکانہ اعانھم علیہ ــــــ محض تماشائی کی حیثیت سے جانے کا تو یہ حکم ہے۔ کفری جلوس کی پیشوائی اور کافروں سے اتحاد و سگائی پر خدائے جبار وقہار کی کس قدر اشد ترین لعنت ہوگی۔ ایسوں کو فوراً فوراً تجدید ایمان و تجدید نکاح و تجدید حج جبکہ بیوی رکھتے ہوں حج کر چکے ہوں لازم۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۳۶ ۔ از سورت کھادداواڑ متصل بالا پیر، مرسلہ غلام نظام الدین فیض اللہ صاحبان۔ ۲۳ رجب ۱۳۵۷ھ۔

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

۱۔ کیا فرماتے علمائے اہلسنت و مفتیان ملت مسائل ذیل میں۔

زید نے اشتہار کے ذریعہ اعلان کیا کہ سب مسلمان اپنے اپنے محلہ کی مسجد میں جمع ہوکر فلاں نصرانی مرحوم کے لئے رحمت کی دعا کریں۔ لہٰذا زید کیلئے شرعی حکم کیا ہے؟

۲۔ کافرہ مشرکہ مسلمان ہوئی اور چاہتی ہے کہ کسی مسلمان سے نکاح کرلوں۔ اس کیلئے عدت کا کیا حکم ہے اس نومسلمہ کا شوہر ہے وہ اسے کفر کی طرف پلٹانا چاہتا ہے اور اسے ڈر ہے کہ اگر کسی سے نکاح نہ ہوا تو سمجھا پھسلا کر پھر اسے کفر کی طرف لوٹائے ایسے موقع پر تو نومسلمہ فی الفور نکاح کرسکتی ہے یا نہیں؟

۳۔ اور ایک کافرہ اپنے شوہر سے تین ماہ سے زیادہ مدت سے علیحدہ ہے اور اب مسلمان ہوئی اوس کے لئے عدت کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب

زید بے قید اپنے اس اعلان بادم ایمان کے سبب شدید گنہگار مستحق نار مستوجب غضب جبار ہے اوسے توبہ و تجدید ایمان و تجدید نکاح چاہئے اگر بی بی رکھتا ہے۔ نصرانی یا کسی کافر کو مرحوم کہنا لکھنا حرام حرام حرام سخت اخبث واشنع بدکام ہے۔ اور اس کیلئے اس کے مرنے کے بعد دعاء رحمت کرنا کرانا

تکذیب قرآن ہے قال تعالیٰ استغفر لہم اولا تستغفر لہم ان تستغفر لہم سبعین مرۃ فلن یغفر اللہ لہم ط وقال عز من قال سواء علیھم استغفرت لھم ام لم تستغفر لھم لن یغفر اللہ لہم ط وقال تعالیٰ ولا تصل علی احد منھم مات ابدا ولا تقم علی قبرہ انھم کفروا باللہ ورسولہ وماتوا وھم فسقون ہ وقال تعالیٰ ومن یشرک باللہ فقد حرم اللہ علیہ الجنۃ ومأوٰہ النار ط وقال تعالیٰ ما کان للنبی والذین اٰمنوا ان یستغفروا للمشرکین ولو کانوا اولی قربیٰ من بعد ما تبین لہم انھم اصحٰب الجحیم ہ تفسیرات احمدیہ میں حضرت سیدی عارف باللہ ملا احمد جیون رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں المراد من الصلٰوۃ الدعاء للمیت والاستغفار لہ وھو ممنوع فی حق الکافر۔ اوسی میں ہے الدعاء والاستغفار منع مطلقا فی حق المیت الکافر اھ۔

حربیہ پر عدت تو نہیں مگر فی الفور نکاح بھی نہیں کر سکتی ہے کہ بعد اسلام زن یہاں، جہاں حکومت اسلامیہ نہیں تین حیض کی مدت گذرنا قائم مقام انکار اسلام زوج ٹھہرائی جائے گی کہ عرض اسلام یہاں نہیں ہو سکتا۔ جب تین حیض کی مدت گذر جائے گی تو حکم فرقت ہوگا۔ وہ بائنہ دو ہی طرح ہو سکتی ہے حکومت اسلامیہ جہاں ہو وہاں شوہر پر عرض اسلام کیا جائے اور وہ انکار کرے تو فرقت ہوگی۔ اور جہاں حکومت اسلام نہیں وہاں تین حیض کی مدت گذر جائے اور اس مدت میں شوہر اسلام نہ لائے تو یہ مدت حیض گزرنا اوسکے انکار کے قائم مقام ہوکر فرقت ہوگی۔ درمختار میں ہے لو اسلم احدھما فی دار الحرب وملحق بھا لم تبن حتی تحیض ثلاثا قبل اسلام الاخر اقامۃ لشرط الفرقۃ الخ ردالمحتار میں ہے قولہ (اقامۃ لشرط الفرقۃ) وھو مضی ھذہ المدۃ مقام السبب وھو الاباء الخ۔ تفریق القاضی واللہ تعالیٰ اعلم

عورت کی حفاظت کی جائے اوس کے کافر شوہر سے اسے ملنے نہ دیا جائے کہ وہ اسے معاذ اللہ مرتدہ بنا سکے۔ عورت جب اسلام لائی ہے خدا اوسے اور ہمیں سب کو اسلام پر ہمیشہ قائم رکھے تو وہ ایسے موقع پر کیوں کھڑی ہو جہاں شیطان اور اسکی ذریت اوسے بہکائے اور اس کے بہک جانے کا اندیشہ ہو۔ بعد مضی مدت کسی مسلم سے نکاح کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۷ ۔ از پیلی بھیت مرسلہ حبیب احمد صاحب رضوی قادری پیلی بھیتی۔ ۲۸ ذی الحجہ ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسائل میں (۱) مسلمانوں کی کون کون قومیں رذیل ہیں۔ جواب بحوالہ کتب اور مدلل مرحمت ہو (۲) اصل اور کم اصل کی تعریف کیا ہے اور اون کی شناخت کیا ہے (۳) محمد ابن عبدالوہاب نجدی۔ مولوی نذیر حسین۔ مولوی اسمٰعیل مقتول۔ رشید احمد گنگوہی

خلیل احمد انبیٹھی۔ اشرف علی تھانوی۔ ثناء اللہ امرتسری۔ عبد اللہ چکڑالوی۔ سر سید احمد خاں نیچری۔ مرزا غلام احمد قادیانی۔ مرزا حیرت دہلوی۔ عبدالمجید خاں وغیرہم جنھوں نے فرق باطلہ کی بنیادیں ڈالیں یا ازکم تبلیغ کی دعوے نبوت کیا یہ سب اور اون کی قومیں رذیل ہیں یا نہیں۔

۴۔ اصل طیب، کے اکثر یا چند افراد بد مذہب ہو جائیں تو وہ اور اون کی ساری قومیں رذیل کہلانے کی مستحق ہیں یا نہیں۔ بینوا توجروا۔ جواب مدلل مع حوالہ کتب مرحمت ہو۔

الجواب

مسلمان سب بعزت اسلام معزز ہیں۔ قال تعالی ولِلّٰہ العزۃ ولرسولہ وللمومنین۔ اسلام عزت ہے۔ کفر ذلت۔ کافر ذلیل بلکہ ذلیل تر ہیں قال تعالی اولئك فی الاذلین۔ پھر تقوی وطہارت عزت وکرامت ہے۔ اور فسق وفجور ذلت وحقارت ور ذالت قال تعالی ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم۔ اس خالص دینی عزت اسلام پھر عزت تقوی میں سب برابر نہیں جو اتقی از روئے ایمان اتوی ہے وہ زیادہ معزز اعز المومنین اکرم المتقین ہے جس کو ایمان وتقوی سے جس قدر حصہ ملا ہے اتنا ہی وہ عزت والا ہے۔ یوں ہی دنیوی عزت میں چھٹائی بڑائی ہے خدا نے بادشاہ کو عزت دی اوسکی دولت اوس کی عزت اوسکی حکومت۔ فقیر محتاج اوس عزت دولت کرامت سے بے نصیب ہے۔ بیچ میں جو جتنی دولت وحکومت وامارت رکھتا ہے اوتنا ہی معزز ہے۔ اوس میں چھٹائی بڑائی ہے۔ یوہیں باعتبار اخلاق فرق مراتب ہے۔ یوہیں باعتبار انساب۔ یہ ہوسکتا ہے اور ہوا ہے اور ہوگا کہ ایک فقیر جو عزت دنیا سے بالکل بے نصیب ہو وہ بعزت دینی وقوت ایمانی وکرامت تقوی سے عند اللہ بادشاہ وغیرہ معززین سے اعز ہو۔ پھر ایک عزت وشرافت شخصی ہے ایک نوعی ایک جنسی وصنفی۔ تو اگر کوئی نوعی یا جنسی شرافت نہیں رکھتا تو شخصی سے بے نصیب ہونا کیا ضرور ہوسکتا ہے کہ شخصی شرافت کے اعتبار سے اعز ہو اگرچہ دوسری قسم کی شرافت اور عزت سے خالی ہو۔ سوائے عزت وشرافت وکرامت ایمانی ودینی اور اقسام عزت وشرافت وکرامت کا انکار عقل ونقل سب کو پیٹھ دینا ہے۔ اس کی ضرورت ہے کہ تعیین سے کہلوایا جائے کہ مسلمانوں کی کون کون سی قومیں رذیل ہیں اس قسم کے سوال کا جواب حضور پرنور قاسم عزت دہر نعمت سرکار عالی شان شہنشاہ نبوت ورسالت کے کلام معجز نظام خیارکم خیارکم فی الجاھلیۃ سے روشن۔ قرآن وحدیث وفقہ کے خدام پر تو ظاہر ہی ہے مگر ہر ذی عقل پہ یہ روشن ہے کہ "خدا پنج انگشت یکساں نکرد"۔ فلا انساب بینھم یومئذ۔ واتبعك الارذلون اور انا جعلناکم شعوبا وقبائل الایہ کی تفاسیر اور حدیث عن انس ابن مالک قال قیل یا رسول متی نترك الامر بالمعروف والنھی عن المنکر

قال اذا ظهر فیکم ما ظهر فی الامم قبلکم قلنا یا رسول اللہ ما ظهر فی الامم قبلنا قال الملک فی صغارکم والفاحشۃ فی کبارکم والعلم فی رذالتکم (ابن ماجہ)، اور حدیث اذا کان الحفاۃ العراۃ رؤس الناس فذاک من اشراطها (ابن ماجہ) وغیرہ وغیرہ کثیر احادیث واقوال صحابہ علماء سے ظاہر۔ اصل طیب وہ جو فضائل کی حامل اور اخلاق حسنہ طیبہ رکھتی ہو۔ کم اصل وہ جو اس سے خالی ہو یہ ہو سکتا ہے کہ ایک شخص جو باعتبار نسب کم اصل ہو مگر خود فضائل، عمدہ خصائل کا حامل ہو کہ شخصی عزت سے اعلیٰ درجہ کا معزز ہو۔ مگر یوں معزز ہو کہ جنسی و نوعی عزت کا اگر منکر ہوگا تو عقل و نقل سب رد کر دال ہوگا۔ پان باعتبار اپنی نوع کے معزز ہے۔ اگرچہ کسی عارض سے کوئی پان کڑوا ہو۔ اوسکی کڑواہٹ کو دیکھکر کوئی کہے کہ پان کی نوع اچھی نہیں ہوتی۔ اوس میں اور نیب میں کیا فرق ہے؟ تو ایسا شخص عقل سے عاری بھی کہا جائے گا یا معاند۔ کھٹے آم کے درخت میں کوئی پھل خوشبودار خوش مزہ ہو اس سے کوئی عاقل اوس درخت کو شیریں آمول کے درخت کے برابر نہ ٹھہرائے گا۔ یہ ہوا اور ہے اور ہوگا کہ اصل طیب کے بعض افراد بگڑ کر کسی اور عزت کے مستحق نہ رہے ہوں اور اون کی وہ عزت نسبی وغیرہ لائق اعتبار نہ رہی ہو۔ یونہیں کم اصل کے بعض افراد فضائل سے آراستہ عمدہ خصائل اچھے اطوار بہتر شمائل کے حامل ہوں اور ان فضائل کو دیکھتے اون کی کم اصلی اون کے آفتاب فضائل کی تجلی میں گم ہو جائے۔ شرافت نسبی وغیرہ کا اعتبار عقلاً و شرعاً ہر طرح بہت جگہ ہوتا ہے اور بعض مواقع پر نہیں کیا جاتا۔ امام فخر الدین رازی زیر آیہ کریمہ إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ فرماتے ہیں فان قیل هذا مبنی علی عدم اعتبار النسب ولیس کذلک فان للنسب اعتبارا عرفا و شرعا حتی لا یجوز تجویز الشریف بالنبطی فنقول اذا جاء الامر العظیم لا یبقی الامر الحقیر معتبرا وذلک فی الحس والشرع والعرف اما الحس فلان الکواکب لا تری عند طلوع الشمس ولجناح الذباب دوی ولا یسمع عندما یکون رعد قوی واما فی العرف فلان ما جاء مع الملک لا یبقی له اعتبار ولا الیه التفات اذا علمت هذا فیهما فهی الشرع کذلک اذا جاء الشرف الدین الالهی لا یبقی لامر هناک اعتبار لا لنسب ولا لنسب الا تری ان الکافر وان کان من اعلی الناس نسبا والمؤمن وان کان من ادونهم نسبا لا یقاس احدهما بالآخر وکذلک ما هو من الدین مع غیرہ ولهذا یصلح للمناصب الدینیہ کالقضاء والشهادۃ کل شریف ووضیع اذا کان دینا صالحا عالما ولا یصلح لشیء منها فاسق وان کان قرشی النسب وفاروقی النسب ولکن اذا اجتمع فی اثنین الدین المتین واحدهما نسیب ترجح بالنسب عند الناس لا عند اللہ لان اللہ تعالیٰ یقول وان لیس للانسان الا ما سعی وشرف النسب لا یکتسب ولا یحصل بسعی۔ ملا علی قاری مکی لکھتے ہیں المدار علی العلم والتقوی لا علی مجرد النسب

المعتبر فی الدنیا لا العقبی مواہب لدنیہ کی شرح زرقانی میں ہے انما ینظر الاصل والعتص عند التحلی بالفضائل والتخلی عن الرذائل ـــــ اشخاص مذکورین فی السوال اگرچہ نسبا اور مال و دولت کے اعتبار سے کیسے ہی زیادہ گنے جاتے ہوں مگر جب وہ کفر وارتداد وغیرہ ذلتوں کے گڑھے میں گرے اور بجا سا فسق وابتداع وکفر وارتداد سے ملوث ہوئے اور اون کی وہ فانی عزتیں ساقط اور بے اعتبار ہوگئیں مگر ان اشخاص کے اپنی عزت پھونکدینے سے اون کی قومی عزتیں نہ جاتی رہیں۔ اصل طیب کے بعض افراد اگر گمراہ یا بدمذہب ہو جائیں یا معاذ اللہ یوہیں فرض کیجئے کہ سب ایسے ہو جائیں تو اس سے اون کی اصل میں خرابی نہ ہوگی وھذا ظاھر واللہ تعالیٰ اعلم۔ قیامت کے قریب جب کوئی لا الٰہ الا اللہ کہنے والا نہ رہے گا تو کیا اون سب افراد کی کفر کے سبب شرافت انسانیت وکرامت آدمیت ہی جاتی رہے گی اس وقت بھی جو کفار ہیں اگرچہ وہ اپنے کفر کے سبب اذلین میں ہیں مگر شرافت انسانیت وعزت آدمیت رکھتے ہیں اگرچہ کفر کے سبب کہیں وہ اعتبار نہیں کی جاتی اور کہیں اس حال میں بھی اوس کا اعتبار موجود۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۸۔ از شہر کہنہ بریلی کانکر ٹولہ مسئولہ شمشاد علی خاں اور کمال الدین صاحبان محرم الحرام ۵۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین عنایت اللہ خاں مشرقی کی بابت جس نے اپنی تصانیف "تذکرہ" وغیرہ میں نماز روزہ حج وزکوٰۃ کلمہ شہادت کے بنیاد اسلام ہونے سے انکار کیا ہے۔ تذکرہ ص۲۰ میں ہے کہ یورپ کی قومیں اب بھی بدرجہا اچھی ہیں ان میں ایفاء عہد کا خاص اہتمام ہے۔ آگے چلکر لکھتا ہے اسی لئے صحیح معنوں میں متقی ومحبوب خدا ہیں۔ تذکرہ دیباچہ ص۱۹ پر ہے" وثوق سے کہا جاسکتا ہے کہ عرب کی امت اسلام کے الٰہی اور نبوی تخیل پر تیس برس سے زیادہ قائم نہ رہ سکی"۔ تذکرہ دیباچہ ص۹۱ "قرآن کی الصلوٰۃ (نماز) صرف ایک نوکر کا پنجوقتہ سلام ہے"۔ آگے چلکر کہتا ہے" مگر عبادت قطعاً نہیں۔ تذکرہ دیباچہ ص۳۳ آج بھی الصلوٰۃ نماز وہ شئے ہے جو وہی تکیف دل وہ نتیجہ خیز اطاعت وہ ضبط نفس وہ توقیت عمل وہ اخوت اور موالات وہ تعاون محافظت پیدا کردے جو ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام کے لائے ہوئے پیغام میں مقصود تھی محمدی نماز کے ظاہر وارکان سے اوس کو کچھ سروکار نہیں۔ اور جس طرح نتائج پیدا ہو جائیں اوس کی نظروں میں بارگاہ خدا میں مقبول ہیں"۔ تذکرہ ص۹۰ " ادھر امتوں نے اپنے رہنماؤں سے ذاتی عقیدت اور نیازمندی ظاہر کرنے کو اور حسب مطلب احکام کو ضرورت سے زیادہ اہم سمجھنے میں نارواغلو کیا"۔ پھر ایک سطر بعد ہے"۔ پھر لوگ انبیاء کی وساطت سے خدائی قانون کی تعمیل کرنے اور اون کو ذریعہ علم سمجھنے کی بجائے اون کے پیچھے لگ گئے فرقہ بند بن گئے خدا کو تسلیم کرنے مسلم بننے کے بجائے موسوی گومگی عیسائی محمدی بن گئے انہیں کو مراھنا

اُن کو اپنے اعمال و افعال میں بت بنالینا جزو دین جانا۔" چار سطر بعد لکھتا ہے " عیسائی مسیح کو سچ سچ ابن خدا کہنے لگے مسلمانوں نے ڈاڑھیوں تہمدوں مسواکوں ڈھیلوں کو اسلام سمجھ لیا یہودی تسبیحوں کے پیچھے لگ گئے، بلکہ چلہ کشی میں مصروف ہوگئے گبر نے نور آتش کو خدا سمجھ لیا۔ پھر حج جاتری نماز زکوٰۃ روزے برت وغیرہ وغیرہ سب کے سب بے مطلب رسم اور بے نتیجہ شعار ہو گئے۔" تذکرہ ص۶۱ میں ہے " اسلامی جماعت کے اندر سب نظری اور اعتقادی سب قولی اور اعمالی سب اتباعی اور غیر اتباعی سب شرعی اور فقہی تفرقے کے برخلاف ہوں سب کو علانیہ مٹانا چاہتا ہوں سب مطیعوں اور مطاعوں مریدوں مرادوں کو خدا کی سرزنش کا قطعی اہل سمجھتا ہوں۔ اور عذاب آخرت کا مستوجب۔" ایک قول اوس کا مرقوم ص۹۸ بھی قابل دید ہے کہتا ہے " اصل دین میرے نزدیک توحید ہے اور توحید قلوب کے اندر پیہم بت شکنی کرتے رہنا ہے یہی عبادت خدا ہے صوم وصلوٰۃ حج وزکوٰۃ کو رسماً یا عادتاً یا تعظیماً ادا کرلینا یا کلمہ شہادت کو بصحت تمام پڑھ لینا میرے نزدیک قطعاً کوئی عبادت نہیں۔" تذکرہ حصہ عربی شروع کرنے سے پہلے لکھتا ہے " تهدية الی الله عز وجل رب انی قد جئتك بشئ غريب مما اتيتنی من لدنك وقلبی وجل انی راجع اليك فی يوم لا ريب فيه فتسئلنی عما فعلت فتقبل منی واصلح لی فی تدبری وثبت به فؤادی واجعل افئدة من الناس تهوی اليه فيعلموا انه الحق منك فتحيت لك قلوبهم رب واصلح المؤمنين واهدهم بنورك فی هذا كما اصلحتهم وهديتهم من قبل فانهم قوم لايعلمون رب اخبرتنی انهم لهالكون من قريب فاتيتهم بنبأ عظيم۔" نبأ عظیم کی تشریح اردو ص۵ پر کرکے لکھتا ہے " یہی اس نبأ عظیم کا لب لباب تھا جو محکمہ قضاؤ قدر کے آستانہ علیہ سے نبیوں کو ملی اور یہی سچی نبوت ہے یہی انتہا علم وخبر ہے کمال کشف واکتشاف ہے۔ اس علم کے بالمقابل ماسوا کا علم ہیچ ہے۔"

الجواب

ان ناپاک اقوال میں بہت اقوال بدتر از ابوال وہ ہیں جو صراحۃً ہادم اساس دین وایمان رنافی ومنافی اسلام مومنان ہیں جن میں کوئی تاویل دور کی بھی نہیں ہوسکتی۔ اس کا قائل اور قابل یقیناً کافر قادیانی مرتد سے زائد اضر اکفر۔ اوس کے کفر واستحقاق عذاب میں اصلا شک وتامل کو راہ نہیں۔ والعیاذ باللہ تعالٰی وہ مسلمانوں ہی کو کافر نہیں ٹھہراتا بلکہ خود اسلام کو معاذ اللہ کفر اور اپنے گڑھے ہوئے خود ساختہ تخیل کو نبأ عظیم اور سچی نبوت اور انتہا علم وخبر کہتا ہے جس کے بالمقابل ماسوا کا علم ہیچ بتاتا ہے۔ اپنی نبوت کا اشعار کرتا ہے۔ کفار کے صحیح معنی میں متقی اور محبوب خدا ہونے کا اقرار کرتا ہے اسلام ومسلمین کے کفر وکفار ہونے کا اظہار کرتا ہے۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم والعیاذ باللہ تعالٰی ربنا الخبیر العلیم وہو

تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۹۔ از .... مسئولہ زین الدین صاحب ۶؍ ذی الحجہ ۱۳۵۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ والدین اگر بے دین ہوں یا مرتد تو ان کا نفقہ لڑکے پر واجب ہے یا نہیں۔ (۲) والدین مرتدین کے ساتھ حسن سلوک اور انکی اطاعت ضروری ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب

والدین اگر کافر ذمی ہوں تو ان کا نفقہ ذمہ ولد مسلم موسر قضاءً بھی واجب ہوگا جبکہ وہ کسب پر قادر نہ ہوں۔ اور اگر ولد معسر ہو تو صرف دیانۃً بقدر طاقت۔ یوہیں اور حسن سلوک غیر کفر و معاصی میں ان کی اطاعت بعض صورمیں واجب بعض میں جائز لقولہ تعالیٰ و بالوالدین احسانا وقولہ عزوجل وصاحبھما فی الدنیا معروفا کفر و شرک و معاصی میں ان کی اطاعت کفر و شرک و حرام ہے قال تعالیٰ وان جاھداک علی ان تشرک بی مالیس لک بہ علم فلا تطعھما۔ وقال علیہ الصلوٰۃ والسلام لا طاعۃ لمخلوق فی معصیۃ الخالق۔ وقال علیہ الصلوٰۃ والسلام انما الطاعۃ فی المعروف۔ اگر اس امر میں جس کا حکم والدین وغیرہما جس ایسے شخص نے دیا جسکی اطاعت چاہئے اس کی نصیحت اس کا نفع اسکے نقصان کا دفع اور اس کی تکمیل و تربیت احوال ہے تو اطاعت واجب ہے اور اگر ایسے ایک امر مباح کام کا امر ہے کہ اس کے حق میں اس کا عدم وجود برابر ہے تو اطاعت مباح ہے واجب نہیں غرض جو بات شرعاً پسندیدہ و مقتضائے تکریم ہو اسمیں اطاعت لازم یا جائز ہے معصیت میں ہرگز ہرگز اطاعت نہ کی جائے اگرچہ والدین مسلمان ہوں حدیقہ ندیہ میں ہے الحاصل ان کل من لزمتہ طاعۃ غیرہ کالابن یجب علیہ طاعۃ ابویہ فیما ھو طاعۃ والرعیۃ یجب علیھم طاعۃ السلطان فیما ھو طاعۃ والزوجۃ یجب علیھا طاعۃ الزوج فیما ھو طاعۃ والعبد یجب علیہ طاعۃ مولاہ فیما ھو طاعۃ لما اذا صدر الامر من الآمرین الی المامورین فیما ھو نصح فی حقھم ونفع لھم وتربیۃ لاحوالھم وتکمیل لنقصانھم یجب طاعتھم فی ذلک واما فی الامر بالمباح الذی وجودہ فی حق المامورین وعدم وجودہ سواء ولا انتفاع لھم بہ ولا دفع ضرربہ عنھم فان طاعتھم فیہ جائزۃ مباحۃ غیر واجبۃ کما قررناہ وحررناہ فی حق امر السلطان فی غیر ھذا الکتاب۔ یوہیں جس میں آمرین کا وہ امر جس کے کرنے میں مامور کا نفع یا اس سے دفع ضرر نہ ہو بلکہ آمر کا نفع یا نیز اس کا دفع ضرر نہ ہو جس کے کرنے میں شرعی کوئی ممانعت نہ ہو وہ بھی واجب

ہونا چاہئے اور جس میں ان کا نفع اور ان کے ضرر کا دفع نہ ہوگا وہ مباح ہوگا۔ وہ امر جس کے کرنے میں مامور کا نفع یا اس سے دفع ضرر نہ ہو مگر اس کا نفع جائز یا اس کا دفع ضرر ہو جس کے کرنے میں شرعی کوئی ممانعت نہ ہو وہ بھی واجب ہونا چاہئے جبکہ مامور کے امکان میں ہو۔ اختلاف دین سے سوا والدین و اجداد اور جدات از قبیل اَب و اُم و فروع و زوجہ جبکہ یہ ذمی ہوں اور لوگوں کا نفقہ ساقط ہوتا ہے۔ اور اگر اصول و فروع و زوجہ حربی ہوں تو ان کا نفقہ بھی ساقط ہو جاتا ہے۔ حدیقہ ندیہ میں ہے یجب علی الولد المسلم نفقة الوالدين الكافرين اذ عجز عن الكسب ۔ اسی میں شرح درر سے ہے لا نفقة مع الاختلاف دينا الا لزوجة والاصول والفروع الذميين لقوله تعالى صاحبهما فى الدنيا معروفا وفسرها النبى صلى الله تعالى عليه وسلم بحسن العشرة والاجداد والجدات كالابوين ولا يجبر المسلم على انفاق ابويه الحربيين ولا الحربى على انفاق ابيه المسلم او الذمى لان الاستحقاق بطريق الصلة لنهى عنه برهم لقوله تعالى انما ينهكم الله عن الذين قاتلوكم فى الدين ۔ ولهذا لا يجرى الارث بين من هو فى دارنا وبينهم وان اتخذت ملتهم وقيدنا بالذميين احترازا عن الحربى والمستأمن اما الاول فلانا نهينا عن البر حق من يقاتلنا واما الثانى فلعرضيه اذ يلحق بلا صادق وجب على المسلم خدمتهما۔ اى الوالدين الكافرين يجب عليه ايضا برهما اى الاحسان اليهما بقدر وزيارتهما فى بعض الاحيان الا ان يخاف الولد ان يجلباه اى ابواه الكافرين على الكفر والتدين بدينهما فيجوز له ان لا يزورهما حينئذ ولهذا ذكر فى تنوير الابصار وغيره من الحضانة عليها تجب للذمية كالمسلمة ما لم يعقل الصغير دينا وان يالف الكفر كذا فى الخلاصة۔ ولا يجوز ان ولد المسلم يقودهما اى الوالدين الكافرين اذا عميا الى البيعة والكنيسة لاعانته لهما على الكفر هو لا يجوز انما يقودهما اى والديه منهما على المنزل قال الوالد رحمة الله عليه فى مسائل المتفرقة من شرحه على الدرر معزيا على القدسى لا يقاد الاعمى على البيعة ويقاد منهما ونحوه فى البزازية وغيرها۔ عالمگیریہ میں ہے، يجبر الولد الموسر على نفقة الوالدين المعسرين مسلمين كانا او ذميين قدرا على الكسب او لم يقدر بخلاف الحربيين المستامنين ولا يشارك الولد الموسر احد فى نفقة ابويه بمعسرين كذا فى العناية۔ اسی میں ہے۔ ولا تجب النفقة فى اختلاف الدين الدائن الا للزوجة والوالدين والاجداد والجدات والولد وولد الولد۔ اسی میں ہے۔ لا يجبر المسلم والذمى على نفقة والديه من اهل الحرب ان كانا مستأمنين وكذلك الحربى الذى دخل علينا بامان لا يجب على والديه النفقة اذا كان مسلمين او كانا من اهل الذمية كذا فى المحيط۔ تفسیرات احمدیہ

میں ہے اما الطاعۃ لھما فی غیر المعاصی فواجب بقدر ما امکن وبھذا قال علیہ السلام فی اطاعۃ الوالدین وان امراک ان تخرج من اھلک ومالک ولھذا شرع الاحسان والنفقۃ علیہما علی الولد ویحرم علیہ ابتداء قتلھما وان کانا کافرین علی مایدل علیہ قولہ وصاحبھما فی الدنیا معروفا بر ضیۃ الشرح وتقضیہ الکرم والی کلہ یشیر الکلام صاحب الھدایۃ حیث قال فی باب النفقۃ وعلی ابویہ واجدادہ وجداتہ اذا کانوا فقراء وان خالفوا فی دینہ اما الوالدان فلقولہ تعالی وصاحبھما فی الدنیا معروفا نزلت فی الابوین الکافرین ولیس من المعروف ان یعیش فی نعم اللہ تعالی ویترکھما یموتان جوعا واما الاجداد والجدات فلانھم من الاباء والامھات وبہ ایضا تمسک فی کتاب الجہاد ان الابن ان وجد اباہ فی صف المشرکین لا یقتل ابتداء وان قصد الاب قتلہ بحیث لا یمکن دفعہ الا لیقتلہ لا بأس بہ لانہ دافع حینئذ لا قاصد۔

ان عبارات سے یہ ظاہر و باہر ہے کہ معصیت میں ماں باپ سلطان کی اطاعت نہیں ہے۔ اور غیر معصیت میں بعض سے مطلق وجوب معلوم ہوا۔ کہ بعض میں یہ ہے کہ بعض امور میں اطاعت واجب بعض میں مباح۔ اور قضیہ نظر فقہی یہی ہے کہ مطلقا وجوب نہیں۔ اللہ اور رسول سے زائد اطاعت کس کی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اوامر میں بعضیت ہے۔ بعض وجوب کیلئے اور بعض ارسال میں۔ یونہیں تفصیلات ہونا ضرور کہ جس مباح کی ماں باپ۔ سلطان تاکید فرمائیں امر برائے وجوب کریں یعنی اس کام کو مامور پر لازم کریں وہ واجب ہوگا۔ اور اگر امر بطور امر ارشادی ہو تو مباح ہی ہو جائے گا۔

ھذا ما عندی والعلم بالحق عند ربی۔ مرتد کا کوئی نفقہ نہیں۔ جیسے حربی کا یوں ہی مرتد کا بلکہ اس سے زیادہ کہ مرتد سے تو نری معاملت بھی ناجائز ہے۔ کہ اس کے ساتھ صلہ حسن سلوک اسکی اطاعت شعاری فرمانبرداری مرتد کیلئے نہیں مگر توبہ ورنہ تلوار۔ مرتد والدین حربی والدین سے بدتر ہیں واللہ تعالی اعلم بالصواب۔

مسئلہ ۴۰۔ ازشہر کہنہ محلہ روہیلی ٹولہ محمد رضا خانصاحب۔ ۲۸ محرم الحرام ۱۳۵۹ھ۔

علمائے دین کیا فرماتے ہیں عنایت اللہ مشرقی کی بابت اور اوس کے اتباع کی بابت اوس کی تحریک میں شامل ہوکر خاکسار بننے کی بابت؟ آج کل بریلی میں لوگ اس جماعت میں شامل ہوتے چلے جاتے ہیں۔ اوس کے اقوال اور اصلیت سے ناواقف ہیں۔ چند اقوال لکھکر اوس کے اور متبعین کی بابت حکم شرعی مطلوب ہے۔ تذکرہ صفحہ اول میں تہدیہ الی اللہ کے ضمن میں عربی عبارت لکھتا ہے۔

نبأ اخبرنی انهم لها لکون من قریب فاتیتهم بنبأ عظیم"۔ پھر دیباچہ کے صـ۵ پر لکھتا ہے "یہی اس نباء عظیم کا لب لباب تھا جو محکمۂ قضاؤ قدر کے آستانہ علیہ سے نبیوں کو ملی اور یہی نبوت ہے یہی انتہا علم و خبر ہے کمال کشف و اکتشاف ہے۔ اس علم کے بالمقابل سب ماسوا کا علم ہیچ ہے سب کمتر معاملوں کی خبر، ہیچ ہے"۔ دیباچہ تذکرہ صـ۹ "پھر لوگ انبیاء کی وساطت سے قانون خدا کی تعمیل کرنے اور اون کو ذریعہ علم سمجھنے کی بجائے ان کے پیچھے لگ گئے فرقہ بند بن گئے خدا کو تسلیم کرنے اور مسلم بننے کی بجائے موسوی۔ گوتمی۔ عیسائی اور محمدی بن گئے اور اون کو سراہنا ان کو اپنے اعمال وافعال میں بت بنا لینا جزو دین جانا۔" پھر دو تین سطر بعد لکھتا ہے"۔ عیسائی مسیح مح ابن خدا کہنے لگے مسلمانوں نے داڑھیوں اور تہمدوں مسواکوں ڈھیلوں کو اسلام سمجھ لیا"۔ پھر دو سطر بعد لکھتا ہے"۔ پھر حج جاتری نماز۔ زکوٰۃ۔ روزے۔ برت وغیرہ وغیرہ سب کے سب بے مطلب رسوم اور بے نتیجہ شعار ہو گئے" الخ تذکرہ صـ۱۷ نبی آخر الزماں علیہ السلام کا واحد مطمع نظر روئے زمین پر غلبہ حاصل کرنا اور امت عرب کو بقاء دوام کے معراج پر پہنچانا تھا یہی اون کے مبعوث ہونے کی واحد اور صحیح غرض تھی"۔ تذکرہ صـ۷۵ "کرشن علیہ السلام تذکرہ صـ۴۸ " اگر آج اسلام کسی بڑی بڑی پگڑیوں والے مولوی حضرات یا گز گز بھر لمبی داڑھیوں والے فقیہوں کی کم نگہی کے باعث مسواکوں اور ڈھیلوں استنجاؤں پائجاموں اور عماموں اور داڑھیوں کے اندر گھس چکا ہے اگر اوسکی اشد شدید حکمت اور مبلغ علم حیض و نفاس کے مسئلوں گردن مروڑی مرغیوں کی تشریحوں آمین بالجہر رفع یدین کی بحثوں پر ختم ہو چکے ہیں"۔ الخ تذکرہ صـ۹۱ قرآن کی الصلوٰۃ "صرف نوکر کا پنجوقتہ سلام ہے"۔ ۴ سطر بعد لکھتا ہے مگر عبادت قطعًا نہیں"۔ تذکرہ صـ۹۲ " ایسی عبادت وقت اور مقام قوموں اور قعدوں رکعتوں اور رکنوں سے قطعًا مستغنی ہے فجر ظہر عصر اور مغرب عشا یا اشراق سے اوسکو کچھ واسطہ نہیں یہ ایک پیہم اور مسلسل عمل ہے چند لمحوں تک کھڑا ہونا یا بیٹھ جانا اس کو ادا کرنے کا اسلوب نہیں قرآن کی بتائی ہوئی الصلوٰۃ اگر کسی معنوں داخل عبادت ہے تو اس لئے کہ یہ بھی ادب بیسوں حکموں میں خدا کا ایک حکم ہے"۔ تذکرہ صـ۹۸ پس اصل دین میرے نزدیک توحید ہے اور توحید قلوب کے اندر پیہم بت شکنی کرتے رہنا ہے یہی عبادت خدا ہے صوم و صلوٰۃ حج و زکوٰۃ کو رسمًا عادتًا یا تعظیمًا ادا کر لینا یا کلمہ شہادت کو بصحت تام پڑھ لینا میرے نزدیک قطعًا کوئی عبادت نہیں"۔ تذکرہ صـ۹۹ "پتھر کی رسما پرستش یا خدا کے آگے رسمی سجدے کر لینے سے کسی قوم یا فرد کے عابد خدا یا عابد ما سوا ہونے کا فیصلہ نہیں ہو سکتا۔ اوس کے مشرک یا موحد ہو جانے کا معاملہ طے نہیں ہو سکتا"۔ فقط

الجواب

یہ تیسرا سوال مشرقی کے اقوال بدتراز ابوال اور اوس کے زبوں حال پرملال بد مآل سے متعلق آیا ہے۔ جہاں تک مجھے یاد ہے غالبًا ہر سوال میں نئے نئے اقوال پیش ہوئے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اوس کی کتاب ایسے ہی خبیث اقوال کا خزانہ ہے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ اوس کے اقوال اسلام کو کفر کفر کو اسلام ٹھہراتے ہیں۔ ایمان کو از بیخ برکندہ کرتے اور مشرقی کے گڑھے ہوئے بے ڈول لائق ہزار نفریں ولاحول مذہب کو از نام اسلام پیش کرتے ہیں مسلمانوں کو کھلا کافر، بت پرست مشرک بتاتے۔ اتباع واطاعت انبیا کو شرک بت پرستی سمجھاتے ہیں۔ اون میں ارکان اسلام وشعائر دین، سنن سید المرسلین کیساتھ استہزاء، اون کی توہین مبین ہے۔ عبادتوں کے عبادت ہونے سے انکار۔ اسلام ومسلمین وعلماء دین واحکام شرع متین پر بے طرح بوچھار ہے اوس کی کتاب میں ایسے اقوال ہیں جن کی کوئی تاویل صحیح نہیں ہوسکتی جن پر مطلع ہوکر قائل کے کفر وعذاب میں شک وارتیاب موجب کفر ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ جو لوگ اوس کے اون اقوال پر مطلع نہیں ہیں اوس کی جماعت میں شریک ہوگئے ہیں اون پر بھی الزام نہیں۔ ہاں مطلع ہوکر پھر اوسکی جماعت میں شریک رہیں گے تو ملزم ہونگے اور اوس کے کفر واستحقاق عذاب میں بعد اطلاع شک کرینگے تو خود اسلام سے خارج ٹھہرینگے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ دین کی اصل صرف توحید ہی مانتا ہے پھر عقل کا پتلا صرف جڑ ہی کو درخت جانتا ہے اسلام کے شعائر وارکان واحکام کا مضحکہ اوڑاتے اون کے ساتھ استہزاء کرتے ہوئے کہتا ہے "آج اسلام (تا) ختم ہو چکے ہیں" اس کا خود ساختہ خود تراشیدہ مذہب جسے یہ اسلام بتاتا ہے وہ بھی تو ان سے معرا نہ ہوگا۔ اثباتاً ونفیاً کچھ تو ان امور کیلئے کہتا ہوگا۔ اور خود اس کا دل بھی۔ تو کیا اس کے طور پر کوئی اور بھی ایسا کہہ سکتا ہے کہ مشرقی کا اسلام اوس کے اور اوس کے متبعین کی شرمگاہوں میں گھس چکا ہے کہ اونھیں ڈھیلے سے صاف کریں یا پانی سے یا کپڑے سے یا کاغذ سے یا یوہیں لتھڑا رکھیں یہ لوگ اور ان کی عورتیں قبل جماع بحال جماع بعد جماع یہ کریں یہ نہ کریں۔ اپنی شرمگاہوں کی حفاظت رکھیں یا نہ رکھیں ہر ایک کیلئے یا خاص خاص کے واسطے یا کسی ایک شخص کیلئے اونھیں برائے استمتاع پیش کیا کریں اونھیں چھپائیں یا کھلا رکھیں ہر ایک کو دکھائیں۔ موئے زیر ناف رہنے دیں یا صاف کریں۔ کریں تو کب کتنے کتنے دن بعد۔ اور کس طرح کس کس چیز سے۔ حیض ونفاس والیاں کیا کیا کریں اون کے ساتھ کیا کیا جائے کیا نہ کیا جائے؟ اگر اوس کا خود ساختہ دین اس سے بالکل معرا ہی بفرض غلط ہو تو کیا اوس کے دین کو کوئی ایسا کہہ سکتا ہے کہ اوس کا دین، اوس کی بی بی ماں بیٹی، بہن بھتیجی پھوپی خالہ بھانجی اور پوتی سوتی کی اگلی پچھلی اور خود اپنی شرمگاہوں میں گھس چکا ہے؟ اپنے متبعین کی مقعدو

اور فرجوں میں دھنسا ہوا ہے ؟ زنا ولواطت اور حیض ونفاس اور بول وبراز کی نجاست میں پڑا ہے ۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم ۔ خدا او سے اور اوس کے متبعین ، اوس کے اقوال کے قبول کرنے والوں کو توبہ کی توفیق دے ۔ آمین واللہ تعالیٰ اعلم ۔

مسئلہ ۱۴۱ ۔ از بریلی محلہ مسئولہ ۱۶ ؍ صفر مظفر ۱۳۵۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اور مفتیان شرع متین چند امور مندرجہ ذیل سوالات پر عمل کرنے والا کافر ہوگا یا نہیں ؟

ع۱ ۔ قرآن حکیم آیت کریمہ ولاتقولوا لمن القی الیکم السلام لست مؤمنا کا صحیح مطلب کیا ہے مفسرین کی اس آیت کے متعلق کیا رائے ہے اور حدیث شریف سے کیا شہادت ہے ؟ مفصل اور مدلل جواب کی ضرورت ہے ۔

ع۲ ۔ کسی مسلمان کے خلاف نہ ہونا اور اپنے بڑے کا کہنا ماننا ع۳ سب ہمسایہ طاقتوں سے رواداری رکھنا ع۴ ۔ مجاہدانہ اور سپاہیانہ قابلیتیں پیدا کرنا اور ورزش کرنا ع۵ اللہ اور اسلام کی راہ میں ہر وقت اپنا مال وجان حتی کہ فرزندوں کو قربان کرنے کی طاقت پیدا کرنا ع۶ پابندی وقت کرنا ع۷ خدا کے سوا کسی طاقت سے خوف نہ کھانا ع۸ روئے زمین کی بادشاہت اور اسلام کا اجتماعی غلبہ پیش نظر رکھنا ع۹ روحانی جذبات کو پیدا کرنا شیطانی اور نفسانی جذبات کو کچل دینا ع۱۰ خدمت خلق بغیر کسی اجرت کرنا ع۱۱ نماز پر قائم رہنا اور باقی ارکان اسلام پر جما رہنا ع۱۲ صف میں برابر کھڑے ہوکر مسلمانوں کی اونچ نیچ کو برابر کرنا ع۱۳ تمام غفلتوں اور سستیوں کو دور کرنا ع۱۴ ہر مسلمان کو ایک لڑی میں پروکر بنیان مرصوص بنانے کی سعی کرنا ع۱۵ سننے والا اور عامل ہونا کہنے والا اور نہ کرنے والا نہ ہونا ع۱۶ حتی الوسع مسلمان سے سودا خریدنا ۔

الجواب

آیت میں سلام یا بمعنی انقیاد ہے ۔ یا سلام سے مراد سلام تحیۃ اسلام ہے ۔ شان نزول آیت یہ ہے ۔ کہ مرداس بن نہیک رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام لائے ۔ اون کی قوم مسلمان نہ ہوئی ۔ اوس قوم پر غازیان اسلام کو روانہ فرمایا گیا وہ ان کے آنے کی خبر سنکر بھاگ گئے ۔ اور مرداس رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں باقی رہ گئے کہ اپنے اسلام سے اپنے آپ کو قتل سے بچالیں گے ۔ جب غازیان اسلام کو دیکھا ، بایں خیال کہ یہ کوئی اور قوم ہو اپنی بکریاں لیکر پہاڑ پر چڑھ گئے ۔ جب غازی وہاں تک پہنچے اور تکبیر کہی تو انھوں نے بھی تکبیر کہی اور پہاڑی سے اترے اور کلمہ شہادت پڑھا اور علیکم السلام کہا ۔ اسامہ بن زید

رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انھیں قتل کر دیا۔ یہ خبر حضور پُر نور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پہنچائی گئی ۔حضور نے فرمایا تم نے اونھیں مال غنیمت کیلئے قتل کیا پھر یہ آیت تلاوت فرمائی ۔ آیتکا مطلب یہ ہوا کہ جو شخص (ایسا جسکے اصرار علی الکفر سے تم ناواقف ہو) اظہار اسلام کرے اوسے قتل نہ کرو ۔ اوس کے قتل سے رکو یہاں تک کہ اوس کے حال کی تفتیش کر کے اوس پر وقوف پاؤ ۔ اگر محض زبانی ہو جیسے منافقوں کا اظہار اسلام اور وہ سچے دل سے اسلام نہ لائے قابل قتل ہوگا ۔ اگر جزیہ نہ دے گا ۔ اور اگر بعد تفحص یہ کھلے کہ وہ سچے دل سے اسلام لایا ہے تو وہ مسلمان ہے ۔ ناحق اوس کا قتل حرام اشد کبیرہ ہوگا ۔ سیاق وسباق آیت دیکھو ۔ فرماتا ہے یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا ضَرَبْتُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَتَبَیَّنُوْا وَ لَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰۤى اِلَیْكُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا تَبْتَغُوْنَ عَرَضَ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا فَعِنْدَ اللّٰهِ مَغَانِمُ كَثِیْرَةٌ كَذٰلِكَ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلُ فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَیْكُمْ فَتَبَیَّنُوْا اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرًا ۝ اے ایمان والو جب تم جہاد کو چلو تو تحقیق کر لو ۔ اور جو تمہیں سلام کرے اوس سے یہ نہ کہو کہ تو مسلمان نہیں ۔ (یعنی جس میں اسلام کی کوئی علامت پاؤ اوس سے ہاتھ روکو اوس کے قتل میں جلدی نہ کرو ۔ جب تک اوس کا کفر ثابت نہ ہو جائے) تم جینی دنیا کا اسباب چاہتے ہو تو اللہ کے پاس بکثرت غنیمتیں ہیں پہلے تم بھی ایسے ہی تھے ۔ (یعنی جب تم اسلام لائے تھے تو تمہاری زبان سے کلمۂ شہادت ہی نے تمھاری جان مال محفوظ کر دیئے تھے ۔ تمہارا یہ اظہار اسلام نالائق اعتبار نہ ٹھہرایا گیا تھا) پھر اللہ نے تم پر احسان کیا تو تم پر تحقیق کرنا لازم بے شک اللہ تمہارے کرتوت سے خبر دار ہے ۔ تفسیرات احمدیہ میں حضرت عارف باللہ ملا احمد جیون قدس سرہٗ استاذ سلطان عالمگیر رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ۔ معنی الاٰیۃ یاایھا الذین اٰمنوا اذا ضربتم ای سرتم فی طریق الغز وفتبینوا ای اطلبوا بیان الامر وثباتہ ولا تقولوا لمن القی السلام الیکم　لست مؤمنا والسلام ھو الانقیاد او التسلیم الذی ھو تحیۃ اھل الاسلام حال کونکم تبتغون بھذا القول عرض الحیاۃ الدنیا اعنی المال والغنیمۃ التی ھی سریع النفاد فعند اللہ مغانم کثیرۃ تغنیکم عن قتل رجل یظھر الاسلام ویتعوذ بہ من التعرض یعنی ان رجلا اذا القی الیکم السّلام ویدعی الاسلام فلا تقبلونہ بل تقتلونہ لاجل متاع الدنیا وھو الغنیمۃ فلا تفعلوا کذلک بل توقفوا حتی تعلموا ایمانہ وقد اغناکم اللہ تعالیٰ بالمغانم الکثیرۃ لا احتیاج لکم الی غنیمۃ رجل مسلم وان تدعوا انہ لایوافق لسانہ قلبہ فکذلک کنتم من قبل ای اول ما دخلتم فی الاسلام سمعت من افواھکم کلمۃ الشھادۃ فحصنت دمائکم واموالکم من غیر اطلاع علی مواطاۃ قلوبکم لالسنتکم فمن اللہ علیکم بالاستقامۃ والاستشھاد بالایمان فافعلوا

بالداخلین فی الاسلام کما فعل بکم فتبینوا فی ذلک ولا تھافتوا فی القتل وھذا مضمون الآیۃ بحسب ماذکرہ۔ فی المدارک وقال ھو فی نزولہ روی ان مرداس بن نھیک اسلم ولم یسلم من قومہ غیرہ فغزتھم سریۃ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فھربوا وبقی مرداس لیتقہ باسلامہ فلما رأی الخیل الجاء غنیمتہ الی مسوح من الجبل وصعد فلما تلاحقوا وکبروا کبر ونزل وقال لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ علیکم السلام فقتلہ اسامۃ بن زید واستاق غنیمتہ۔ فاخبروا رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فوجد وجدا شدیدا وقال قتلتموہ ارادۃ مامعہ ثم قرأ الآیۃ۔ حدیث میں ہے کہ حضور جب لشکر روانہ فرماتے فرمادیتے اگر تم مسجد دیکھو یا اذان سنو تو قتل نہ کرنا۔ آیت کا سباق وسیاق بتارہا ہے اور حدیث وفقہ سب شاہد کہ آیت کا یہ مطلب نہیں کہ جو کوئی اسلام کا اظہار کرے یاتم پہ سلام کرے وہ مسلمان ہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ یہود ونصرانی کوئی اہل کتاب اگر کہے میں مومن ہوں اس کا اعتبار نہ کیا جائے گا کہ وہ اپنے دین ہی کو ایمان سمجھتا ہے۔ نہ کہ صرف السلام علیکم کہنے پر اوسے مسلمان سمجھ لیا جائے بلکہ اگر کلمہ شہادت بھی پڑھے تو بھی اوسے صرف اتنا نفع نہ دے گا جب تک اپنے دین باطل کو باطل نہ کہے اور اوس سے اظہار بیزاری نہ کرے۔ یوں ہی مدعیان اسلام سب اپنے آپکو مسلمان کہتے ہیں بلکہ اپنے آپ ہی کو مسلمان کہتے ہیں تو اون کا السلام علیکم کہنا کلمہ شہادت پڑھنا اور طرح طرح اظہار اسلام کرنا اونھیں کیونکر نافع ہوسکتا ہے؟ باوجود اون کے اون کفروں کے جنھیں اونھوں نے اسلام سمجھا ہے۔ آج بہت ہند وجب مسلمانوں سے ملتے ہیں السلام علیکم کہتے ہیں کیا وہ اس سے مسلمان ہوجاتے ہیں؟ تحریف کلام مسلمان کا کام نہیں خصوصاً کلام الٰہی میں۔ یہ تو یہود کی صفت ہے جسے قرآن عظیم میں فرمایا یحرفون الکلم عن مواضعہ بات کو اوس کے محل اوس کے موضع سے پھیرتے، کہیں سے توڑ کر کہیں جوڑتے ہیں۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ۔ آیت کے یہ معنی ہوں تو جو کوئی بھی کسی مسلمان پر سلام کرے مسلمان ہوجائے۔ حاشا نہ یہ دین اسلام کا حکم۔ نہ عقل ہی کا مقتضیٰ۔ بت پرست بتوں کو پوجتا رہے، مجوسی آگ کی پرستش میں مبتلا رہے، نصرانی تین خدا اور عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہتا رہے، یہودی حضرت عزیر کو ابن اللہ کہتا رہے اور اور کفریات کرتا رہے اِس مسلمان پہ سلام عرض کرے اور پکا مسلمان۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ۔ یونہیں رافضی قرآن کو قرآن نہ مانے بیاض عثمانی کہتا رہے، تغیر وتبدیل کمی بیشی کا قائل رہے، مولیٰ علی واہلبیت کرام کو سوائے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تمام انبیاء عظام سے افضل و اعلیٰ بلند وبالا بتاتا رہے مولیٰ علی میں خدا کا معاذ اللہ حلول

مانتا رہے، مولیٰ علی کو خدا جانتا رہے، جبرئیل امین کو نبوت رسالت پہنچانے میں خاطی و غلط کار ٹھہراتا رہے کہ خدا نے نبوت بھیجی مولیٰ علی کیلئے تھی جبرئیل نے (معاذ اللہ) غلطی کی کہ حضور کو دے گئے، دنیا میں رجعت اموات کا قائل رہے، خدا کو کہتا رہے کہ خدا ایک حکم دیتا ہے پھر معاذ اللہ پچھتاتا رہتا ہے، وغیرہ وغیرہ ہذیانات۔ وہابی۔ **دیوبندی** اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین تنقیص کرتا رہے، امکان کذب باری ہی نہیں معاذ اللہ وقوع کذب کا قائل رہے، حضور کے علم کو شیطان کے علم سے کم بتاتا رہے، حضور کے علم کو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنوں بلکہ جمیع حیوانات و بہائم جن میں کتا سوئر بھی داخل کیے علم سے ناپاک تشبیہ دیتا رہے، حضور کیلئے کہتا رہے کہ اونھیں دیوار پیچھے کا بھی علم نہیں بلکہ اپنے خاتمہ کا بھی حال معلوم نہیں، وہ (معاذ اللہ) مر کر مٹی میں مل گئے وغیرہ وغیرہ خباثات۔ **قادیانی** مرزا کو نبی اور مجدد مانتا رہے، قادیانی عیسیٰ کلمۃ اللہ علیٰ نبینا و علیہ السلام کی، طرح طرح توہین کرتا رہے۔ قادیانی کہتا ہے ؎ ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو اوس سے بہتر غلام احمد ہے، قادیانی قرآن کو جھٹلاتا رہے نبی کی تکذیب کرتا رہے، قادیانی اور رسل علیہم الصلوٰۃ والسلام کی توہین کرتا رہے، وغیرہ وغیرہ خرافات۔ یوہیں **مشرقی** اور اوس کے اقوال بدتر از ابوال کو مانتے والا بکتا رہے کہ مشرقی نبا عظیم لایا ہے جسے تذکرہ صـ۵ پر سچی نبوت کہا۔ وہ بکتا رہے تذکرہ صـ۹ "لوگ انبیا کی وساطت سے قانون خدا کی تعمیل کرنے اور اون کو ذریعہ علم سمجھنے کے بجائے ان کے پیچھے لگ گئے فرقہ بند بن گئے۔ خدا کو تسلیم کرنے اور مسلم بننے کی بجائے (تا) محمدی بن گئے۔ اون کو سراہنا اور اپنے افعال اعمال میں بت بنا لینا جزو دین جانا،، اس کا صاف کھلا مطلب ظاہر کہ جو مسلمان کہے جاتے ہیں یہ مسلمان نہیں ہیں یہ خدا کو تسلیم نہیں کرتے مسلمان نہیں بنے۔ انھوں نے خدا کو ماننے اور مسلمان ہونے کے بجائے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سراہنا اپنا جزو دین اور اونھیں بت بنا لیا یہ اون کے متبع ہوئے۔ محمدی بن گئے تو مسلم نہیں مشرک ہوئے ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ حضور کے اتباع اور حضور کے سراہنے اور حضور کے سنن پر عمل کرنے کو کفر و شرک بتایا اور خدا کو نہ ماننا ٹھہرایا۔ نماز روزے حج زکوٰۃ ارکان اسلام اور شعائر دین اور سنن سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ استہزار کرتا ہے۔ نماز وغیرہ فرائض کے عبادت ہونے کا انکار کرتا رہے، ہنود کی پوجاؤں سے اونھیں ملاتا رہے، اونھیں بے نتیجہ بے مطلب رسم بتاتا رہے، نماز کو اسلام نہ ماننے پتھر کی پرستش کو کفر نہ جانے تذکرہ صـ۹ مسلمانوں نے داڑھیوں تہمدوں مسواکوں ڈھیلوں کو اسلام سمجھ لیا۔" صـ۹ "حج جاتری نماز زکوٰۃ روزے برت وغیرہ وغیرہ سب کے سب بے مطلب رسوم اور بے نتیجہ شعار ہو گئے،، صـ۴۸ "اگر آج اسلام کسی بڑی بڑی

پگڑیوں والے مولو حضرات یا گز گز بھر لمبی داڑھی والے فقیہوں کی کم نگہی کے باعث مسواکوں اور ڈھیلو استنجاؤں پائجاموں اور عماموں اور واڑھیوں کے اندر گھس چکا ہے اگر اوس کی اشد تشدید حکمت اور مبلغ علم حیض و نفاس کے مسئلوں گردن مروڑی مرغیوں کی تشریحوں آمین بالجہر رفع یدین کی بحثوں پر ختم ہو چکے ہیں "، صـ ۹۱ قرآن کی الصلوۃ صرف نوکر کا پنجوقتہ سلام ہے۔ مگر عبادت قطعًا نہیں "، صـ ۹۹ اصل دین میرے نزدیک توحید ہے اور توحید قلوب کے اندر پیہم بت شکنی کرتے رہنا ہے یہی عبادت خدا ہے۔ صوم وصلاۃ حج وزکوۃ کو رسمًا عادتًا یا تعظیمًا ادا کرلینا یا کلمہ شہادت کو بصحت تمام پڑھ لینا میرے نزدیک قطعًا کوئی عبادت نہیں "، صـ ۹۹ پتھر کی رسمی پرستش یا خدا کے آگے رسمی سجدے کر لینے کسی قوم یا فرد کے عابد خدا یا عابد ماسوا ہونے کا فیصلہ نہیں ہو سکتا اوس کے مشرک یا موحد ہونے کا معاملہ طے نہیں ہو سکتا "، وغیرہ وغیرہ ابلیسات بکتا رہے۔ بس مسلمان بر عرض سلام کر لے پکا مسلمان۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم سلا نہیں، اگر دن رات کلمہ اسلام رٹتا رہے اور سارے ارکان اسلام بجا لاتا رہے جب تک ان اقوال اور ان جیسے ہادم دین بیخکن اسلام، اقوال بدتر از ابوال سے توبہ نہ کرے گا ہرگز مسلمان نہ ہوگا۔ پھر کس نے مشرقی اور اوس کے متبعوں کی تکفیر ان ۱۶ باتوں پر، جو سوال میں مذکور ہیں کی جس کے لئے فتوی طلب کیا جاتا ہے؟ یہ بھی وہی تحریف کلام ہے۔ مشرقی کے اون ہولناک نجس ناپاک اقوال پر تکفیر ہے۔ اور اوس کے ماننے والوں پر اس شرط پر کہ اوس کے اون اقوال بدتر از ابوال پر مطلع ہو کر اوسے مسلمان جانیں، نہ ان ۱۶ پر۔ ان سولہ امور (جو ۲۴ سے سائل نے دکھائے ۸ بچائے ہیں) کے ع۲ کا کیا مطلب ہے؟" کسی مسلمان کے خلاف نہ ہونا" مسلمان سے واقعی مسلمان مراد ہے یا ہر مدعی اسلام قادیانی رافضی وہابی دیوبندی نیچری وغیرہ؟ بہر حال یہ ایک بیہودہ محض لغو ولایعنی باطل بے معنی بات ہے۔ شرعًا عقلًا ہر طرح کہ ہر اختلاف سے تحرز نا ممکن۔ یہ جن کا اصول ہے وہ خود اس پر کبھی کاربند نہ ہیں نہ ہو سکتے ہیں۔ جو مسلمان واقعی ہو اوس سے بھی اختلاف کبھی شرعًا عقلًا ضروری ہوتا ہے۔ نہ کہ غیر واقعی اور محض نام کے مسلمان سے۔ نام کے مسلمان سے واقعی مسلمان کا اختلاف تو ہر وقت ہے۔ اوس وقت تک جب تک وہ نام کا مسلمان سچا مسلمان نہیں۔ اوس کے خلاف نہ ہونا کیا معنی؟ سنی مسلمان سے ہزار اختلاف ہو سکتے ہیں۔ عقائد میں نہیں اعمال میں۔ امر بالمعروف نہی عن المنکر جو فرض ہے اس فرض کا ادا کرنے والا بے شمار بار بداعمال لوگوں بد دینوں بدمذہبوں کے خلاف ہوگا۔ سینکڑوں اختلاف دنیوی ہوتے ہیں۔ ہزاروں دعوی محض باطل ہوتے ہیں تو اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ باطل سے باطل بات کہنے والے مسلمان

اور مدعی اسلام سے کبھی اختلاف نہ کیا جائے گا۔ ہر باطل۔ ناحق کو حق۔ غلط کو صواب۔ کذب کو صدق مانا جائے گا کہ ایسا نہ ہوگا تو مسلمان (اور مدعی اسلام نام کے مسلمان) کے خلاف ہوگا اور نہ خلاف ضابطہ خلاف قاعدہ خلاف اصول ہوگا۔ پھر مسلمان مسلمان سے ہزارہا اختلاف موجود ہیں۔ اور مسلمان اور نام کے مسلمان سے تو دینی اختلاف ہے۔ اور اصول ٹھہرا یہ کہ کسی مسلمان کے خلاف نہ ہوگا۔ تو بتایا جائے کہ کس طرح سب سے اتفاق ہوگا کسی سے اختلاف نہ ہوگا؟ **مشرقی** کے متبعین پر اپنے اس اصول سے بھی لازم کہ وہ مسلمانوں سے خلاف نہ ہوں۔ مشرقی کے ہادم اساس دین وایمان نجکن مسلمانان یقین کرنے میں مسلمانوں کے ساتھ اتفاق کریں۔ نیز اپنی یہ خاکساری چھوڑیں۔ اور ہر وہ بات جو اسکے متعلق مسلمان کہتے ہیں اوسے مانیں۔ عمر میں اپنے سے چھوٹے اور برابر والے کا بحیثیت اس کے کہ وہ مسلمان ہیں اور عمر یا علم وفضل یا مال و دولت کسی طرح مسلمان بڑے کا بحیثیت اسکے بھی کہ وہ بڑا ہے بڑے کا ہر کہا ماننے" کے متعلق بھی اسی طرح سمجھیں۔ کہ بڑا اگر کسی ناجائز بات کیلئے کہتا ہے تو ہرگز اوس کا کہا ماننا نہ چاہئے۔ حدیث میں ہے لا طاعۃ لمخلوق فی معصیۃ الخالق اگر یہ عبارت یوں ہوتی کہ "کسی مسلمان کے بے سبب معقول اور بے وجہ مقبول خلاف نہونا اور اپنے بڑے کا ہر جائز کہا ماننا" تو کوئی خرابی نہ ہوتی۔ مگر اگر عبارت یوں ہوتی تو سائل کا مطلب نہ بنتا کہ سادہ لوح مجیب سے اوسے عبارت اس طرح ہوتے ہوئے جواب اپنے حسب مرضی ملنے پر اوسے تو اپنی دستاویز بنانے کی امید تھی کہ مشرقی پر ڈھال سکے کہ "فلاں مفتی صاحب نے فتویٰ دیدیا ہے۔ ہم اون کے فتویٰ سے مشرقی کا کہنا مانتے اوس کے خلاف نہیں ہوتے ہیں۔ انھوں نے ہمارے اس اصول ۲ کو پسند کیا، مسلمان کے خلاف نہونا اچھی بات ہے، بڑے کا کہنا ماننا عمدہ بات ہے۔" ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ لطف یہ کہ مشرقی کے طور پر اسلام کفر ہے اور سارے مسلمان کافر۔ اور اوس کے قول سے خود وہ بھی مسلمان نہیں ٹھہرتا تو یہ اصول بے معنی ہے۔ ہاں وہ جو اوس نے یورپی اقوام کے لئے کہا کہ وہ متقی اور محبوب خدا ہیں اگر اون کے خلاف نہ ہونا مراد ہے تو اس صورت میں بے معنی تو نہ ہوگا۔

۲۔ اصول ۲ کا کیا مطلب ہے۔ یعنی جو کچھ وہ کریں اونھیں کرنے دینا چاہے الٹی چھری سے اسلام کو ذبح کریں اور کرتے رہیں۔ بابائے خلافت کی طرح صاف کہدینا کہ میں ہندو بھائی سے نہ لڑوں گا چاہے وہ میری ماں کو بے عزت کریں چاہیں وہ میرے قرآن کو پھاڑ ڈالیں۔ پھر ۳ میں مجاہدانہ اور سپاہیانہ قابلیتیں پیدا کرنا کس لئے؟ ہاں اگر ہمسایہ طاقتوں سے روا داری رکھی جائے اور یہ قابلیتیں اس لئے بہم کی جائیں کہ مسولینی اور ہٹلر کے ساتھ لندن و اسپین وغیرہ پر گولہ برسائے

جائیں۔ بم پھینکے جائیں۔ یا ملک سے باہر کہیں اور اپنے ہمسایہ طاقت کانگریس کے ساتھ افغانستان وترکستان وعراق وغیرہ پر یا ہندوستانی ریاستوں پر جہاد کرنے کا خیال ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ ہمسایہ طاقتوں سے تو رواداری برتی جائے گی وہ اسلام کے ساتھ کیسی ہی کچھ عداوتیں ظاہر کریں اوس کی بیخکنی میں دقیقہ اٹھا نہ رکھیں پھر بھی ہر وقت اپنا مال و جان حتی کہ فرزند و زن قربان کرنے کا موقع اللہ اور اسلام کی راہ میں کب ہوگا؟ کیا وہی مشرقی کے متقی اور محبوب خدا لوگوں اور اوس کے گڑھے ہوئے اسلام کی راہ میں؟ کہ ہمارے اسلام کو تو اوس کے اقوال کفر بتاتے ہیں۔

مسئلہ ۴۲ ۔ از محلہ ٹوکپور مسئولہ اختیار یار خاں شوز مرچینٹ بار دوم بعد مغرب از ذخیرہ مرسلہ وقت صبح محمد علی صاحب پسر مولوی مسعود علی صاحب بدست رضاحسن خانصاحب رامپوری خویش احمد اسحق خاں صاحب مرحوم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس صورت میں کہ ہم مذہب اہلسنت وجماعت اون تمام عقائد سے جو ہمارے مذہب اور عقائد کے خلاف ہیں بیزار ہیں بیزار رہیں گے اس حالت میں اگر ہم ایک جماعت خاکساران طیار کریں اور اس میں شریک ہوں اور خاکساران میں جو ناظم اعلیٰ ہو اوس کے اصول میں باستثنار اوسکے عقائد کے اوس کا اتباع کریں ایسی صورت میں کیا حکم ہے۔ بینوا توجروا

ذخیرہ کے سوال میں جس عبارت پر خط کر دیا گیا ہے اوس کی بجائے یہ عبارت ہے خاکساران میں جو ناظم اعلیٰ ہو اور وہ اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہو۔

الجواب

جو کوئی اوعا اسلام کرتا ہے اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہو ضروری نہیں کہ وہ فی الحقیقت مسلمان ہو۔ خصوصًا اس زمانہ قرب قیامت میں۔ قرب قیامت تو حالت یہ ہوگی کہ حدیث میں فرمایا صبح کریگا اس حال میں کہ مسلمان ہوگا شام اس حال میں کرے گا کہ کافر ہوگا۔ شام کو مسلمان ہوگا صبح کافر ہو جائے گا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ قرآن عظیم کا ارشاد ہے وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَمَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ عہد شریف حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی تک منافق نہ رہے کہ پھر منافقوں کا بیج مارا گیا ہو۔ ہر زمانہ میں رہے اور آج تو وہ اس کثرت سے ہیں جن کا شمار خدا ہی جانے۔ مشرقی کے طور پر تو اسلام کفر ہے اور مسلمان سب کافر اور خود وہ بھی اس گڑھے ہوئے اسلام پر بھی مسلمان نہیں ٹھہر سکتا۔ اوس کے اقوال چھپے ہوئے نہیں چھپے ہوئے ہیں اون پر مطلع ہوتے ہوئے سوال میں یہ لکھنا کہ "ناظم اعلیٰ اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہو" بہت ہی عجیب ہے خصوصًا اس عبارت کے ساتھ کہ "اون تمام عقائد

سے جو ہمارے مذہب اور عقائد کے خلاف ہیں؛ اپنے آپ کو مسلمان کہہ دینے سے کوئی شخص باوجود اپنے کفریات پر اصرار کے مسلمان ٹھہر جاتا ہے اور اوس کے کفریات مٹ جاتے ہیں۔ مگر یہ قرآن کے خلاف ہے ابھی اوپر آیت ذکر ہوئی کہ "بعض لوگوں سے وہ ہیں جو کہتے ہیں ہم ایمان لائے اللہ اور قیامت پر حالانکہ وہ مسلمان نہیں۔ وہ اللہ اور مسلمانوں کو فریب دینا چاہتے ہیں۔ اور وہ فریب نہیں دے رہے ہیں مگر اپنی جانوں کو اور انھیں اس کا شعور نہیں۔" اللہ سچا اور اوس کا کلام سچا۔ تو محض ادعا اسلام اوس کے کام نہیں آسکتا۔ جو سنی مسلمان اپنے دین و مذہب پر قائم رہتے ہوئے کسی کافر سے اگرچہ وہ کیسا ہی اظہار مودت و صداقت کرتا ہو جو موالاۃ کریگا اگرچہ فقط اتنا ہی کہ اوس کا حلیف بنے بحکم قرآن وحدیث شدید گنہگار ہوگا خصوصًا مرتد سے اگرچہ وہ اسلام کا مدعی ہو کہ مرتد سے تو نری معاملت بھی حرام ہے۔ تو کسی کافر خصوصًا مرتد کو والی بنانا اوس کے ہاتھوں پڑنا اوسے سربراہ کار کرنا کیسا اشد حرام ہوگا؟ یہ تو موالاۃ صوریہ کا حکم ہے اور اگر معاذ اللہ حقیقیہ جب ہو تو آفت بہت سخت ہے ایسے کیلئے **قرآن عظیم** کا ارشاد ہے من یتولھم منکم فانہ منھم اور فرماتا ہے لا تجد قومًا یؤمنون باللہ والیوم الاخر یوادون من حاد اللہ ورسولہ اور فرماتا ہے ولو کانوا یومنون باللہ والنبی وما انزل الیہ ما اتخذوھم اولیاء۔ حرمت موالات کفار کی آیات بہت کثیر ہیں یہاں دو تین آیتیں ذکر کی جاتی ہیں فرماتا ہے یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا دِیْنَكُمْ هُزُوًا وَّلَعِبًا مِّنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَالْكُفَّارَ اَوْلِیَآءَ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۝ اے ایمان والو انھیں جنھوں نے تمہارے دین کو ہنسی کھیل ٹھہرالیا جنھیں تم سے پہلے کتاب دی گئی اور سب کفار ان میں کسی کو حبیب نہ بناؤ، ولی و مددگار نہ ٹھہراؤ۔ اور اللہ سے ڈرو اگر تم مسلمان ہو۔ اور فرماتا ہے یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ لَا یَاْلُوْنَكُمْ خَبَالًا وَدُّوْا مَا عَنِتُّمْ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَآءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ وَمَا تُخْفِیْ صُدُوْرُهُمْ اَكْبَرُ قَدْ بَیَّنَّا لَكُمُ الْاٰیٰتِ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۝ ۔ اے مسلمانو اپنے غیروں سے کسی کو رازدار نہ بناؤ وہ تمہاری نقصان رسانی میں کمی نہ کریں گے۔ تمہارا مشقت میں پڑنا اون کی دل کی تمنا ہے۔ دشمنی اون کے منہوں سے ظاہر ہوچکی اور وہ جو اون کے سینوں میں دبی ہے اور بڑی ہے بیشک ہم نے تمہارے لئے نشانیاں صاف بیان فرمادیں اگر تم ایمان رکھتے ہو۔ بَشِّرِ الْمُنٰفِقِیْنَ بِاَنَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِیْمَا الذین یتخذون الکفرین اولیاء من دون المؤمنین ایبتغون عندھم العزۃ فان العزۃ للہ جمیعًا ۝ منافقوں کو عذاب الیم کی بشارت دیجئے جو مسلمانوں کے سوا کافروں کو مددگار بناتے ہیں۔ کیا کافروں کے پاس عزت ڈھونڈھتے ہیں تو عزت تو ساری

اللہ کیلئے ہے۔ اوسی کے قبضہ میں ہے۔ تفاسیر دیکھئے تفسیر ابن جریر میں پہلی آیت کے نیچے ہے
لا تتخذ وهم ايها المؤمنون انصارا واخوانا وحلفاء فانهم لا يألونكم خبالا وان اظهروا لكم
مودة وصداقة۔ اے مسلمانوں کافروں کو مددگار یا بھائی اور حلیف نہ بناؤ وہ تمہاری ضرر رسانی میں
کمی نہ کریں گے اگرچہ دوستی اور یارانہ ظاہر کریں۔ تفسیر کبیر میں امام فخر الملۃ والدین رازی زیر آیہ
ثانیہ تحریر فرماتے ہیں۔ ان المسلمين كانوا يشاورونهم فى امورهم ويؤانسونهم لما كان
بينهم الرضاع والحلف ظنا منهم انهم ان خالفوهم فى الدين فهم ينصحون لهم فى اسباب
المعاش فنهاهم الله تعالى بهذه الاية عنه فمنع المؤمنين ان يتخذوا بطانة من غير المؤمنين
فيكون ذلك نهيا عن جميع الكفار۔ وقال تعالى يا ايها الذين امنوا لا تتخذوا عدوى وعدوكم
اولياء۔ یعنی کچھ مسلمان کچھ یہود سے اپنے معاملوں میں مشورہ لیا کرتے اور باہم مؤانست رکھتے دل
بہلایا کرتے کہ کوئی کسی کا دودھ شریک تھا کوئی کسی کا حلیف تھا اس گمان پر یہ مشورت وغیرہ تھی کہ وہ اگرچہ
دین میں ہمارے مخالف ہیں دنیوی امور میں تو ہماری خیر خواہی کرینگے۔ تو اللہ عزوجل نے اس آیت سے
انھیں اس مشورت وغیرہ سے روکا اور حکم فرمایا کہ کسی کافر کو اپنا رازدار نہ بناؤ۔ تو یہ ممانعت صرف
یہود سے نہیں جمیع کفار سے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میرے اور اپنے دشمن کو یار نہ بناؤ الخ۔ علامۃ الوجود
حضرت سیدی ابو السعود علیہ الرحمۃ ربہ الودود زیر آیت سوم فرماتے ہیں بيان لخيبة رجائهم
يطلبون بموالاة الكفرة العزة والغلبة فان العزة لله جميعا تعليل لبطلان رأيهم فان انحصار
جميع افراد العزة فى جنابه عز وعلا بحيث لا ينالها الا اولياءه وقال تعالى ولله العزة ولرسوله
وللمؤمنين يقضى ببطلان التعزز بغيره واستحالة الانتفاع به۔ تفسیر لباب التاویل میں ہے المعنى
لا يجعل المؤمن ولا يتهلمن هو غير المؤمن نهى الله المؤمنين ان يوالوا الكفار او يلاطفوهم لقرابة
بينهم او محبة او معاشرة۔ مدارک میں ہے اى لا تتخذوهم اولياء تنصرونهم وتستنصرونهم وتواخونهم
وتعاشرونهم معاشرة المؤمنين۔ کبیر میں ہے المراد ان الله تعالى امر المسلم ان لا يتخذ الحبيب
والناصر الا من المسلمين۔ نیز اوسی میں ہے لا تتخذوهم اولياء اى لا تعتمدوا على الاستنصار
بهم والتودد اليهم تفسیر ابو السعود وفتوحات الہیہ میں ہے نهوا عن موالاتهم لقرابة او صداقة
جاهلية ونحوهما من اسباب المصادقة والمعاشرة وعن الاستعانة بهم فى الغزو وسائر الامور
الدينية ____ ان آیات اور تفاسیر کی عبارات سے روشن کہ کسی کافر سے دوستی بھائی چارہ محبت
اون کو انصار و مددگار بنانا اون کے حلیف بننا اون سے مل کر غلبہ و عزت چاہنا حتی کہ اون سے مشاورت

ومجالست دینی امور نہیں دنیوی باتوں ہی میں سہی اون سے ملاطفت اون سے مسلمانوں کی معاشرت سب حرام ہے۔ تو مرتد تو مرتد ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ، کافر سے میل کیسا اوسکی طرف ادنیٰ میل حرام ہے اللہ عزوجل فرماتا ہے ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار۔ اون کی طرف ادنیٰ میل نہ کرو جنھوں نے ظلم کیا۔ کہ تمہیں آگ چھوئیگی۔ کافروں بلکہ فاسقوں سے مجالست کی ممانعت ہے۔ مولیٰ عزوجل فرماتا ہے واما ینسینک الشیطن فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظلمین اور اگر تجھے شیطان بھلا دے تو یاد آنے پر ظالموں کے ساتھ نہ بیٹھ۔ تفسیرات احمدیہ میں ہے الظلمین یعلم المبتدع والفاسق والکافر والقعود مع کلھم ممتنع حدیث میں فرمایا لا تجالسوھم حدیث میں مبتدع کے بارے میں فرمایا من اعرض عن صاحب بدعۃ بغضا ملأ اللہ قلبہ امنا وایمانا ومن انتھر صاحب بدعۃ امنہ اللہ تعالیٰ یوم الفزع الاکبر ومن اھان صاحب بدعۃ رفعہ اللہ فی الجنۃ مأتہ درجۃ۔ ایک حدیث میں ہے من سلم علی صاحب بدعۃ او لقیہ بالبشر او استقبلہ بمایسرہ فقد استخف بما انزل علی محمد صلی اللہ تعالی علیہ والہ وصحبہ وسلم۔ در حدیث میں ہے اذا القیتم صاحب بدعۃ فاکفھروا فی وجھہ۔ منافق کیلئے حدیث میں ارشاد ہوا۔ لا تقولوا للمنافق سید فان یکن سید کم فقد اسخطتم ربکم منافق۔ تو منافق فاسق کی تعظیم حرام ہے۔ حدیث میں ہے اذا امدح الفاسق غضب الرب واھتزلہ لك العرش۔ تو کسی مرتد کے ساتھ دوستی محبت اوس کی اطاعت اوس کی نصرت اوس سے استعانت اوس سے مشاورت اوس سے مؤافقت وملاطفت اوس سے خواہش غلبہ وعزت، اوس کے ساتھ عوام نہیں خواص مسلمین سے بھی بالا اخص الخواص کی سی معاشرت اوسے رازدار سربراہ کار بنانا ہی نہیں اوس کے ہاتھوں پڑنا اوس کے ہاتھ میں اپنی گردنیں دینا اوسے والی وامام ماننا کیسا اشد ظلم اور اشد حرام اخبث واشنع کام ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ آیات کریمہ واحادیث وتفسیر کے یہ ارشادات دیکھنے کے بعد سچے دل سے خدا کی طرف رجوع کر کے دل پر ہاتھ دھر کے کہو کیا وہ جس نے کہا کہ" لوگ انبیا کی وساطت سے قانون خدا کی تعمیل کرنے اور اون کو ذریعہ علم سمجھنے کی بجائے ان کے پیچھے لگ گئے فرقہ بند بن گئے خدا کو تسلیم کرنے مسلم بننے کے بجائے (الی قولہ) محمدی بن گئے۔ اون کو سراہنا اون کو اپنے افعال واعمال میں بت بنالینا جزو دین جانا" اسلام کو شرک ٹھہرا کر انبیا کی اطاعت ومحبت اون کے سراہنے کو بت بنالینا اسے شرک سمجھا کر خدا کی تسلیم سے اسے انکار اور سارے مسلمانوں کو نامسلم مشرک کافر صراحۃ بتا کر، خود کافر مرتد ہوا یا نہیں، مبتدع نہیں فاسق کے متعلق اور پر حکم معلوم ہو چکا۔ تو خود بتاؤ کہ ایسے شخص کو

والی یا امام بنانے والا کیسا ہوگا؟ کیا وہ جس نے نماز اور ارکان اسلام کے متعلق یہ کہا کہ "صوم وصلوٰۃ حج و زکوٰۃ کو رسماً یا عادتاً یا تعظیماً ادا کرلینا یا کلمۂ شہادت کو بصحت تمام پڑھ لینا میرے نزدیک قطعاً کوئی عبادت نہیں" اور کہے "قرآن کی الصلوٰۃ نوکر کا یجوقتہ سلام ہے (الی قولہ) مگر عبادت قطعاً نہیں"۔ اور جس نے کہا کہ صـ۹۰ کام چور اور حرام خور نوکر کیلئے یہ ہر وقت سلام کرتے رہنا یہ ہاتھ باندھکر کھڑے ہو جانا یا مؤدب سرنگوں ہو جانا یہ پرلے درجہ کی بدمعاشی ہے" اور جس نے کہا صـ۹۷ جس طرح کسی آقا کی ملازمت میں وقت کی تخصیص نہیں ہوتی اسی طرح عبادت بھی وقت سے حتًّا بے نیاز ہے۔ الصلوٰۃ صرف ایک پنجوقتہ حاضری اور سلام ہے بجائے خود عبادت نہیں" نیز جس نے کہا صـ۹۹ پتھر کی رسمی پرستش یا خدا کے آگے رسمی سجدے کر لینے سے کسی قوم یا فرد کے عابد خدا یا عابد ماسوا ہونے کا فیصلہ نہیں ہوسکتا" اوس کے مشرک موحد ہونے کا معاملہ طے نہیں ہوسکتا" نیز کہا "اگر کوئی فرد یا قوم اپنے اعمال میں خدا کے احکام پر چل رہی ہے لیکن رسماً یا عادتاً یا رواجاً کسی بت کسی پتھر کسی شمس و قمر کے آگے ماتھا ٹیک رہی ہے تو وہ درحقیقت خدا کی عابد ہے" نیز جس نے کہا صـ۱۵ "مسلم کا خدا کو مونھ سے ایک ایک جیتے رہنا کلمے اور لاحول پڑھ کر جنت کا حقدار بننا قرآن کا ایک ایک حرف پڑھ کر دس دس نیکیوں کا منتظر رہنا پیروں کی پرستش قبروں کی زیارت پھونکا پھانکی اور استنجاؤں کو دین سمجھنا وغیرہ فی الحقیقت ناکارہ بیکار اور بے دلیل باتیں ہیں کہ ہر سلیم الذہن شخص کو ان سے اعراض کرنے کے سوا چارہ نہ تھا" خود بتاؤ کہ یہ شخص بحکم اسلام اشد مرتد بے لگام ہوا یا نہیں؟ اور جو ایسا ہو خود سمجھو کہ اوسے مطاع ٹھہرانا اپنے سیاہ سپید کا اختیار دینا کیسا ہے؟ کیا اسلام دشمنی، مسلم بیخ کنی اوس کے مونھ سے ظاہر نہ ہوچکی کیا اوس نے جو کچھ اسلام اور ارکان اور شعائر دین اور سنن سید المرسلین کے متعلق کہا اوس سے آشکارا نہ ہوا کہ اوس نے تمہارے دین کو ہنسی کھیل بنا لیا؟ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ باوجود اصرار بسیار کہ بے اس کے کام نہ چلے گا ایک کافر کو محرری کا عہدہ دینے پر راضی نہ ہوئے۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ "میں نے عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کی میرا ایک محرر نصرانی ہے فرمایا تمہیں اوس سے کیا تعلق؟ خدا تم سے سمجھے۔ کیوں نہ کسی کھرے مسلمان کو محرر رکھا۔ کیا تم نے یہ ارشاد الٰہی نہ سنا اے ایمان والو یہود و نصاریٰ کو یار نہ بناؤ میں نے عرض کی اوس کا دین اوس کے لئے ہے مجھے تو اوس کی محرری سے کام ہے اس پر صاف فرمادیا کہ میں کافروں کو گرامی نہ کروں گا جبکہ اللہ نے اونھیں خوار کیا نہ اونھیں عزت دوں گا جبکہ اللہ نے اونھیں ذلیل کیا نہ اونھیں قرب دونگا جبکہ اللہ نے اونھیں دور کیا"۔ جب حضرت

ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس پر عرض کیا کہ "بصرہ کا کام بے اوس کے نہ چلے گا"۔ اس پر فرمایا مات النصرانی والسلام یعنی فرض کرو کہ وہ نصرانی مرگیا اب اس کے بعد کیا کروگے جو جب کروہ اب کرو۔ کسی مسلمان کو مقرر کرکے اوس سے بے پرواہ ہوجاؤ۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری کو ایک فرمان بھی تحریر فرمایا تھا جس میں ہے لیس لنا ان نأتمنهم وقد خونهم الله ولا ان نرفعهم وقد وضعهم الله ولا ان نعزهم وقد امرنا بان يعطوا الجزية عن يد وهم صاغرون۔ ہمیں جائز نہیں کہ کافروں کو امین بنائیں حالانکہ اللہ تعالیٰ اونھیں خائن بتاتا ہے یا ہم اونھیں رفعت دیں حالانکہ اللہ نے اونھیں پستی دی یا اونھیں عزت دیں حالانکہ ہم حکم فرمائے گئے کہ کافر ذلت وخواری کے ساتھ اپنے ہاتھ سے جزیہ پیش کریں۔ حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کافر نصرانی کو باوجود اصرار، محرری نہیں دیتے اسے حرام فرماتے ہیں کہاں یہ۔ اور کہاں یہ کہ آج ایسے شخص کو جو اسلام ومسلمین کا بیخکن ہے، اون کا ایسا دشمن پرفن ہے جس کے مونھ سے دشمنی بار بار ظاہر وآشکارہ ہوچکی، جو اسلام کو کفر۔ کفر کو اسلام ٹھہراتا ہے، اوسے اپنا والی اپنی جانوں کا مختار بنانا چاہا جاتا ہے۔ کہ "اس کے عقائد سے بیزار ہیں۔ بیزار رہیں گے مگر اپنی جانیں اوس کے سپرد کیوں نہ کردیں"۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۝

ع۔ ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔ اس کا جواب بھی حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشاد سے سمجھ لو۔ کہ اوسکے عقائد سے ہم بیزار ہیں بیزار رہیں گے یعنی اوسکے عقیدے اوس کیلئے ہیں ہمیں تو اوسکی اس تحریک سے کام ہے۔ پھر لطف یہ کہ اوسکی تحریک مذہبی تحریک ہے۔ جسے زبردستی یہ کہا جاتا ہے کہ وہ مذہبی نہیں۔ اس کا انکار آفتاب کے انکار سے زیادہ بدتر ہے۔ اوس کی کتابیں پکار پکار کر کہہ رہی ہیں کہ یہ تحریک مذہبی ہے۔ اوس نے ایک اسلام اور گڑھا ہے۔ جسے رواج دینا چاہتا ہے اور اس اسلام کو کفر ٹھہراتا ہے۔ بہت کثیر عبارات اوسکی ایسی پیش کی جاسکتی ہیں اس وقت صرف ایک ہی عبارت پیش کی جاتی ہے۔ "جو بات بالکل واضح کرنا چاہتا ہوں، یہ ہے کہ خاکسار تحریک خالص مذہبی تحریک ہے"۔ اور اوس نے اپنا دین اپنا عقیدہ اپنا مذہب بھی کھول کھول کر بتایا ہے۔ اور ۲۴ اصول میں بھی اوسے رکھا ہے اگرچہ وہاں لفظ دین ومذہب وعقیدہ نہیں لکھا ہے تحریک کے ۱۴ نکات سے بھی ایک عبارت پڑھ لیجئے "(۲) قرن اول یا قرون اولیٰ کا عمل اسلام ہی صحیح اسلام ہے خاکسار سپاہی رسول (خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے طریق عمل کے سوا کسی شئے کو دین اسلام نہیں سمجھتا (۳) مولوی کا آجکل کا بنایا ہوا راستہ غلط ہے خاکسار سپاہی اس غلط مذہب کو صفحۂ زمین سے مٹانے اور اسکی جگہ نبوی اسلام پھر رائج کرنے کیلئے اٹھا ہے"۔ کہئے۔ جب وہ تحریک

مذہبی ہے۔ اور سپاہی اوسکو رواج دینے کا پابند اور حلفنامہ یا عہدنامہ جو ہو وہ جب یہ سب کچھ دیکھ کر لکھے گا تو کیونکر اوس کے دین و مذہب سے علیحدہ رہ سکیگا۔ اور اگر کوئی بالفرض بے دیکھے بھالے بے سوچے سمجھے دستخط کریگا تو بعد علم اگر رہے گا تو کیسے اوس کے دین سے علیحدہ رہے گا۔ اوس کا دین تو اسی عمل کا نام ہے و بس۔ اوس کی تصریحات بے شمار سے یہ آشکار۔ جو مشرقی کے گروپ میں شریک ہوگا شرع ہی کو بیٹھ نہ دے گا بلکہ عقل سے بھی کوئی واسطہ نہ رکھے گا جبکہ اس کے اقوال پر مطلع ہوکر شرکت کریگا۔ گہ بیخ کن اسلام و مسلمین سے خدمت ایمان و مومنین کی امید باندھنے اور اوسے بلکہ اوس کو اس کا اہل جاننے والے ایسے ہی ہیں جیسے پہلے گاندھی کی آندھی میں پتے کی طرح اڑتے پھرنے اور اوسے مربی بیکس مسلمانوں کا حامی و یار و یاور مسیحا مردہ قوم کو جلانے والا۔ آب چشمۂ حیوان پلانے والا۔ فخر قوم، ایک خدا سے ڈرانے والا۔ رحمت خدا بنکر مبعوث من اللہ نبی بلقوہ مسجود ملائکہ کہنے اور یہ لکھنے والے ہمیں امید ہے ہم کامیاب ہوں گے ضرور۔ کہ ہیں ہماری مدد پر مہاتما گاندھی بجائے خطبہ جمعہ گاندھی کی مدح کے گیت گانے اوسے مقدس ذات ستودہ صفات کہنے والے ، اوس کی مدح میں ایسے ہوش گمانے والے حملاہی کا مصرع اوس کی مدح میں پڑھنے والے۔ یہ شعر گانے والے ؎

تعریف کوئی کرے اونکی یہ نادرست + خاموشی از ثنائے تو حد ثنائے تست

جب گاندھی کی آندھی کا گرد و غبار بکرم کردگار دفع ہوا اور آنکھیں کھلیں اور اپنی زبوں تر حالت اور سراسر نقصان نظر آیا اور سمجھے کہ ہم بڑے عظیم جال میں پھانسے گئے تھے۔ اور ہمارے حلیف در اصل ہمارے حریف تھے۔ وہ برادران وطن نہ تھے بلکہ ہمارے خون کے پیاسے تھے۔ جنھوں نے ہمیں سبز باغ دکھلاکر اور طرح طرح بہلاکر ہمارا بھیجا ہی نہ کھایا بلکہ سراپا ہمیں چوس کر جھجھوڑی ہڈی کی طرح کر چھوڑا۔ جب بھیانک سیاہ رات کی تاریکی دور ہوئی اور خدا نے نور کا تڑکا کیا اور آنکھ کھلی تو دیکھا کہ اس رات ہماری عشق بازی کسی کالی بلا کے ساتھ رہی جیسا جب نے نتیجہ افسوس لیں ابھی آنکھیں بند کرکے اندھا دھند اتباع اطاعت محبت کا نتیجہ ہوگا۔ تاریکی دور ہونے دو نور کا تڑکا ہونے دو۔ کچھ دیر جاتی ہے کہ صبح ہوتی ہے اور معلوم ہو جائے گا ؎

بوقت صبح شود ہمچو روز معلومت + کہ باکہ باختہ عشق در شب یجور

اللہ مسلمانوں کی آنکھیں کھولے اور اس فتنہ اور تمام فتنوں سے محفوظ رکھے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۴۴ ۔ از بہیڑی ضلع بریلی مرسلہ خلیل الرحمن صاحب حنفی مستری

سوال کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین زید نے عمرو سے یہ سوال کیا (سوال)

جناب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم اولین آخرین اللہ تعالیٰ نے مرحمت فرمایا تمام جہاں کو آج بھی
مثل کف دست ملاحظہ فرمارہے ہیں۔ (عمرو کا جواب) علم بہ تحت (فاوحیٰ الیٰ عبدہٖ ما اوحیٰ) تسلیم لیکن
مثل کف دست تمام جہاں بہ تحت ملاحظہ بہ نص یا عطا بہ ثبوت نص ہے تو تسلیم ہو سکتا ہے اور نبی کریم
روحی فداک حیاۃ النبی نہیں عمرو کے جواب پر زید نے کہا کہ میں اس کو بالکل نہیں مانتا۔ دریافت طلب
یہ امر ہے کہ عمرو کا جواب بروئے شرع ٹھیک ہے زید جس کے انکار پر شریعت کا حکم ہے فقط بینوا توجروا

الجواب

بے شک بے شبہہ، بے ریب حضور پرنور شافع یوم النشور محبوب اعظم رب غفور صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم اپنے چاہنے والے رب کریم کی عطا سے مطلع علی الغیب ہیں۔ اوس حی قیوم عزجلالہ کی ہر صفت کے مظہر
اتم آج تک مبارک میں حی ہیں۔ بے شک تمام جہاں کو اور اوس میں جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے
سب کو مثال کف دست مبارک ملاحظہ فرمارہے ہیں۔ جو کچھ کہا گیا سب نصوص قرآن وحدیث سے
ہے قرآن عظیم نے فرمایا۔ علم الغیب فلا یظھر علی غیبہ احدا الا من ارتضیٰ من رسول
اس لئے اس فقیر نے اپنی ایک غزل نعت شریف میں سرکار سرہر کار دونوں عالم کے تاجداروں کے تاجدار
سے عرض کیا ہے مسلط کر دیا تم کو خدا نے اپنے غیبوں پر۔ رسول مرتضیٰ تم ہو نبی مجتبیٰ تم ہو۔ اور اپنے
حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فرماتا ہے نزلنا علیک الکتاب تبیانا لکل شیئ۔ اور اپنے محبوب
اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ارشاد فرماتا ہے علمک مالم تکن تعلم وکان فضل اللہ علیک
عظیما۔ ان کے سوا بھی بہت آیات قرآنیہ ہیں جن سے روز روشن سے زیادہ آشکارا کہ سرکار دولت
مدار سید ابرار احمد مختار علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو اللہ عزوجل نے علم غیب ذرہ ذرہ کا عطا فرمایا ہر تر وخشک
کا علم بواسطہ قرآن عظیم رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو ہوا پھر خود سرکار نے بار بار اس کا اظہار فرمایا۔
کبھی فرمایا علمت مافی السمٰوٰت والارض۔ کبھی ارشاد ہوا تجلی لی کل شیئ وعرفت۔ کبھی فرمایا ان
اللہ زوی الی الارض فرأیت مشارقھا ومغاربھا کبھی فرمایا ان اللہ قد رفع لی الدنیا فانا
انظر الیھا والی ما ھو کائن فیھا الی یوم القیامۃ کانما انظر الی کفی ھذہ۔ بیشک اللہ عزوجل
نے سارا جہاں میرے لئے اُٹھایا (یعنی مجھ پر ظاہر فرما دیا میرے سامنے کر دیا) تو میں اوسے اور جو
کچھ اوس میں تا قیامت ہونے والا ہے سب کو ایسا ملاحظہ فرما رہا ہوں جیسے اپنی اس کف دست مبارک
کو دیکھ رہا ہوں۔ عمرو نصوص دیکھے اور اپنے بے جا توقف سے باز آئے اور زید بے قید جو کہتا ہے
میں اس کو بالکل نہیں مانتا اوس سے اوسکی مراد مطلقاً انکار از علم غیب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ہے

کہ حضور کیلئے بھی ذرا بھی علم غیب بعطاء الٰہی نہیں مانتا۔ اگر یہ مراد تو یہ تو قرآن عظیم کی آیات کا انکار ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ اور نبی کے تو معنی ہی ہیں غیب کی خبریں دینے والا۔ بہت غیوب ہیں کہ حضور نے دوسروں کو بتائے بعض غیوب کے علم کے بغیر تو آدمی مسلمان ہی نہیں ہو سکتا تو ہر مومن کو بعض علم غیب بعطائے خداوندی پھر بعطائے نبوی ہے جیسے فرشتے۔ حور و غلمان جنت نار وہاں کے بعض بعض احوال واہوال بعض حالات قیامت۔ کوثر۔ صراط۔ میزان وغیرہ وغیرہ۔ اور اگر یہ مراد ہے کہ میں یہ نہیں مانتا کہ حضور مثال کف دست ملاحظہ فرما رہے ہیں۔ تو حدیث دیکھے اور اپنا عقیدہ درست کرے۔ انکار سے توبہ کرے۔ کسی چیز کا اقرار جس طرح خود نہیں کیا جا سکتا یونہیں من عند نفسہ انکار بھی تو نہیں ہو سکتا اوس نے انکار کیا۔ توبہ کرے۔ یونہیں اوس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیات طیبہ سے انکار کیا اس سے توبہ کرے۔ حدیث میں فرمایا ان اللہ تعالیٰ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء فنبی اللہ حی یرزق حضرت شیخ محقق ترجمۂ مشکوٰۃ میں اس حدیث کے نیچے لکھتے ہیں:۔ بدرستیکہ خدائتعالیٰ حرام کردانیدہ است بر زمین خوردن وے تنہائے پیغمبراں پس پیغمبر خدا زندہ است **بحقیقت** حیات دنیاوی۔ تاآنکہ روزی دادہ می شود الخ جلد ا صفحہ ۲۸۴ فصل ثالث اوس سے اوپر فصل ثانی میں فرمایا صفحہ ۲۸۳ قال ان اللہ حرم علی الارض اجساد الانبیاء گفت آں حضرت بدرستیکہ خدا حرام کردانیدہ است بر زمین تنہائے پیغمبراں را کنایت است از حیات چنانکہ صریح در فصل ثالث اتٰی حدیث ابی درداء بیائد و حیات انبیاء متفق علیہ است ہیچ کس را در وے خلافے نیست حیات جسمانی دنیاوی حقیقی نہ حیات معنوی روحانی چنانکہ شہدا را است و دریں حدیث کہ فرمود ان اللہ تعالیٰ حرم علی الارض اجساد الانبیاء اشارتست بداں اگرچہ دریں باب کہ عرض صلوٰۃ وحصول علم مراد اکست حیات روحانی نیز کافیست ولیکن مذہب ہماں است کہ گفتہ شد وتحقیق ایں مسئلہ در تاریخ مدینہ کہ مسمیٰ است بہ جذب القلوب الی دیار المحبوب کردہ شدہ است ازاں جا باید جست۔ امام ابن حجر مکی رحمہ اللہ تعالیٰ فتاوی حدیثیہ میں حضرت ابن عربی سے تائیداً نقل کرتے ہیں۔ لایمتنع رویۃ ذات النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بروحہ وجسدہ لانہ وسائر الانبیاء احیاء ردت الیھم ارواحھم بعد ماقبضوا واذن لھم فی الخروج من قبورھم والتصرف فی الملکوت العلوی والسفلی ولا مانع من ان یراہ کثیرون فی وقت واحد لانہ کالشمس واذا کان القطب یملأ الکون کما قالہ التاج ابن عطاء اللہ فما بالک بالنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ولا یلزم من ذلک ان الرائی صحابی لان شرط الصحبۃ

الرؤیۃ فی عالم الملک و ھذہ لا رؤیۃ وھو فی العالم الملکوت وھی لا تفید صحبۃ والا لثبتت لجمیع امتہ لانھم عرضوا علیہ فی ذلک العالم فراٰھم ورأوہ کما جاءت بہ الاحادیث واللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ ۴۴۔ از نینی تال مسئولہ قاضی ظفر اللہ خاں گھڑی ساز بڑا بازار ۱۹۴۱ء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں:۔

ع۱ زید داڑھی منڈاتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ اگر محبوب رب العالمین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم بھی اس زمانہ میں ہوتے تو وہ بھی داڑھی منڈانے کا حکم دیتے۔

ع۲ تذکرہ میں یہ کہتا ہے کہ پیغمبر کی حیثیت ایک لیڈر جیسی ہے جیسا کہ اس زمانہ کا گاندھی لیڈر۔ اپنے زمانہ کے محمد صلی اللہ تعالی علیہ وسلم بھی ایسے لیڈر تھے۔

ع۳ زید مذکورہ بالا برج بھی کھیلتا ہے یعنی تاش پر روپیہ کی بازی لگا کر کھیلا جاتا ہے جس میں کافی روپیہ کی ہار جیت ہوتی ہے۔ آیا یہ برج شرعاً قمار یا جوا ہے یا نہیں اور زید مذکور ماہ رمضان المبارک میں بازار اور شارع عام پر سگریٹ پیتا ہوا نکلتا ہے اور پردہ کو غیر ضروری خیال کرتا ہے نیز نماز کا بھی پابند نہیں ہے۔ اب ایسے شخص کو ممبری میونسپلبورڈ ڈسٹرکٹ بورڈ اسمبلی وغیرہ جس سے مسلمانوں کی دینی اور دنیاوی اغراض وابستہ ہوں مسلمانوں کا نمائندہ بنا کر بھیجنا اور اسکو ووٹ دینا شرعاً جائز ہے یا نہیں بحوالہ کتب فقہ واحادیث نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ جواب مرحمت فرمایا جاوے۔ بینوا بالتفصیل وتوجروا بالاجر الجزیل۔

الجواب

داڑھی شعار اسلام ہے تمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی سنت کریمہ ہے زید نے وہ کلمہ بکا حضور علیہ التحیۃ والثنا پر افترا کیا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ایسی چیز کے لئے اپنے پہلے حکم کے خلاف حکم دیتے داڑھی منڈانا شعار کفار ہے۔ رکھنا شعار اسلام۔ شعار اسلام کو مٹنے اور وضع کفار کو اختیار کرنے کا حکم دیتے والعیاذ باللہ تعالی۔ کفار کی وضع پسند فرماتے ولاحول ولا قوۃ الا باللہ اس نے دوسرا کلمہ شنیعہ فظیعہ خبیثہ لعینہ کفریہ بک کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توہین کی۔ والعیاذ باللہ تعالی۔ اس پر اس عظیم جبل و بال کے ہوتے ہوئے پھر اس کا دامن اور پتھر دل کے نیچے دبا ہونے کیا ذکر۔ کہ وہ جوا کھیلتا ہے ضرور وہ حرام جوا ہی ہے رمضان مبارک میں شارع عام پر سگریٹ پیتا ہے پردہ کو غیر ضروری خیال کرتا ہے اور اون سب میں بڑھکر یہ کہ نماز کا پابند

نہیں ماعلی مثلہ بعد الخطا ایسے شخص کو ذخیل کار سربراہ کار بنانا حرام ہے۔ قال تعالیٰ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ لَا یَاْلُوْنَكُمْ خَبَالًا الآیۃ وقال تعالیٰ لا تتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء تفسیر مدارک میں فرمایا ای لا تتخذوھم اولیاء تنصرونھم وتستنصرونھم وتواخونھم وتعاشرونھم معاشرة المسلمین۔ تفسیر کبیر میں ہے المراد ان اللہ تعالیٰ امر المسلم ان لا یتخذ الحبیب والناصر الا من المسلمین اسی میں ہے لا تتخذوھم اولیاء ای لا تعتمدوا علی الاستنصار بھم والتودد الیھم تفسیر علامہ ابوسعود وفتوحات الٰہیہ میں ہے نھوا عن موالاتھم لقرابۃ او لصداقۃ جاھلیۃ ونحوھما من اسباب المصادقۃ والمعاشرۃ وعن الاستعانۃ بھم فی الغزو وسائر امور الدینیۃ نیز کبیر میں زیر آیۂ شریفہ الذین امنوا لا تتخذوا بطانۃ من دونکم الآیۃ ان المسلمین کانوا یشاورونھم فی امورھم ویوانسونھم لما کان بینھم الرضاع والحلف ظنا منھم انھم ان خالفوھم فی الدین فھم ینصحون لھم فی اسباب المعاش فنھاھم اللہ تعالیٰ بھذہ الآیۃ عنہ آلخ ایسے شخص کو والی امور بنانا اس کے سپرد اپنے دینی دنیوی کام کرنا حرام ہے۔ قال تعالیٰ انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین امنوا الآیۃ اپنا ایسا شخص فاسق مسلمان کی تعظیم وتقدیم بے عذر معقول ومقبول ناجائز علماء فرماتے ہیں لو قدموا فاسقا یأثمون لان فی تقدیمہ تعظیمہ وقد وجب علیھم اھانتہ شرعا اسے ووٹ دینا اس کی مدد کرنا اور یہ اس لئے ہے کہ اسے اپنا ناصر ومعین مددگار یار ویاور ٹھہرانا ہے اور یہ سب حرام علماء اعلام ائمہ کرام کی عبارت سے واضح۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔